بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 72

شمارہ 10-11

ایڈیٹر منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

16-23 /شعبان 1444 ہجری قمری ● 9-16 /امان 1402 ہجری شمسی ● 9-16 /مارچ 2023ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ ؕ وَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ۝ (سورۃ جمعہ:4 تا 5)

ترجمہ: اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 10 مارچ 2023 کو مسجد مبارک، اسلام آباد (ٹلفورڈ) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

شرائط بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ

اوّل: بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم: یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم: یہ کہ بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چھارم: یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم: یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلّت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم: یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعتِ ہوا وہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قَالَ اللّٰہ اور قَالَ الرَّسُوۡل کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم: یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم: یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم: یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دھم: یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض لِلّٰہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ 226 تا 227، ایڈیشن 2019ء قادیان)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

مسیح موعود نمبر۔ ہفت روزہ اخبار بدر

فہرست مضامین

......☆......☆......☆......

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نظیر عشق ومحبت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے عاشق تھے۔آپؑ کو اپنے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا عشق تھا جس کی نظیر چودہ سو سال میں ہمیں نظر نہیں آتی۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر وتحریر، آپ کے منثور ومنظوم کلام، آپ کی ہر ادا، آپ کا ہر حرکت وسکون، آپ کا قول وفعل، آپ کی نشست وبرخاست، آپ کی گفتگو، آپ کا کھانا پینا، آپ کا اُٹھنا بیٹھنا، آپ کا سونا جاگنا آپ کے حرف حرف اور لفظ لفظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی خوشبو پھوٹتی ہے۔

اپنے آقا ومولیٰ سے عشق ومحبت کا اظہار کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں :

وَذِكْرُ الْمُصْطَفٰى رُوْحٌ لِقَلْبِي ......☆...... وَصَارَ لِمُهْجَتِي مِثْلَ الطَّعَامِ

کہ محمد مصطفےٰ ﷺ کی یاد میرے دل کی روح ہے اور آپ کا ذکر میری غذا ہے جس کے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتا!

يَاحِبِّ اِنَّكَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّةً ......☆...... فِي مُهْجَتِي وَمَدَارِكِي وَجَنَانِي

اَے میرے معشوق ! اَے میرے محبوب ! محبت کے لحاظ سے تُو میرے جسم وجان میں سرایت کر چکا ہے۔میری جان میں اور میرے دماغ میں اور میرے دل میں بس تُو ہی تُو ہے۔

مِنْ ذِكْرِ وَجْهِكَ يَا حَدِيْقَةَ بَهْجَتِي ......☆...... لَمْ اَخْلُ فِي لَحْظٍ وَّلَا فِي اٰنِ

اَے میری خوشی وشادمانی کے باغ تیری یاد سے ایک لمحہ اور ایک آن کے لئے میں کبھی خالی نہیں رہا۔

قارئین نبی مبالغہ نہیں کرتا۔یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کبھی بھی، ایک لمحہ کے لئے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد سے خالی نہیں ہوئے۔جس کی ڈیوٹی یہ لگی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو پوری دنیا میں غالب کرنا ہے، جس نے اس راہ میں اپنا سب کچھ نچھاور کر دیا ہو، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے اور آپ کی یاد سے کیسے خالی ہوسکتا ہے؟ آپؑ فرماتے ہیں:

اِنِّي اَمُوْتُ وَلَا تَمُوْتُ مَحَبَّتِي ......☆...... يُدْرٰى بِذِكْرِكَ فِي التُّرَابِ نِدَائِي

مَیں تو ایک دن مرجاؤں گا مگر میری محبت کبھی نہیں مرے گی۔میرے مرنے کے بعد بھی میری قبر کی مٹی سے تیری محبت کی ندا بلند ہوتی رہے گی۔

سرے دارم فدائے خاک احمدؐ ......☆...... دلم ہر وقت قربان محمدؐ

فدا شد در رہش ہر ذرّۂ من ......☆...... کہ دیدم حسن پنہان محمدؐ

کہ میرا سر احمد ﷺ کی خاکِ پا پر نثار ہے اور مرا دل ہر وقت محمد ﷺ پر قربان رہتا ہے۔اس کی راہ میں میرا ہر ذرّہ قربان ہو چکا ہے کیونکہ میں نے محمد ﷺ کا مخفی حسن دیکھ لیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو چکے تھے۔یہی وجہ ہے کہ آپؑ کے آنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا قرار دیا گیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’اگر کوئی غیر شخص آجاوے تو غیرت ہوتی ہے لیکن جب وہ خود ہی آوے تو پھر غیرت کیسی؟ اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر ایک شخص آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھے اور پاس اس کی بیوی بھی موجود ہو تو کیا اس کی بیوی آئینہ والی تصویر کو دیکھ کر پردہ کرے گی؟ اور اسکو یہ خیال ہوگا کہ کوئی نامحرم شخص آگیا ہے اس لیے پردہ کرنا چاہئے! اور یا خاوند کو غیرت محسوس ہوگی کہ کوئی اجنبی شخص گھر میں آگیا ہے اور میری بیوی سامنے ہے نہیں بلکہ آئینہ میں انہیں خاوند بیوی کی شکلوں کا بروز ہوتا ہے اور کوئی اس بروز کو غیر نہیں جانتا اور نہ ان میں کسی قسم کی دوئی ہوتی ہے۔

یہی حالت مسیح موعود کی آمد کی ہے وہ کوئی غیر نہیں اور نہ آنحضرت ﷺ سے جدا ہے اور کسی نئی تعلیم یا شریعت کو لیکر آنے والا نہیں ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا بروز اور آپؐ کی ہی آمد ہے جس وجہ سے آنحضرت ﷺ کو اس کے آنے سے کوئی غیرت دامنگیر نہیں ہوئی بلکہ اس کو اپنے ساتھ ملایا ہے اور یہی سرِ ہے آپ کے اس ارشاد میں کہ وہ میری قبر میں دفن کیا جاوے گا یہ امر غایت اتحاد کی طرف رہبری کرتا ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد3، صفحہ 281، مطبوعہ قادیان 2003)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں :

سَاَدْخُلُ مِنْ عِشْقِيْ بِرَوْضَةِ قَبْرِهٖ ......☆...... وَمَا تَعْلَمُ هٰذَا السِّرَّ يَا تَارِكَ الْهُدٰى

کہ میں اپنے بے پناہ عشق کی برکت سے روحانی طور پر روضۂ رسول میں داخل کیا جاؤں گا۔مگر اَے ہدایت کے دشمن! تجھے اس راز کی کوئی خبر نہیں۔

سامعین! سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور اپنی جماعت کو بھی سچی محبت کی تعلیم دی۔آپؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی متابعت کو ہی نجات کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔اور نہ صرف ایک دفعہ بلکہ بار بار اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مجھے جو کچھ ملا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا اور جو کچھ میرا ہے وہ میرا نہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں :۔

’’نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ ﷺ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اِس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اِس کے غیر کو اِس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔‘‘ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ 13)

آپؑ فرماتے ہیں :

’’اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرتؐ کی پیروی کرے چنانچہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرتؐ کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپؐ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ (روحانی خزائن، جلد22، حقیقۃ الوحی، صفحہ 67)

آپؑ فرماتے ہیں :

’’میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید ومولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔سو میں نے جو کچھ پایا اِس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اِس نبی ﷺ کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔‘‘ (حقیقۃ الوحی، رُوحانی خزائن، جلد22، صفحہ 64)

فرمایا : ’’یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔اگر مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہر گز نہ پاتا۔‘‘ (تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن، جلد20، صفحہ 411)

اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں ......☆...... وہ ہے، مَیں چیز کیا ہوں، بس فیصلہ یہی ہے

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا ......☆...... وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسا شدید عشق تھا اس کے متعلق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی بعض روایات پیش ہیں۔

مؤرخ احمدیت مولانا دوست محمد شاہد صاحب فرماتے ہیں :

’’حضرت مسیح موعودؑ میں دو خُلق خاص طور پر نمایاں نظر آتے تھے۔اوّل اپنے خداداد مشن پر کامل یقین دوسرے آنحضرت ﷺ کے ساتھ بے نظیر عشق ومحبت۔یہ دو اَوصاف آپ کے اندر اِس کمال کو پہنچے ہوئے تھے کہ آپ کے ہر قول وفعل اور ہر حرکت وسکون میں ان کا پرزور جلوہ نظر آتا تھا۔‘‘ (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۵۷۶)

مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کی روایت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے مرزا سلطان احمد صاحب نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ایسا عشق مَیں نے کبھی کسی شخص میں نہیں دیکھا۔

(سیرۃ المہدی، روایت نمبر 196، مطبوعہ قادیان 2008)

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کسی تقریر یا مجلس

باقی صفحہ نمبر 29 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

’’قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے، فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے، اَے مظفر! تجھ پر سلام‘‘

’’تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا، ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا، وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا‘‘

حضرت مصلح موعودؓ کو اللہ تعالیٰ نے جو علم اور عرفان عطا فرمایا تھا اس کا کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا

آپؓ کا دیا ہوا لٹریچر ایک جماعتی خزانہ ہے، آپؓ کے خطابات، خطبات، مضامین اکثر شائع ہو چکے ہیں، کچھ ہو رہے ہیں، انہیں ہمیں پڑھنا چاہیے

اس بیٹے کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیے جانے، ذہین و فہیم ہونے اور

دوسری خصوصیات کا حامل ہونے کے اپنے بھی اور غیر بھی معترف ہیں اور خوب جانتے ہیں اور اس کا اعتراف غیروں نے کھل کر کیا ہے

اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے

اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے

آپ کی تبحرِ علمی، آپ کی وسعتِ نظر، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست، آپ کا حسنِ استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے (علامہ نیاز فتح پوری)

مرزا محمود کی تفسیر کے پایہ کی ایک تفسیر بھی کسی زبان میں نہیں ملتی، آپ جدید تفسیریں بھی مصر و شام سے منگوا لیجئے اور چند ماہ بعد مجھ سے باتیں کیجئے (اختر اورینوی)

احرار یو! کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے، مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے (مولوی ظفر علی خان)

’’میری رائے یہ ہے کہ اس وقت تک قرآن کریم کے جتنے تراجم ہو چکے ہیں
ان میں سے کسی ترجمہ میں بھی اردو محاورے اور عربی محاورے کا اتنا خیال نہیں رکھا گیا جتنا اس (تفسیرِ صغیر) میں رکھا گیا ہے‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

مَیں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ کیا مسلمان اور کیا غیر مسلمان بہت تھوڑے مؤرخ ہیں جو حضرت عثمانؓ کے عہد کے اختلافات کی تہہ تک پہنچ سکے ہیں اور اس مہلک اور پہلی خانہ جنگی کی اصلی وجوہات کو سمجھنے میں کامیاب ہوئے ہیں، حضرت مرزا صاحب کو نہ صرف خانہ جنگی کے اسباب سمجھنے میں کامیابی ہوئی ہے بلکہ انہوں نے نہایت واضح اور مسلسل پیرائے میں ان واقعات کو بیان فرمایا ہے جن کی وجہ سے ایوان خلافت مدت تک تزلزل میں رہا (سیّد عبد القادر صاحب ایم اے)

جو باتیں پیشگوئی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی تھیں
یا کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بتائی تھیں وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعودؓ میں پوری ہوئیں

یومِ مصلح موعود کی مناسبت سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے علمی کارناموں کا اجمالی تذکرہ اور حضورؓ کے ترجمہ و تفسیر القرآن نیز بعض لیکچرز پر غیروں کے تأثرات

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17 فروری 2023ء بمطابق 17 تبلیغ 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ○

جیسا کہ ہر احمدی جانتا ہے کہ 20 فروری کا دن جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے یاد رکھا جاتا ہے اور اس مناسبت سے جماعتوں میں جلسے بھی ہوتے ہیں۔ 20 فروری تو اس دفعہ تین دن کے بعد آنا ہے لیکن مَیں نے مناسب سمجھا کہ آج کے خطبہ میں اس حوالے سے کچھ باتیں کروں۔

یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں ایک لڑکے کی ولادت کی تھی جو بہت سی خوبیوں کا مالک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت اسے حاصل ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو، پیشگوئی کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔ فرمایا: ’’پہلی پیشگوئی بالہام اللہ تعالیٰ و اعلامہ عزّ و جلّ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر یک چیز پر قادر ہے (جلّ شانہ و عزّ اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اَے مظفر! تجھ پر سلام۔

خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اسکے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔

خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عَمانُوایل اور بشیر بھی ہے۔ اسکو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُسکے ساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمہ

تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا...... دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔‘‘ تین کو چار کرنے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ ’’(اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے)‘‘ بہر حال آگے فرمایا ’’دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْآخر، مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَأَنَّ اللهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رَستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 647)

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق اُس مدت کے اندر جو آپؑ نے بیان فرمائی تھی بیٹا پیدا ہوا جس کا نام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح الثانی کے مقام پر بھی بٹھایا۔ پھر ایک لمبے عرصے بعد خلیفہ ثانیؓ نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر یہ اعلان فرمایا کہ جس بیٹے کی مصلح موعود ہونے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خبر دی تھی وہ میں ہی ہوں۔

اس بیٹے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیے جانے، ذہین و فہیم ہونے اور دوسری خصوصیات کے اپنے بھی اور غیر بھی معترف ہیں اور خوب جانتے ہیں اور اس کا اعتراف غیروں نے کھل کر کیا ہے۔

اس وقت میں حضرت مصلح موعودؓ کے علمی اور متفرق کارناموں میں سے بعض کا ذکر پیش کروں گا۔

ان باتوں کے سننے سے پہلے جو پیش کرنے لگا ہوں اس بات کو سامنے رکھنا چاہیے کہ آپؓ کا بچپن صحت کے لحاظ سے نہایت کمزوری میں گزرا، بیماری میں گزرا۔ آنکھوں کی تکلیف وغیرہ بھی رہی۔ نظر بھی ایک وقت میں ایک آنکھ سے جاتی رہی۔

پھر دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے بھی آپؓ کی تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی۔ آپؓ نے خود فرمایا کہ مشکل سے میری پرائمری تک تعلیم ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا آپؓ کو دینی و دنیوی علوم سے پُر کرنے کا اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے زبردست اور عقل کو دنگ کر دینے والے خطابات اور خطبات آپؓ سے کروائے اور ایسے ایسے مضامین آپؓ نے لکھے کہ جو اپنی مثال آپ ہیں اور غیر بھی ان کے معترف ہیں۔

آج کچھ حوالے میں پیش کروں گا۔ مَیں یہ حوالے پیش کرنے سے پہلے آپؓ کی تصنیفات، تقاریر، مضامین، خطبات اور مجالس عرفان وغیرہ کی تعداد اور حجم کا ایک جائزہ پیش کرتا ہوں۔ جو کتب، خطابات، لیکچرز، مضامین پیغامات وغیرہ کی شکل میں شائع ہوئے یا اب تقریباً مکمل ہیں اور وہ جو تقاریر، خطابات وغیرہ انوار العلوم کی شکل میں شائع ہونے کیلئے تیار ہیں۔ انکی کل اڑتیس (38) جلدیں بن جائیں گی اور انکی تعداد چودہ سو چوبیس (1424) ہے اور اس کے کُل صفحات بیس ہزار تین سو چالیس (20340) ہیں۔ اتنے ہو جائیں گے اندازاً۔ تفسیر کبیر، تفسیر صغیر سمیت دیگر تفسیری مواد کے صفحات اٹھائیس ہزار سات سو پینتیس (28735) ہیں۔ 1808 خطبات جمعہ ہیں جن کے صفحات اٹھارہ ہزار سات سو پانچ (18705) ہیں۔ اکاون (51) خطباتِ عید الفطر ہیں جن کے صفحات پانچ سو تین (503) ہیں۔ بیالیس (42) خطباتِ عید الاضحیٰ ہیں جن کے صفحات چار سو پانچ (405) ہیں۔ 150 خطباتِ نکاح ہیں جن کے صفحات چھ سو چوراسی (684) ہیں۔ خطاباتِ شوریٰ جلد اوّل تا سوم بھی شائع ہوئی ہے اس کے صفحات دو ہزار ایک سو اکتیس (2131) ہیں یہ سارے اور جو مختلف اور بھی ہیں ان صفحات کو اکٹھا کیا جائے، جمع کیا جائے تو کُل تقریباً پچھتر ہزار (75000) صفحات بنتے ہیں۔ ریسرچ سیل نے الحکم اور الفضل کے 1913ء سے 1970ء تک کے شماروں کو دیکھا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ کچھ مزید مواد سامنے آیا ہے جو ابھی تک انوار العلوم یا کسی کتاب میں شائع نہیں ہو سکا۔ اس تفصیل کے مطابق پچپن (55) مضامین، ستائیس (27) تقاریر، ایک سو تینتالیس (143) مجالس عرفان، دو سو بائیس (222) عناوین ملفوظات اور ایک سو اکتیس (131) مکتوبات ابھی تک مل چکے ہیں۔ ایک بڑا وسیع علمی ذخیرہ ہے۔

اس وقت میں پہلے آپؓ کے علمی کارناموں میں سے قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر کے کچھ کوائف اور غیروں کے اس بارے میں آرا، تبصرے پیش کرتا ہوں۔ تفسیر کبیر میں حضرت مصلح موعودؓ نے اُنسٹھ (59) سورتوں کی تفسیر بیان فرمائی، ہے جو کہ دس جلدوں اور پانچ ہزار نو سو سات (5907) صفحات پر مشتمل ہے۔ اسکے علاوہ بہت سے تفسیری نوٹ بھی آپؓ کے ملے ہیں جن کے صفحات کی تعداد بھی ہزاروں میں ہے اور امید ہے کسی وقت یہ بھی شائع ہو جائے گی۔ بامحاورہ ترجمہ قرآن کا ایک بہت بڑا کام آپؓ کا تفسیرِ صغیر کی صورت میں ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی عمر کے آخری دَور میں سب سے بڑی یہ خواہش تھی کہ آپؓ کی زندگی میں آپؓ کے ذریعہ پورے قرآنِ مجید کا ایک معیاری اور بامحاورہ اردو ترجمہ مع مختصر مگر جامع نوٹوں کے شائع ہو جائے۔

سفرِ یورپ 1955ء سے واپسی کے بعد اگرچہ حضورؓ کی طبیعت اکثر ناساز رہتی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ موعود کی روح القدس سے ایسی زبردست تائید فرمائی کہ جون 1956ء میں گرمیوں میں مری کے پہاڑوں پر گئے تو وہاں آپؓ نے ترجمہ قرآن املا کرانا شروع کیا جو خدا کے فضل سے 25 اگست 1956ء کی عصر تک مکمل ہو گیا اور یہ نخلہ ایک جگہ تھی جو کلر کہار کے قریب چھوٹا سا پُرفضا مقام ہے وہاں آپؓ نے چھوٹی سی ایک بستی بنائی تھی جہاں یہ کام کیا۔ اسکے بعد پھر اسکی نظرِ ثانی ہوئی۔ پھر نظرِ ثالث ہوئی۔ کتابت ہوئی۔ پروف ریڈنگ وغیرہ ہوئی۔ اسکے بہت سارے کام ہوئے اور تفسیر صغیر 15 / نومبر 1957ء کو طبع ہو کر مکمل تیار ہوگئی۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت، جلد 19، صفحہ 522 تا 531)

حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر صغیر کے بارے میں ایک جگہ فرمایا کہ ’’میری رائے یہ ہے کہ اس وقت تک قرآن کریم کے جتنے ترجمے ہو چکے ہیں ان میں سے کسی ترجمہ میں بھی اردو محاورے اور عربی محاورے کا اتنا خیال نہیں رکھا گیا جتنا اس میں رکھا گیا ہے۔‘‘

عام طور پر دیکھیں اور خصوصاً اسکے نوٹس میں بھی نظر آ جاتا ہے کہ آپؓ نے ترجمہ میں محاورے کا خیال رکھا ہے۔ ’’یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اتنے تھوڑے عرصہ میں ایسا عظیم الشان کام سرانجام دینے کی توفیق عطا فرما دی۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’...... اللہ تعالیٰ نے اس بڈھے اور کمزور انسان سے وہ عظیم الشان کام کروا لیا جو بڑے بڑے طاقتور بھی نہ کر سکے۔‘‘ فرماتے ہیں ’’گذشتہ تیرہ سو سال میں بڑے بڑے قوی نوجوان گزرے ہیں مگر جو کام اللہ تعالیٰ نے مجھے سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی ہے اس کی ان میں سے کسی کو بھی توفیق نہیں ملی۔ درحقیقت یہ کام خدا کا ہے اور وہ جس سے چاہتا ہے کروا لیتا ہے۔‘‘

(تاریخ احمدیت، جلد 19، صفحہ 525-526)

پھر ایک اَور جگہ آپؓ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے...... قرآنِ شریف کا سارا ترجمہ مکمل ہو گیا۔ یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے وَالنَّاس تک مع تفسیر صغیر کے جس کے متعلق تفسیر کبیر سے مقابلہ کرنے سے یہ پتہ لگا ہے کہ کئی مضامین اختصاراً اس میں ایسے آئے ہیں کہ تفسیر کبیر میں بھی نہیں۔‘‘ (تاریخ احمدیت، جلد 19، صفحہ 530)

پھر تفسیر القرآن انگریزی کا بھی ایک اہم کام ہوا جسے ہم فائیو والیم کمنٹری (Five Volume Commentary) کہتے ہیں۔ اس تفسیر کے شروع میں حضرت مصلح موعودؓ کے قلم سے لکھا ہوا ایک نہایت پُرمعارف دیباچہ بھی شامل ہے جس میں دوسرے صحفِ سماوی کی موجودگی میں قرآن مجید کی ضرورت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور جمع القرآن اور قرآنی تعلیمات پر بالکل اچھوتے اور دلآویز پیرائے میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس دیباچے کے آخر میں شکریہ و اعتراف کے زیر عنوان تحریر فرمایا کہ مَیں اس دیباچے کے آخر میں مولوی شیر علی صاحب کی ان بے نظیر خدمات کا اعتراف کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے باوجود صحت کی خرابی کے قرآن کریم کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کے متعلق کی ہیں۔ اسی طرح ملک غلام فرید صاحب، خان بہادر چودھری ابوالہاشم خان صاحب مرحوم اور مرزا بشیر احمد صاحب بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ انہوں نے ترجمے پر تفسیری نوٹ میری مختلف تقریروں اور کتابوں اور درسوں کا خلاصہ نکال کر درج کیے ہیں۔ پھر اس میں آپؓ نے یہ بھی لکھا کہ میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کا شاگرد ہونے کی وجہ سے کئی مضامین میری تفسیر میں لازماً ایسے آئے ہیں جو مَیں نے اُن سے سیکھے۔ اس لیے اس تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر بھی، حضرت خلیفہ اوّلؓ کی تفسیر بھی اور میری تفسیر بھی آ جائے گی اور چونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی روح سے ممسوح کر کے ان علوم سے سرفراز فرمایا تھا جو اس زمانے کیلئے ضروری ہیں اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ یہ تفسیر بہت سے بیماروں کو شفا دینے کا موجب ہوگی۔

بہت سے اندھے اس کے ذریعہ سے آنکھیں پائیں گے۔ بہرے سننے لگ جائیں گے۔ گونگے بولنے لگ جائیں گے۔ لنگڑے اور اپاہج چلنے لگ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کے مضامین کو برکت دیں گے اور یہ اس غرض کو پورا کرے گی جس غرض کیلئے یہ شائع کی جارہی ہے۔ اللّٰھم آمین۔

(ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 507-508)

اور اَب تک جو لوگ بھی اس کو پڑھتے ہیں تو بعض غیر بھی، عیسائی بھی بڑی تعریف کرتے ہیں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ (السجدہ:18)

ترجمہ: اور (حقیقت یہ ہے کہ) کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان (مومنوں) کیلئے ان کے اعمال کے بدلہ کے طور پر کیا کیا آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ

اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ یَتۡلُوۡنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ ؕ وَمَنۡ یَّكۡفُرۡ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ (البقرہ:122)

ترجمہ: وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی درآنحالیکہ وہ اس کی ویسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو (درحقیقت) اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جو کوئی بھی اس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔

علامہ نیاز فتح پوری صاحب جو کہ مشہور اہلِ قلم ہیں، محقق ہیں، ادیب تھے۔ ماہنامہ نگار کے مدیر تھے۔ احمدی نہیں ہیں۔ انہوں نے تفسیر کبیر کا مطالعہ کیا تو حضرت مصلح موعودؓ کو ایک خط میں لکھا کہ ’’تفسیرِ کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے اور میں اسے بڑی نگاہِ غائر سے دیکھ رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کی تبحرِ علمی، آپ کی وسعتِ نظر، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست، آپ کا حسنِ استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے اور مجھے افسوس ہے کہ مَیں کیوں اس وقت تک بے خبر رہا۔‘‘ یہ بڑے پڑھے لکھے اور عالم آدمی ہیں جو بات کر رہے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ ’’......کل سورۃ ہود کی تفسیر میں حضرت لوط پر آپ کے خیالات معلوم کر کے جی پھڑک گیا اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر مجبور ہو گیا۔ آپ نے هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیۡ (ہود:78) کی تفسیر کرتے ہوئے عام مفسرین سے جدا بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے اسکی داد دینا میرے امکان میں نہیں۔‘‘ (تاریخ احمدیت، جلد 8، صفحہ 157-158)

پھر ایک دوسرے خط میں لکھتے ہیں کہ ’’رات کو تو بالالتزام اسے دیکھتا ہوں......میرے نزدیک یہ اردو میں بالکل پہلی تفسیر ہے جو بڑی حد تک ذہنِ انسانی کو مطمئن کر سکتی ہے۔‘‘ پھر کہتے ہیں کہ ’’......اس تفسیر کے ذریعہ سے جو خدمت اسلام کی انجام دی ہے وہ اتنی بلند ہے کہ آپ کے مخالف بھی اسکا انکار نہیں کر سکتے۔ وَذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ۔‘‘ (تفسیر کبیر، جلد 7، تعارفی صفحہ)

پھر سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدر آبادی ہیں۔ یہ احمدی تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ ’’برصغیر ہندو پاکستان کی معروف شخصیت نواب بہادر یار جنگ (جن سے سیٹھ صاحب کے بڑے دوستانہ تعلقات تھے)‘‘ یہ بہادر یار جنگ صاحب احمدی نہیں تھے۔ ان کے ان سے تعلقات تھے۔ ’’سیٹھ صاحب کہتے ہیں کہ نواب بہادر یار جنگ اپنی صحبتوں میں تفسیرِ کبیر کا اکثر ذکر کیا کرتے تھے اور اسکی عظمت کا ہمیشہ اعتراف کرتے اور کہا کرتے تھے کہ اس کے بیان کردہ معارف سے انہوں نے بہت استفادہ کیا ہے۔‘‘ (تاریخ احمدیت، جلد 8، صفحہ 158)

پھر جناب اختر اورینوی صاحب ایم اے صدر شعبہ اردو پٹنہ یونیورسٹی اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں: ’’میں نے یکے بعد دیگرے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تفسیرِ کبیر کی چند جلدیں پروفیسر عبدالمنان بیدل سابق صدر شعبہ فارسی پٹنہ کالج، پٹنہ و حال پرنسپل شبینہ کالج پٹنہ کی خدمت میں پیش کیں۔ اور وہ ان تفسیروں کو پڑھ کر اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے مدرسہ عربیہ شمس الہدیٰ پٹنہ کے شیوخ کو بھی تفسیر کی بعض جلدیں پڑھنے کیلئے دیں اور ایک دن کئی شیوخ کو بلوا کر انہوں نے ان کے خیالات دریافت کئے۔ ایک شیخ نے کہا کہ فارسی تفسیروں میں ایسی تفسیر نہیں ملتی۔ پروفیسر عبدالمنان صاحب نے پوچھا کہ عربی تفسیروں کے متعلق کیا خیال ہے؟ شیوخ خاموش رہے۔ کچھ دیر کے بعد ان میں سے ایک نے کہا۔ پٹنہ میں ساری عربی تفسیریں ملتی نہیں ہیں۔ مصر و شام کی ساری تفاسیر کے مطالعہ کے بعد ہی صحیح رائے قائم کی جاسکتی ہے۔ پروفیسر صاحب نے قدیم عربی تفسیروں کا تذکرہ شروع کیا اور فرمایا۔ مرزا محمود کی تفسیر کے پایہ کی ایک تفسیر بھی کسی زبان میں نہیں ملتی۔ آپ جدید تفسیریں بھی مصر و شام سے منگوا لیجئے اور چند ماہ بعد مجھ سے باتیں کیجئے۔ عربی و فارسی کے علماء‘‘ جو بیٹھے ہوئے تھے ’’مبہوت رہ گئے۔‘‘ (تاریخ احمدیت، جلد 8، صفحہ 158-159)

متعدد کتب کے مصنف اور اخبار صدق جدید لکھنؤ کے ایڈیٹر مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے حضرت مصلح موعودؓ کے انتقال پر لکھا کہ ’’کراچی سے خبر شائع ہوئی ہے کہ جماعت احمدی (قادیانی) کے امام مرزا بشیر الدین محمود کا 8/نومبر کو ربوہ میں انتقال ہو گیا۔‘‘ کہتے ہیں ’’......دوسرے عقیدے ان کے جیسے بھی ہوں قرآن و علومِ قرآنی کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں ان کا صلہ اللہ انہیں عطا فرمائے۔ اور ان خدمات کے طفیل میں ان کے ساتھ عام معاملہ درگذر کا فرمائے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح تبیین و ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے۔‘‘

(صدق جدید لکھنو، جلد 15 نمبر 51، 18/نومبر 1965ء، بحوالہ الفضل ربوہ، 22/مارچ 1966ء صفحہ 8)

پھر ایک مشہور احراری لیڈر تھے مولوی مظہر علی صاحب اظہر اپنی کتاب ’’ایک خوفناک سازش‘‘ میں لکھتے ہیں کہ ’’مولوی (ظفر علی خاں) نے......کہا۔ احمدیوں کی مخالفت کی آڑ میں احرار نے خوب ہاتھ رنگے۔ احمدیوں کی مخالفت کا احرار نے محض جلب زر کیلئے ڈھونگ رچا رکھا ہے۔‘‘ پیسے اکٹھے کرنے کیلئے۔ کہتے ہیں ’’قادیانیت کی آڑ میں غریب مسلمانوں کی گاڑھے پسینہ کی کمائی ہڑپ کر رہے ہیں۔ کوئی ان احرار سے پوچھے بھلے مانسو! تم نے مسلمانوں کا کیا سنوارا۔ کون سی اسلامی خدمت تم نے سرانجام دی ہے۔ کیا بھولے سے بھی تم نے تبلیغ اسلام کی؟‘‘ کہتے ہیں ’’احراریو! کان کھول کر۔‘‘ خود بھی احراری ہیں کہہ رہے ہیں ’’احراریو! کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے۔ تم میں ہے کوئی جو قرآن کے سادہ حرف بھی پڑھ سکے؟ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ تم خود کچھ نہیں جانتے تم لوگوں کو کیا بتاؤ گے۔ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے ایک اشارہ پر اسکے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ تمہارے پاس کیا ہے گالیاں اور بدزبانی۔ تف ہے تمہاری غداری پر۔‘‘ پھر لکھتے ہیں کہ ’’......مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں۔ مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ایک ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے......مَیں حق بات کہنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ یہ میں ضرور کہوں گا کہ اگر تم نے مرزا محمود کی مخالفت کرنی ہے تو پہلے قرآن سیکھو۔ مبلغ تیار کرو۔ عربی مدرسہ جاری کرو......اگر مخالفت کرنی ہے تو پہلے مبلغ تیار کرو۔ غیر ممالک میں ان کے مقابلہ میں تبلیغ اسلام کرو......یہ کیا شرافت ہے کہ......مرزائیوں کو گالیاں دلوادیں کیا یہ تبلیغ اسلام ہے؟ یہ تو اسلام کی مٹی خراب کرنا ہے۔‘‘

(تاریخ احمدیت، جلد 6، صفحہ 513)

پھر اخبار امروز لاہور نے 30/مئی 66ء کی اشاعت میں تفسیر صغیر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ ’’قرآن حکیم پوری بنی نوع انسان کیلئے رشد و ہدایت کا منبع و سرچشمہ ہے۔ ازل سے رہتی دنیا تک یہ کتاب مبین انسانوں کو دینی اور دنیوی معاملات میں عدل کا راستہ دکھاتی رہے گی اور بھولے بھٹکوں کو صراط مستقیم پر لاتی رہے گی۔‘‘ کاش کہ آج کے علماء بھی یہ سمجھیں۔ ’’قرآن مجید ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔‘‘ لکھتا ہے ’’قرآن کریم ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ، کوئی سا گوشہ اور کوئی سا مرحلہ ایسا نہیں ہے جہاں ہم قرآن سے استمداد نہ کر سکتے ہوں لیکن ظاہر ہے کہ اس کیلئے مطالبِ قرآن پر حاوی ہونا لازم ہے۔ جب تک قرآن میں منضبط احکام خداوندی کے مفاہیم کا انشراح ہی نہ ہو گا رشد و ہدایت کا سلسلہ کیسے شروع ہو گا۔‘‘ اس کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ پھر ہی پتہ لگے گا کہ کیا لکھا ہے۔ ’’اسی ضرورت کے پیشِ نظر قرآنی مطالب کی تشریح و تفسیر کا سلسلہ شروع ہوا اور نزولِ قرآن سے لے کر اَب تک اور پھر ابد تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ جن لوگوں نے قرآن فہمی عام کرنے کے سلسلہ میں کوئی سا حصہ بٹایا ہو یقیناً تشکر کے سزاوار ہیں۔‘‘ ان کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ ’’مفسرین نے اپنے اپنے دَور میں قرآنی بصیرت کو عام کرنے میں جو کاوشیں کیں وہ اس لحاظ سے بھی مستحسن قرار پائیں گی کہ اس طرح تفسیر قرآن نے ایک باقاعدہ تحریک کی شکل اختیار کر لی اور مطالب و معانی کے ابلاغ کے باب میں تفحص کی ایک پختہ روایت قائم ہو گئی۔ بحمد للہ۔ یہ سلسلہ جاری ہے اور رہے گا۔‘‘ آگے پھر تفسیر صغیر کے بارے میں کہتا ہے کہ ’’اس وقت تفسیر صغیر پیش نظر ہے۔ یہ تفسیر احمدیہ جماعت کے پیشوا الحاج مرزا بشیر الدین محمود مرحوم کی کاوش فکر کا نتیجہ ہے۔ قرآن کے عربی متن کے اردو ترجمے کے ساتھ کئی مقامات کی تشریح کیلئے حواشی اور تفصیلی نوٹ دیئے گئے ہیں۔ ترجمے اور حواشی کی زبان نہایت سادہ اور آسان فہم ہے۔‘‘ (تاریخ احمدیت، جلد 19، صفحہ 541-542)

پھر ایک ہفت روزہ قندیل ہوتا تھا۔ وہ 19/جون 1966ء میں لکھتا ہے کہ ’’انجمن حمایت اسلام لاہور اور تاج کمپنی لمیٹڈ کی طرف سے قرآنِ حکیم کی طباعت میں جو خوش ذوقی کا ثبوت دیا جاتا رہا ہے وہ قابلِ تحسین ہے۔‘‘ پھر کہتا ہے تفسیر صغیر کے بارے میں کہ ’’تفسیر صغیر کی اشاعت سے اس روح آفرین سعی میں اضافہ ہوا ہے......تفسیر صغیر میں ترجمہ اور تفسیر امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ ترجمہ اور حواشی کی زبان عام فہم ہے تاکہ ہر علمی استعداد کا آدمی اس سے مستفید ہو سکے۔ ترجمہ اور تفسیر میں یہ التزام بھی ہے کہ جملہ تفاسیر متقدمین آخر تک پیشِ نظر رکھی گئی ہیں۔‘‘ پھر کہتا ہے کہ ’’......قرآنِ مجید کو اس خوبصورتی سے طبع کرا کے شائع کرنا ایک بہت بڑی خدمت اسلام ہے۔‘‘ (الفضل 23/جون 1966ء، صفحہ 5)

آج کل کے علماء پاکستان میں یہ کہتے ہیں کہ اس میں تحریف کی گئی ہے اس لیے بین (ban) کی جاتی ہے۔ تفسیر صغیر پاکستان میں بین (ban) کی ہوئی ہے۔ اس کو کوئی اپنے گھر میں بھی نہیں رکھ سکتا اور ان کے اپنے جو ہیں انصاف پسند لوگ، پرانے لوگ وہ کہتے ہیں کہ اس جیسی کوئی چیز ہی نہیں۔ قابل تعریف چیز ہے اور اس سے آدمی بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آج کل کے علماء کو بھی انصاف کی نظر سے دیکھنے کی توفیق دے۔

پھر انگریزی تفسیر قرآن کے دینی اور ادبی محاسن نے یورپ و امریکہ کے چوٹی کے اہل علم کو متاثر کیا ہے۔ انہوں نے اس پر شاندار ریویو کیے۔

مثلاً اے جے آربری (A J Arberry) ایک مشہور سکالر ہیں۔ کہتے ہیں کہ ’’قرآن شریف کا یہ نیا ترجمہ اور تفسیر ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ موجودہ جلد اس کارنامہ کی گویا پہلی منزل ہے۔‘‘ جو ان کو ایک جلد پہنچی تھی۔ کہتے ہیں ’’کوئی پندرہ سال کا عرصہ ہوا جماعت احمدیہ قادیان کے محقق علماء نے یہ عظیم الشان کام شروع کیا اور کام حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد کی حوصلہ افزاء قیادت میں ہوتا رہا۔ کام بہت بلند قسم کا تھا یعنی یہ کہ

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

قرآن کریم ایک رسہ ہے جس کی ایک طرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور دوسری طرف تمہارے ہاتھوں میں، سو اسے مضبوطی سے تھامے رکھو، (یعنی اگر تم اس پر پوری طرح عمل کرتے رہو گے) تو اس کے بعد تم کبھی گمراہ اور ہلاک نہیں ہو گے۔ (المصنف لابن أبي شيبة، کتاب فضائل القرآن)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اے اہل قرآن! قرآن پڑھے بغیر نہ سویا کرو اور اس کی تلاوت رات کو اور دن کے وقت اس انداز میں کرو جیسے اس کی تلاوت کرنے کا حق ہے اور اس کو پھیلاؤ اور اس کو خوش الحانی سے پڑھا کرو اور اس کے مضامین پر غور کیا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب الفضائل)

قرآن شریف کے متن کی ایک ایسی ایڈیشن شائع کی جائے جس کے ساتھ ساتھ اس کا نہایت صحیح صحیح انگریزی ترجمہ ہو اور ترجمہ کے ساتھ آیت آیت کی تفسیر ہو۔‘‘ پھر کہتا ہے ’’......شروع میں ایک طویل دیباچہ ہے جو خود حضرت مرزا بشیر الدین نے رقم فرمایا ہے‘‘ اور پھر اس نے دیباچہ کی باتیں لکھی ہیں کہ اس میں کیا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ ’’......اگر ہم اس کام کو اسلام کے ذوقِ علم تحقیق کی عظیم یادگار کہہ کر پیش کریں تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔‘‘ ذوق علم تحقیق کی عظیم یادگار کہہ کر پیش کریں تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ ’’اسکی تیاری کے ہر مرحلہ پر مستند کتب تفسیر ولغت و تاریخ وغیرہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ ان کتب کی طویل فہرست پڑھنے والے کو متاثر کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ترجمہ وتفسیر کے تیار کرنے والوں نے نہ صرف تمام مشہور عربی تفسیروں کو زیر مطالعہ رکھا ہے بلکہ ان کے ساتھ ساتھ یورپین مستشرقین نے تنقیدی رنگ میں جو کچھ لکھا ہے اسے بھی مدنظر رکھا ہے۔ اگر صرف ترجمہ پر نظر ڈالی جائے تو کہنا پڑتا ہے کہ ترجمہ کی انگریزی، غلطیوں سے پاک اور بڑی پُر وقار ہے۔‘‘ پھر کہتا ہے کہ ’’......غیر مسلم معترضین کے اعتراضوں کا ردّ بھی اس میں ہے اور دوسرے مذاہب پر مناسب تنقید بھی، غیر مسلم پڑھنے والوں کو اس کے کئی حصے یک طرفہ اور معترضانہ رنگ لئے ہوئے معلوم ہوں گے لیکن یاد رہے یہ حصے بھی خلوص نیت سے لکھے گئے ہیں اور نہایت توجہ سے پڑھے جانے کے لائق ہیں۔ ان سے پتہ لگتا ہے کہ متقی اور اہل علم مسلمان جب دوسرے مذاہب کی روایتی تعلیموں پر اعتراض کرتے ہیں تو ایسا کیوں کرتے ہیں۔‘‘

(تاریخ احمدیت، جلد 10، صفحہ 672-673)

پھر ایک ڈاکٹر چارلس ایس بریڈن (Charles S. Braden) صدر شعبہ تاریخ و ادب مذہبیات نارتھ ویسٹرن یونیورسٹی ایونسٹن (Evanston) امریکہ نے لکھا ’’کتاب کی طباعت نہایت عمدہ ہے، ٹائپ بھی اعلیٰ ہے اور سہولت سے پڑھا جا سکتا ہے۔ بحیثیت مجموعی انگریزی زبان کے اسلامی لٹریچر میں یہ ایک قابلِ قدر اضافہ ہے جس کیلئے دنیا جماعت احمدیہ کی ازحد ممنون ہے۔‘‘ (تاریخ احمدیت، جلد 10، صفحہ 674)

پھر ایک مشہور مسیحی اخبار النصر نے لکھا کہ ’’جماعت احمدیہ نے امریکہ اور یورپ کے براعظموں میں ثقافت اسلامیہ کی اشاعت کا نمایاں کام کیا ہے اور یہ کام لگاتار مبلغین کی روانگی سے ہو رہا ہے اور مختلف کتب و اشتہارات کی اشاعت سے بھی جن کے ذریعہ فضائل اسلام اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو بیان کیا جاتا ہے۔ ہمیں قرآن مجید کا انگریزی میں ترجمہ دیکھ کر بہت ہی خوشی ہوئی ہے۔ یہ ترجمہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ کی زیر نگرانی کیا گیا ہے۔ ترجمہ قرآن مجید جاذب نظر اور ناظرین کیلئے قرۃ العُیون ہے۔ یہ ترجمہ بلند پایہ خیالات کا حامل ہے......قرآنی آیات ایک کالم میں درج ہیں اور دوسرے کالم میں بالمقابل ان کا ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ بعدازاں مفصل تفسیر کی گئی ہے۔ مطالعہ کرنے والا ان تفاسیر جدیدہ میں مستشرقین اور یورپین معاندین کے اعتراضات کے مفصل جوابات پاتا ہے...... یہ امر قابل ذکر ہے کہ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اس ترجمہ کے ساتھ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بھی تحریر فرمائی ہے اور یہ سیرت و ترجمہ بے نظیر ہیں۔‘‘ (تاریخ احمدیت، جلد 9، صفحہ 675-676)

بہرحال تفسیرِ کبیر، تفسیر صغیر اور فائیو والیم کمنٹری (Five Volume Commentary) پر یہ تبصرے ہیں۔ اَب مَیں بعض تقاریر کے متعلق بھی بیان کرتا ہوں۔ حضرت مصلح موعودؓ کے علمی خزانے کو جو آپؓ نے تقاریر وغیرہ میں ہمارے سامنے رکھا اس کی غیروں نے بھی تعریف کی اور ان کو کس نظر سے دیکھا اس بارے میں عرض کرتا ہوں کہ آپؓ کا ایک خطاب ’نظامِ نَو‘ تھا جو آپؓ نے غیروں کے سامنے کیا تھا۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ’’مصر کے مشہور ادیب اور الاستاذ عباس محمود العقاد نے اس عظیم الشان لیکچر کے انگریزی ترجمہ کی اشاعت پر مصر کے مشہور ادبی مجلہ ’’الرسالۃ‘‘ میں حسب ذیل تبصرہ کیا۔‘‘‘ کہتے ہیں کہ ’’اس لیکچر کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہے کہ فاضل لیکچرار (حضرت مرزا بشیر الدین محمود ہے) عالمگیر نظام کی توجہ اس طرف پھیرتے ہیں کہ فقر اور غربت کی مصیبت کو دُور کیا جائے یا بالفاظ دیگر جمع شدہ اموال کو تمام دنیا کی قوموں اور لوگوں میں بحصہ رسدی تقسیم کیا جائے۔ بلاشک آپ نے (لیکچرار صاحب نے)‘‘ مرزا بشیر الدین محمود نے ’’تمام دنیا کے جملہ نئے نظاموں پر جنہوں نے اس مصیبت اور مشکل کو دُور اور حل کرنے کی کوشش کی ہے یعنی فیسی ازم، نازی ازم اور کمیونزم اور بعض دیگر جمہوری نظام اور یہ ظاہر ہے کہ آپ کو ان سب نظاموں کے متعلق ہر جہت سے مکمل اطلاع اور علم حاصل ہے۔‘‘ یونہی نہیں لکھ دیا۔ یہ سارے جو نئے ازم ہیں ان کا آپ کو علم بھی تھا اور بڑا گہرائی میں علم تھا۔ پھر ساتھ کہتا ہے ’’لیکن ساتھ ہی آپ یہ اعتقاد بھی رکھتے ہیں جو بالکل صحیح اعتقاد ہے کہ سیاست دان اور پارٹی لیڈرز اور حکومتیں اس مشکل کو حل نہیں کر سکتیں اس لئے ایسی مشکلات کو حل کرنے کیلئے روحانی قوت کی ضرورت ہے کیونکہ ہر ایسی مشکل جو تمام انسانوں سے تعلق رکھتی ہے اس کا حقیقی حل اور علاج تمام کے تمام انسان مل کر ہی کر سکتے ہیں۔ اس لئے سب سے بڑی چیز جو اطمینان پیدا کرتی ہے اور نیک کاموں اور اصلاح کیلئے دلیری پیدا کرتی ہے یعنی اعتقاد اور ایمان، اس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اسکے بعد آپ نے ہندوستان میں موجودہ بڑے بڑے مذاہب پر خصوصاً اور دنیا کے دوسرے مذاہب پر عموماً ایک محققانہ نظر ڈالی ہے تا ان سے وہ علاج دریافت کیا جائے جو اس مشکل کے دور کرنے کیلئے جسے دنیا بری نظر سے دیکھتی ہے وہ پیش کرتے ہیں اور تا ان سے نیا نظام دریافت کیا جائے جو وہ موجودہ نظام کی بجائے پیش کر سکتے ہیں کیونکہ ان کا بھی فرض ہے کہ وہ اس مشکل کو حل کریں اور اس مصیبت کو دور کریں۔‘‘

اسکے بعد لکھتا ہے کہ ’’اسکے بعد آپ نے بہت سے دلائل اس بات کیلئے پیش کئے ہیں کہ ان سب مذاہب میں سے‘‘ پہلے تو یہ ہے کہ ٹھیک ہے مذاہب اپنے اپنے نظام پیش کریں اگر ان کے پاس کچھ ہے لیکن کر نہیں سکتے۔ پھر لکھتا ہے کہ ’’آپ نے بہت سے دلائل اس بات کیلئے پیش کئے ہیں کہ ان سب مذاہب میں سے صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے اندر ان مشکلات کو حل کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور تمام اقوام اور تمام لوگ پہلے بھی اس پر عمل کر سکتے تھے اور اب اس موجودہ زمانہ میں بھی عمل کر سکتے ہیں۔‘‘

پھر ’’(اسکے بعد......محمود العقاد‘ صاحب’’ نے ’’نظامِ نَو‘‘ کے اس حصے کا خلاصہ اپنی زبان میں دیا ہے)‘‘ کہتے ہیں کہ ’’......بالفاظ دیگر فاضل لیکچرار صاحب نے صرف ان مذہبی عقائد کا ہی جن کا ہم نے مذکورہ بالا سطور میں نہایت مختصر طور پر اشارۃً ذکر کیا ہے مقابلہ اور موازنہ کرنے میں ہی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔‘‘ انہوں نے لمبی چوڑی تفصیل دی تھی جو مَیں نے نہیں پڑھی۔ بہرحال کہتے ہیں ’’بلکہ آپ نے خاص طور پر ان پر گہری نظر ڈالی ہے اور خاص اہتمام سے کام لیا ہے کیونکہ صرف عقیدہ ہی جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ ایک ایسی چیز ہے جس سے اصلاح کی امید رکھی جا سکتی ہے اور ساتھ ہی آپ نے ان عقاید کا مقابلہ اور موازنہ کرنے کے علاوہ ان تمام سیاسی اور سوشل نظاموں کا بھی مقابلہ اور موازنہ کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ سب کے سب عملی طور پر بھی اور روحانی طور پر بھی اپنے مقاصد میں ناکام رہے ہیں۔‘‘ (اسکے بعد اس نے ’’نظامِ نَو‘‘ کے اس حصہ کا خلاصہ دیا ہے) جو سیاسی اور سوشل نظاموں پر مشتمل ہے۔ پھر یہ کہتا ہے کہ ’’......اگر یہ آواز یورپ اور امریکہ کے انگریزی خوان طبقہ میں پھیلائی جائے بلکہ خود اہلِ ہندوستان اور اہل مشرق کے درمیان بھی پھیلائی جائے تو یقیناً اپنا اثر دکھلائے گی۔‘‘

(تاریخ احمدیت، جلد 9، صفحہ 369-370)

پھر اسلام میں اختلافات کا آغاز۔ یہ آپؓ کا ایک لیکچر ہے جو مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی (Martin Historical Society) کے اجلاس میں اسلامیہ کالج لاہور میں آپؓ نے دیا۔ ایسا عالمانہ اور تاریخ اسلام پر مکمل عبور رکھتے ہوئے یہ لیکچر تھا کہ بڑے بڑے تاریخ دان بھی آپ کے سامنے اپنے آپ کو طفل مکتب سمجھنے لگے۔ حضورؓ کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے۔ یہاں خلاصہ بیان کرتا ہوں کہ ’’ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمانؓ اور دیگر صحابہ ہر ایک فتنہ سے یا عیب سے پاک تھے بلکہ ان کا رویہ نہایت اعلیٰ اخلاق کا مظہر تھا اور ان کا قدم نیکی کے اعلیٰ مقام پر قائم تھا۔‘‘ ’’کسی کو ہم الزام نہیں دے سکتے، نہ حضرت عثمانؓ کو نہ صحابہ کو۔ پھر فرمایا اور یہ کہ ’’صحابہ کو حضرت عثمانؓ کی خلافت پر کوئی اعتراض نہ تھا۔ وہ آخر دم تک وفاداری سے کام لیتے رہے۔‘‘ اور آپ نے یہ ثابت کیا کہ صحابہ پر یہ غلط الزام ہے کہ انہوں نے بغاوت کی۔ ’’حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ پر خفیہ ریشہ دوانیوں کا الزام بھی بالکل غلط ہے۔ (یہ بھی اس میں ثابت کیا) انصار پر جو الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ سے ناراض تھے وہ غلط ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ انصار کے سب سردار اس فتنہ کے دور کرنے میں کوشاں رہے ہیں۔‘‘ بہرحال اس پہ جو تاثرات ہیں غیروں کے وہ یہ ہیں۔

سید عبدالقادر صاحب ایم اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور لکھتے ہیں کہ ’’فاضل باپ کے فاضل بیٹے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا نام نامی اس بات کی کافی ضمانت ہے کہ یہ تقریر نہایت عالمانہ ہے‘‘ کہتے ہیں ’’مجھے بھی اسلامی تاریخ سے کچھ شد بد ہے اور مَیں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ کیا مسلمان اور کیا غیر مسلمان بہت تھوڑے مؤرخ ہیں جو حضرت عثمانؓ کے عہد کے اختلافات کی تہہ تک پہنچ سکے ہیں اور اس مہلک اور پہلی خانہ جنگی کی اصلی وجوہات کو سمجھنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کو نہ صرف خانہ جنگی کے اسباب سمجھنے میں کامیابی ہوئی ہے بلکہ انہوں نے نہایت واضح اور مسلسل پیرائے میں ان واقعات کو بیان فرمایا ہے جن کی وجہ سے ایوان خلافت مدت تک تزلزل میں رہا۔

میرا خیال ہے کہ ایسا مدلل مضمون اسلامی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے احباب کی نظر سے پہلے کبھی نہیں گزرا ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے عہد کی جس قدر اصلی اسلامی تاریخوں کا مطالعہ کیا جائے گا اسی قدر یہ مضمون سبق آموز اور قابلِ قدر معلوم ہوگا۔‘‘ (اسلام میں اختلافات کا آغاز، صفحہ تمہید، مطبوعہ نومبر 1930ء)

پھر اَور بھی بہت سے تبصرے ہیں لیکن وقت نہیں کہ سب کو بیان کیا جائے۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ کا ایک خطاب اسلام کے اقتصادی نظام سے متعلق تھا جو لاہور میں احمدیہ ہاسٹل میں ہوا۔ ’’یہ تقریر تقریباً اڑھائی گھنٹے تک

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جس شخص کو دینی علوم حاصل کرنے کی خواہش ہے اسے لازم ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرے جس قدر وہ ترقی کرے گا اسی قدر لطیف دقائق اور حقائق اس پر کھلیں گے۔

(البدر، جلد 3 نمبر 2، مورخہ 8/جنوری 1904ء، صفحہ 3)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یہ زمانہ بھی روحانی لڑائی کا ہے۔ شیطان کے ساتھ جنگ شروع ہے۔ شیطان اپنے تمام ہتھیاروں اور مکروں کو لے کر اسلام کے قلعہ پر حملہ آور ہو رہا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسلام کو شکست دے مگر خدا تعالیٰ نے اس وقت شیطان کی آخری جنگ میں اس کو ہمیشہ کیلئے شکست دینے کیلئے اس سلسلے کو قائم کیا ہے۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 16)

جاری رہی۔ اس تقریر میں احمدی احباب کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں مسلم اور غیر مسلم معززین بھی شامل تھے۔'' پڑھے لکھے لوگ تھے۔ غیر احمدی مسلمان اور دوسرے غیر مسلم لوگ بھی'' جن کی اکثریت اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ طبقہ اور پنجاب یونیورسٹی کے پروفیسرز اور طلباء سے تعلق رکھتی تھی۔ تقریر کے دوران پروفیسرز، وکلاء اور دیگر اہل علم دوست کثرت سے نوٹس لیتے رہے۔'' (انوار العلوم، جلد 18، تعارف کتاب ''اسلام کا اقتصادی نظام'' تعارفی صفحہ 1)

اسلام کے اقتصادی نظام کا لب لباب بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''اسلامی اقتصاد نام ہے فردی آزادی اور حکومتی تداخل کے ایک مناسب اختلاط کا۔'' آزادی بھی ہو اور حکومت کا دخل بھی ہو لیکن یہ آپس میں مناسب طور پہ ملے ہوں، کوآرڈی نیٹ کرتے ہوں۔ ''یعنی اسلام دنیا کے سامنے جو اقتصادی نظام پیش کرتا ہے اس میں ایک حد تک حکومت کی دخل اندازی بھی رکھی گئی ہے اور ایک حد تک افراد کو بھی آزادی دی گئی ہے۔ اِن دونوں کے مناسب اختلاط کا نام اسلامی اقتصاد ہے۔ فردی آزادی اِس لئے رکھی گئی ہے تا کہ افراد آخرت کا سرمایہ اپنے لئے جمع کرلیں اور ان کے اندر تسابق اور مقابلہ کی روح ترقی کرے۔'' صرف دنیا کے مقابلے میں نہیں بلکہ آخرت کیلئے بھی جو نیکیاں کر کے آگے بڑھنے، نیکیوں میں بڑھنے کا مقابلہ ہے وہ بھی جاری رہے۔ پھر فرمایا ''اور حکومت کا تداخل اِس لئے رکھا گیا ہے کہ امرا کو یہ موقع نہ ملے کہ وہ اپنے غریب بھائیوں کو اقتصادی طور پر تباہ کردیں۔ گویا جہاں تک بنی نوع انسان کو تباہی سے محفوظ رکھنے کا سوال ہے حکومت کی دخل اندازی ضروری سمجھی گئی ہے اور جہاں تک تسابق اور اخروی زندگی کیلئے زاد جمع کرنے کا سوال ہے حریتِ شخصی کو قائم رکھا گیا ہے اور فردی آزادی کو کچلنے کی بجائے اس کی پوری پوری حفاظت کی گئی ہے۔ پس اسلامی اقتصادیات میں فردی آزادی کی بھی پوری حفاظت کی گئی ہے تا کہ انسان طوعی خدمات کے ذریعہ سے آئندہ کی زندگی کیلئے سامان بہم پہنچا سکے اور تسابق کی روح ترقی پا کر ذہنی ترقی کے میدان کو ہمیشہ کیلئے وسیع کرتی چلی جائے اور حکومت کا دخل بھی قائم رکھا گیا ہے تا کہ فرد کی کمزوری کی وجہ سے اقتصادیات کی بنیاد ظلم، بے انصافی پر قائم نہ ہو جائے اور بنی نوع انسان کے کسی حصہ کے راستہ میں روک نہ بن جائے۔'' (اسلام کا اقتصادی نظام، انوار العلوم، جلد 18، صفحہ 35)

''حضور نے اپنی تقریر کے دوسرے حصے میں کمیونزم کی تحریک کا مذہبی، اقتصادی، سیاسی، نظریاتی اور عملی لحاظ سے تفصیلی جائزہ لیا اور آخر میں اس کے متعلق بائبل کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کا اردو متن سنانے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اپنی پیشگوئی کا بھی ذکر فرمایا۔ الغرض حضرت مصلح موعود کے اس لیکچر نے چوٹی کے علمی طبقوں میں ایک تہلکہ مچا دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے ہر سطح پر غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی۔''

(انوار العلوم، جلد 18، تعارف کتاب ''اسلام کا اقتصادی نظام'' صفحہ 3)

''اس تقریر کو حاضرین نے ایسے شوق سے سنا کہ اتنے لمبے عرصہ تک لوگ اس طرح بیٹھے رہے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔'' اڑھائی گھنٹے تک لگاتار تقریر تھی۔ ''ایک پروفیسر تو اِس تقریر کو سن کر رو پڑے اور بعض کمیونزم کے حامی طلباء نے اِس خیال کا اظہار کیا کہ وہ اسلامی شوشلزم کے قائل ہو گئے ہیں اور اب اسے صحیح اور درست تسلیم کرتے ہیں۔ یونیورسٹی اکنامکس ڈیپارٹمنٹ کے ایم.اے کے بعض طلباء نے حضور کی اس تقریر کے متعلق یہ خواہش ظاہر کی کہ اسکا انگریزی ترجمہ چھپوا کر یونیورسٹی اکنامکس ڈیپارٹمنٹ کے پروفیسروں کے پاس بھیجا جانا چاہئے۔'' اس زمانے میں انگریزوں کی حکومت تھی اکثر انگریز پروفیسر ہوا کرتے تھے۔ ''نیز انہوں نے یہ بھی کہا کہ جہاں مختلف سکیمیں ہندوستان کی آئندہ ترقی اور بہبودی کیلئے دوسرے لوگوں کی طرف سے پیش ہو رہی ہیں وہاں یہ اسلامی نظام جو حضور نے پیش فرمایا ہے مسلمانوں کے خیالات کی نمائندگی کرے گا۔''

(انوار العلوم، جلد 18، تعارف کتاب ''اسلام کا اقتصادی نظام'' صفحہ 2-3)

اس تقریر کی صدارت مسٹر رامچند مچندہ صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور نے کی تھی۔ لکھنے والا یہ لکھتا ہے کہ اس پرشوکت تقریر کے بعد صدر جلسہ جناب لالہ رامچند مچندہ صاحب نے ایک مختصر تقریر کی۔ کہتے ہیں کہ ''میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ مجھے ایسی قیمتی تقریر سننے کا موقعہ ملا اور مجھے اِس بات سے خوشی ہے کہ تحریک احمدیت ترقی کر رہی ہے اور نمایاں ترقی کر رہی ہے۔ جو تقریر اِس وقت آپ لوگوں نے سنی ہے اس کے اندر نہایت قیمتی اور نئی نئی باتیں حضور نے بیان فرمائی ہیں۔ مجھے اس تقریر سے بہت فائدہ ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے بھی اِن قیمتی معلومات سے بہت فائدہ اٹھایا ہوگا۔ مجھے اس بات سے بھی بہت خوشی ہوئی ہے کہ اس جلسہ میں نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی شامل ہوئے ہیں۔''

پھر کہتے ہیں کہ ''...... پہلے تو میں سمجھتا تھا اور یہ میری غلطی تھی کہ اسلام صرف اپنے قوانین میں مسلمانوں کا ہی خیال رکھتا ہے غیر مسلموں کا کوئی لحاظ نہیں رکھتا مگر آج حضرت امام جماعت احمدیہ کی تقریر سے معلوم ہوا کہ اسلام تمام انسانوں میں مساوات کی تعلیم دیتا ہے اور مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ میں غیر مسلم دوستوں سے کہوں گا کہ اس قسم کے اسلام کی عزت و احترام کرنے میں آپ لوگوں کو کیا عذر ہے؟ آپ لوگوں نے جس سنجیدگی اور سکون سے اڑھائی گھنٹہ تک حضور کی تقریر سنی ہے اگر کوئی یورپین اس بات کو دیکھتا تو وہ حیران ہوتا کہ ہندوستان نے اتنی ترقی کر لی ہے۔''

پھر یہ تبصرہ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ ''......تقریر سننے کے بعد اکثر کی زبان پر تعریفی کلمات تھے بلکہ ایک کثیر طبقہ نے اس بات کا اقرار کیا کہ عقاید کے میدان میں گو ہم حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ساتھ اختلاف رکھتے ہوں۔'' عقیدہ ہمارا مختلف ہے۔ ہم یہ نہیں مانتے جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ عقیدے کے اختلاف کے باوجود اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں ''مگر اس حقیقت سے ہم انکار نہیں کر سکتے کہ آپ موجودہ زمانہ میں ہندوستان کے بہترین عالم ہیں اور حقیقت بھی یہی تھی کہ علم اقتصاد کے متعلق قرآنی حقائق و معارف کا انکشاف اور یورپ کے اقتصادی فلسفہ کا ردّ آج تک کسی انسان کی طرف سے ایسے رنگ میں پیش نہیں ہوا کہ خود منکرینِ اسلام ایسے نظام کی فضیلت کا اقرار کریں اور خود اشتراکیت کے حامی اشتراکیت کی خامیاں تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہوں۔ چنانچہ حضرت مولانا شیر علی صاحب کا بیان ہے کہ انہوں نے تقریر کے بعد بعض غیر احمدی نوجوانوں کو آپس میں یہ گفتگو کرتے سنا کہ اگر اَب بھی تم نے کمیونسٹ کی تائید کی تو تم پر لعنت ہے۔'' اسی طرح ایک پروفیسر صاحب پہلے بھی ذکر آیا پڑا ہے یہ سن کر رو پڑے۔

''......تقریر کے اختتام پر غیر احمدی پروفیسر صاحبان اور طلباء کی طرف سے اس خواہش کا اظہار کیا گیا کہ چونکہ وقت کی قلت کی وجہ سے حضور اپنی تقریر میں مضمون کے تمام پہلوؤں پر اپنے خیالات کا اظہار نہیں فرما سکے اس لئے ایک اَور تقریر فرمائی جائے جس میں مضمون کے باقی حصص کی وضاحت ہو جائے تا لوگ علوم کے اس چشمہ سے سیراب ہو سکیں جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو عطا فرمایا ہے۔'' (تاریخ احمدیت، جلد 9، صفحہ 495 تا 497) کہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا گیا ہے۔

سید عبد القادر صاحب ایم اے وائس پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور یہ صدر شعبہ تاریخ اسلامیہ کالج ہیں۔ انہوں نے اسلام اور اشتراکیت کے عنوان پر اخبار سن رائز لاہور میں ایک نوٹ دیا جس کا کچھ حصہ یہ ہے۔ لکھتے ہیں کہ ''اسلام کا اقتصادی نظام اور کمیونزم کے موضوع پر (حضرت) مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کا لیکچر سننے کا مجھے بھی فخر حاصل ہوا۔ یہ لیکچر بھی آپ کے دوسرے لیکچروں کی طرح جو مجھے سننے کا اتفاق ہوا ہے عالمانہ خیالات میں جلا پیدا کرنے والا اور پُر از معلومات تھا۔ مرزا صاحب خداداد قابلیت کے مالک ہیں اور اس موضوع کے ہر پہلو پر آپ کو پورا پورا عبور حاصل ہے۔'' کوئی ڈگری نہیں لی ہوئی۔ کوئی ریسرچ نہیں کی ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے۔ ''اس وجہ سے آپ کے خیالات اس بات کے مستحق ہیں کہ ہم ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے ان پر توجہ کریں۔'' (تاریخ احمدیت، جلد 9، صفحہ 499)

پھر مختلف زبانوں میں اسکے ترجمے بھی ہوئے۔ اسکے تراجم پڑھ کر غیر ملکی پریس اور پڑھے لکھے طبقہ نے بھی سراہا۔ چنانچہ سپین کے سپریم ٹریبیونل کے پریذیڈنٹ ایس وائی ڈی جوس کاسٹن (S.Y.D.Jose Castan) نے یہ پڑھ کے مولوی کرم الٰہی صاحب ظفر کو لکھا کہ ''میں آپ کے نوازش نامہ کا بہت شکر گزار ہوں۔ اس کے ساتھ ایک بہترین کتاب ہے جس کے مطالعہ نے میری طبیعت پر نہایت شاندار اور اعلیٰ تاثرات پیدا کئے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ (اللہ تعالیٰ) آپ کو اس ملک (سپین) میں اور اس کے باہر بھاری کامیابی عطا کرے گا۔ کتاب حالات حاضرہ کے متعلق نہایت دلچسپ ہے۔'' (تاریخ احمدیت، جلد 12، صفحہ 35)

پھر حضرت مصلح موعودؓ کی وفات پر اخبار روشنی سری نگر نے 11/نومبر 1965ء میں لکھا کہ ''آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اولین صدر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی وفات حسرت آیات۔'' کہتے ہیں کہ ''ایک جید عالم اور مفکر تھے۔ تقریر کرنے میں شاید ہی کوئی آپ کا ثانی تھا۔ یہاں تک کہ ''اسلام کا اقتصادی نظام'' اور ''اسلام کا نظام نو'' جیسے دقیق موضوعات پر ایک ایک ہی صحبت میں جو تقاریر ہوئیں وہ کتابی صورت میں شائع ہو کر مقبول عام ہو چکی ہیں۔ آپ کے عالم و فاضل ہونے کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس'' کے جج جسٹس ''سر ظفر اللہ خان صاحب بھی آپ کے مریدوں میں سے ہیں اور انہی کے الفاظ میں آپ کی ذات صفات حسنہ کا ایک ایسا دلکش مجموعہ پیش کرتی ہے جس کا ایک شخص کے وجود میں ہونا بہت نادر ہے...... ظاہری اور باطنی علوم کا سرچشمہ بھی ہیں۔'' اب غیر یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ ظاہری اور باطنی علوم کا سرچشمہ بھی ہیں۔ ''آپ تخیل اور عمل کے میدانوں کے یکساں شہسوار ہیں۔ آپ کی زندگی کا بہت سا حصہ ذکر و فکر میں گزرتا ہے لیکن میدان عمل میں آپ ایک اولوالعزم اور جری قائد بھی ہیں۔'' پھر کہتے ہیں ''......جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا ہر کشمیری دل سے مداح ہے کیونکہ تحریک حریت کشمیر میں آپ کا بہت بڑا حصہ ہے۔ 1931ء میں جب تحریک کشمیر شروع ہوئی تو آپ ہی آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اولین صدر تھے اور یہ آپ ہی کی کوششوں کا ثمرہ تھا کہ تحریک پروان چڑھی اور اس کا غلغلہ چار دانگ عالم میں ہوا۔'' (تاریخ احمدیت، جلد 23، صفحہ 184-185)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

تلاوت کا حق کیا ہے؟ تلاوت کا حق یہ ہے کہ
جب قرآن کریم پڑھیں تو جو اوامر و نواہی ہیں ان پر غور کریں۔ جن کے
کرنے کا حکم ہے ان کو کیا جائے۔ جن سے رُکنے کا حکم ہے ان سے رُکا جائے۔
(خطبہ جمعہ 7/مارچ 2008ء)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہماری فتح مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جڑنے کی وجہ سے
ظاہری اسباب سے نہیں ہونی بلکہ دعاؤں سے ہونی ہے اور دعاؤں کی قبولیت
کیلئے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلنے والا بنانے کی ضرورت ہے
اور اس کیلئے نفس کا جہاد بھی بہت ضروری ہے۔ (خطبہ جمعہ 6/مئی 2009ء)

پھر ویمبلے کانفرنس تو جماعت کی تاریخ میں کافی مشہور ہے۔ اس میں آپؓ کا جو مضمون پڑھا گیا اس میں غیروں کے تاثرات کیا تھے۔ مضمون کے خاتمے پر پریذیڈنٹ نے مختصر الفاظ میں ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ ''مجھے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مضمون کی خوبی اور لطافت کا اندازہ خود مضمون نے کرالیا ہے۔'' اب انگریز ہیں یہ۔ ''میں صرف اپنی طرف سے اور حاضرینِ جلسہ کی طرف سے مضمون کی خوبی ترتیب، خوبی خیالات اور اعلیٰ درجہ کے طریقِ استدلال کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حاضرین کے چہرے زبانِ حال سے میرے اس کہنے کے ساتھ متفق ہیں اور مَیں یقین کرتا ہوں کہ وہ اقرار کرتے ہیں کہ مَیں ان کی طرف سے شکریہ کرنے میں حق پر ہوں اور ان کی ترجمانی کا حق ادا کر رہا ہوں۔ پھر حضرت صاحب کی طرف مخاطب ہو کر عرض کیا کہ مَیں آپ کو لیکچر کی کامیابی پر مبارکباد عرض کرتا ہوں آپ کا مضمون بہترین مضمون تھا جو آج پڑھے گئے۔''

رپورٹ لکھنے والے لکھتے ہیں ''......ایک صاحب حضرت کے حضور حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ میں نے ہندوستان میں تیس سال کام کیا ہے اور مسلمانوں کے حالات اور دلائل کا مطالعہ کیا ہے۔ کیونکہ میں ایک مشنری کی حیثیت سے ہندوستان میں رہا ہوں مگر جس خوبی، صفائی اور لطافت سے آپ نے آج کے مضمون کو پیش کیا ہے مَیں نے اس سے پہلے کبھی کسی جگہ بھی نہیں سنا۔ مجھے اس مضمون کو سن کر کیا بلحاظ خیالات، کیا بلحاظ ترتیب اور کیا بلحاظ دلائل بہت گہرا اثر ہوا ہے۔'' (الفضل 23/ اکتوبر 1924ء، جلد 12 نمبر 45، صفحہ 4)

بہرحال اس طرح کے بیشمار تاثرات ہیں۔ مختلف موضوعات پر آپؓ کے مضامین اور خطابات کی تعداد بیشمار ہے جیسا کہ میں شروع میں بتا چکا ہوں۔ چند نمونے میں نے پیش کیے ہیں۔

اخبار فَتَی الْعَرَب دمشق کا ایک حوالہ پیش کر دیتا ہوں۔ 1924ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب یورپ تشریف لے گئے تو راستہ میں عرب ممالک میں بھی قیام فرمایا اور اس دوران عرب ممالک کے پریس نے بھی آپؓ کے متعلق اپنے تاثرات شائع کیے۔ چنانچہ اخبار فَتَی الْعَرَب دمشق اپنی دس اگست 1924ء کی اشاعت میں لکھتا ہے ''یہ خلیفہ صاحب اپنی عمر کے چالیسویں سال میں ہیں۔ منہ پر سیاہ کشادہ داڑھی رکھتے ہیں۔ چہرہ گندم گوں ہے اور جلال و وقار چہرہ پر غالب ہے۔ دونوں آنکھیں ذکاء و ذہانت اور غیر معمولی علم و عقل کی خبر دے رہی ہیں۔ آپ ان کے چہرہ کے خدوخال میں جبکہ وہ اپنی برف کی مانند سفید پگڑی پہنے کھڑے ہوں یہ دماغی قابلیتیں دیکھیں تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ آپ ایک ایسے شخص کے سامنے ہیں جو آپ کو قبل اسکے کہ آپ اسے سمجھیں خوب سمجھتا ہے۔'' وہ آپؓ کو دیکھ لیتا ہے اپنی نظروں سے ''اور آپ کے لبوں پر تبسم کھیلتا رہتا ہے۔'' پھر حضرت مصلح موعودؓ کے متعلق فرمایا کہ ان کے لبوں پر تبسم کھیلتا رہتا ہے ''جو کبھی ظاہر اور کبھی پوشیدہ ہو جاتا ہے'' ہمیشہ مسکراہٹ رہتی ہے۔ پھر وہ پڑھنے والوں کیلئے کہتا ہے کہ ''اور اگر آپ اس کیفیت کو دیکھیں تو آپ اس تبسم کے نیچے جو معنی ہیں اور جو اس میں جلال ہوتا ہے اس سے حیران ہو جائیں گے۔''

(ماہنامہ خالد سیدنا مصلح موعود نمبر جون، جولائی 2008ء، صفحہ 320)

اس طرح کے غیروں کے بےشمار تاثرات ہیں ان لوگوں کے جنہیں تھوڑا عرصہ یا زیادہ عرصہ صحبت میں رہنے کا موقع ملا۔ مواد تو بہت سا تھا جیسا کہ میں نے کہا، مَیں نے جمع کروایا تھا لیکن وقت کی وجہ سے مَیں نے کچھ پیش کیا ہے اور وہ بھی خلاصۃً پیش کیا ہے۔ وہ بھی ساری باتیں نہیں لکھیں۔

جو باتیں پیشگوئی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی تھیں یا کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بتائی تھیں وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعودؓ میں پوری ہوئیں۔ آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے جو علم اور عرفان عطا فرمایا تھا اس کا کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ آپؓ کا دیا ہوا لٹریچر ایک جماعتی خزانہ ہے۔ آپؓ کے خطابات، خطبات، مضامین اکثر شائع ہو چکے ہیں کچھ ہو رہے ہیں۔ انہیں ہمیں پڑھنا چاہیے اور اب ترجمے کا کام بھی خاصی تیزی سے ہو رہا ہے۔ ان شاء اللہ جلد ہی وہ بھی مہیا ہو جائے گا۔ انگریزی میں تو کافی کام ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے۔ میرا مطلب ہے چھوٹی چھوٹی کچھ کتابیں شائع ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس علم و عرفان سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ......☆......☆......☆......

''سچ والا'' فرقہ کے نام پیغام

(سوشل میڈیا پر ''سچ والا'' فرقہ کے عقائد و خیالات سننے کا اتفاق ہوا، انکے عقائد و خیالات اور درس و تدریس سب کچھ اسلام، بانیٔ اسلام اور قرآن کے خلاف پا کر خاکسار نے ان کے نام درج ذیل پیغام دیا ہے)

(نصر الحق نصر نیپالی، معلم سلسلہ وقف جدید ارشاد قادیان)

اگر پیغام مل جائے تو مجھ سے رابطہ کرنا
شرافت اور عقیدت سے جماعت کا پتا کرنا

جماعت احمدیہ دور حاضر میں وہ مَنْہَج ہے
کہ جس سے منسلک ہو کر قیامِ سلسلہ کرنا

سمجھنا ہے اگر مقصود قرآں کو محبت سے
امام وقت سے اپنا تعلق ما سوا کرنا

غلط فہمی ہو کچھ دل میں تو اسکا حل بھی مل جائے
مگر ہٹ دھرمیوں سے خود کو پہلے تم جدا کرنا

گماں ہے زیرِ سازش اس طرح کے کام کرتے ہو
سیاست بھی ملوث ہو کہ اپنوں کا برا کرنا

خدا ہے خالق و مالک ہمارا بالیقین دیکھو
محمد مصطفیٰؐ ہیں رہبرِ اعظم ندا کرنا

ہمارا دین ہے اسلام اور قرآں شریعت ہے
کبھی بدبخت ہو کر خود کو نہ اس سے جدا کرنا

کہاں قرآن کی عظمت کہاں وہ بے تکی باتیں
سبھی غیر کلام اللہ کو تم زیرِ پا کرنا

کسی جھوٹے نبی کی من کہی ہے تم جو پڑھتے ہو
مگر قرآں کلام اللہ ہے اس سے وفا کرنا

نصرؔ کی مان کر آؤ امام وقت کی جانب
خلافت سے چمٹ کر خود کو راضی برضا کرنا

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2022ء

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از روئے قرآن وحدیث

(حافظ مخدوم شریف، ناظر نشر واشاعت وقائمقام ایڈیشنل ناظر اعلیٰ جنوبی ہند قادیان)

هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ۗ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ○ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ○ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ○

(الجمعہ: آیت 3 تا 5)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا وہ اُن پر اسکی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

قابل احترام صدر اجلاس و معزز سامعین! خاکسار کی تقریر کا عنوان ہے ”صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از روئے قرآن مجید وحدیث“

سامعین کرام! سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ حدیث صحیح میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ اَوْ رِجَالٌ مِنْ فَارِسَ۔ پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخری زمانہ میں فارسی الاصل لوگوں میں سے ایک آدمی پیدا ہوگا کہ وہ ایمان میں ایسا مضبوط ہوگا کہ اگر ایمان ثریا میں ہوتا تو وہیں سے اس کو لے آتا اور ایک دوسری حدیث میں اسی شخص کو مہدی کے لفظ سے موسوم کیا گیا ہے اور اُس کا ظہور آخری زمانہ میں بلاد مشرقیہ سے قرار دیا گیا ہے اور دجّال کا ظہور بھی آخری زمانہ میں بلاد مشرقیہ سے قرار دیا گیا ہے۔

سامعین کرام! آخری زمانہ سے مراد کونسا زمانہ ہے۔ اس بارہ میں ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کے ابتداء میں میں ہوں اور میرے بعد بارہ نیک اور عقلمند شخص ہوں اور مسیح ابن مریم اس کے آخر میں ہوں۔ (اکمال الدین، صفحہ 157)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے سر پر مجدد دین مبعوث کرتا رہے گا (مشکوۃ، مطبع نظامی دہلی 14، کتاب العلم و ابو داؤد، جلد 2، صفحہ 212، کتاب الملاحم، باب ما یذکر فی قرن المائۃ مطبع نولکشور)

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ ”قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَضَتْ اَلْفٌ وَّمأتَانِ وَارْبَعُوْنَ سَنَةً یَبْعَثُ اللّٰهُ الْمَهْدِیَّ“

(النجم الثاقب، جلد 2، صفحہ 209)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک ہزار دو سو چالیس سال گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔

سامعین کرام! ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود اور امام مہدیؑ نے جس آخری زمانہ میں مبعوث ہونا ہے وہ زمانہ تیرھویں صدی کا آخر اور چودھویں کا شروع ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جیسا کہ عِیْسٰی عِنْدَ مَنَارَةِ دِمَشْقَ کے لفظوں سے چودہ سو کا عدد مفہوم ہوتا ہے وہ مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر آیا اور جیسا کہ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کے عدد سے 1275 نکلتے ہیں۔ اسی زمانہ میں وہ اصلاح خلق کیلئے طیار کیا گیا۔

(شہادت القرآن، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 375)

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الاٰیات بعد المأتین ہے ایک یہ بھی منشاء ہے کہ تیرہویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرہویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ سو 1300 ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اِسوقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں اور اس عاجز کے ساتھ اکثر یہ عادت اللہ جاری ہے کہ وہ سبحانہ بعض اسرار اعداد حروف تہجّی میں میرے پر ظاہر کر دیتا ہے۔

(روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 189، ازالہ اوہام حصہ اوّل)

سامعین کرام! قرآن کریم کی رو سے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ زبردست دلیل ہے کہ وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ میں مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ تیرھویں صدی کا آخر اور چودھویں صدی کا شروع بتایا گیا ہے اور عیسیٰ کے نزول کیلئے عند منارۃِ دمشق کے الفاظ میں حروف ابجد کے لحاظ سے چودھویں صدی کا زمانہ بتایا گیا ہے اور مسیح موعود و امام مہدی کے عظیم روحانی منصب پر مبعوث ہونے والے شخص کا نام مرزا غلام احمد قادیانی کے الفاظ میں حروف ابجد کے حساب سے تیرھویں صدی کا زمانہ بتاتا ہے اور سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بارہ مجددین کے بعد عیسیٰ کے نزول کیلئے تیرھویں صدی کا زمانہ بتایا ہے۔

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔“

(کتاب البریہ، روحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 201)

نیز آپؑ فرماتے ہیں: مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ مَیں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حَکَمْ ہوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ان دونوں ناموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے مجھے مشرف فرمایا اور پھر خدا نے اپنے بلاواسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا اور پھر زمانہ کی حالت موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔

(اربعین نمبر 1، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 345)

مَیں وہ پانی ہوں جو آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 145)

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ کے انبیاء جب دنیا میں آتے ہیں تو مخالفین اللہ کے انبیاء سے استہزا کرتے ہیں اور ان کی صداقت پر شک کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے نشانات کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ کی غیرت جلال میں آتی ہے اور وہ اپنے انبیاء و مرسلین کی صداقت کو دنیا میں ثابت کرنے کیلئے بے شمار نشانات ظاہر فرماتا ہے تا لوگوں کو یقین ہو جائے کہ یہ اسی کے فرستادے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا نے اپنے زندہ کلام سے بلاواسطہ مجھے یہ اطلاع دی ہے اور مجھے اس نے کہا ہے کہ اگر تیرے لئے یہ مشکل پیش آوے کہ لوگ کہیں کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ تو خدا کی طرف سے ہے تو انہیں کہہ دے کہ اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ اسکے آسمانی نشان میرے گواہ ہیں۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ پیش از وقت غیب کی باتیں بتلائی جاتی ہیں اور وہ اسرار جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں وہ قبل از وقت ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور دوسرا یہ نشان ہے کہ اگر کوئی ان باتوں میں مقابلہ کرنا چاہے مثلاً کسی دعا کا قبول ہونا اور پھر پیش از وقت اس قبولیت کا علم دیئے جانا یا اور غیبی واقعات معلوم ہونا جو انسان کی حد علم سے باہر ہیں تو اس مقابلہ میں وہ مغلوب رہے گا گو وہ مشرقی ہو یا مغربی۔ یہ وہ دو نشان ہیں جو مجھ کو دیئے گئے ہیں۔ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 29)

نیز آپؑ فرماتے ہیں: میرا خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے مَیں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔ اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اُتر سکے تو مَیں جھوٹا ہوں اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلّہ ٹھہر سکے تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں اُن میں کوئی میری برابری کر سکے تو مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں...... مَیں صرف یہی دعویٰ نہیں کرتا کہ خدا تعالیٰ کی پاک وحی سے غیب کی باتیں میرے پر کھلتی ہیں اور خارق عادت امر ظاہر ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی کہتا ہوں کہ جو شخص دل کو پاک کر کے اور خدا اور اس کے رسول پر سچی محبت رکھ کر میری پیروی کرے گا وہ بھی خدا تعالیٰ سے یہ نعمت پائے گا۔ مگر یاد رکھو کہ تمام مخالفوں کیلئے یہ دروازہ بند ہے اور اگر دروازہ بند نہیں ہے تو کوئی آسمانی نشانوں میں مجھ سے مقابلہ کرے اور یاد رکھیں کہ ہرگز نہیں کر سکیں گے۔ پس یہ اسلامی حقیت اور میری حقانیت کی ایک زندہ دلیل ہے۔ (اربعین نمبر 1، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 345 تا 346)

نیز آپؑ فرماتے ہیں: پانچویں علامت اس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ مَیں ان مسلمانوں پر بھی اپنے کشفی اور الہامی علوم میں غالب ہوں۔ ان کے ملہموں کو چاہئے کہ میرے مقابل پر آویں پھر اگر تائید الٰہی میں اور فیض سماوی میں اور آسمانی نشانوں میں مجھ پر غالب ہو جائیں تو جس کا رد سے چاہیں مجھ کو ذبح کر دیں مجھے منظور ہے۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 348)

سامعین کرام! حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

(1) خدا نے مجھے قرآنی معارف بخشے ہیں (2) خدا نے مجھے قرآن کی زبان میں اعجاز عطا فرمایا ہے (3) خدا نے میری دعاؤں میں سب سے بڑھ کر قبولیت رکھی ہے (4) خدا نے مجھے آسمان سے نشان دیئے ہیں (5) خدا نے مجھے زمین سے نشان دیئے ہیں (6) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ تجھ سے ہر ایک مقابلہ کرنے والا مغلوب ہوگا (7) خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرے پیرو ہمیشہ اپنے دلائلِ صدق میں غالب رہیں گے۔ اور دنیا میں اکثر وہ اور اُن کی نسل بڑی بڑی عزتیں پائیں گے تا اُن پر ثابت ہو کہ جو خدا کی طرف آتا ہے وہ کچھ نقصان نہیں اٹھاتا (8) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ قیامت تک اور جب تک کہ دنیا کا سلسلہ منقطع ہو جائے میں تیری برکات ظاہر کرتا رہوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے

کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے (9) خدا نے آج سے بیس برس پہلے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرا انکار کیا جائے گا اور لوگ تجھے قبول نہیں کریں گے پر مَیں تجھے قبول کروں گا اور بڑے زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کردوں گا (10) اور خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کیلئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں مَیں رُوح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا اور مظہر الحق والعلا ہوگا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔ وَ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۔ دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سِلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 181)

سامعین کرام! خاکسار وقت کی رعایت سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کے بیان فرمودہ دس نشانات میں سے ایک آسمانی نشان اور ایک زمینی نشان اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کے قبولیت دعا کا ایک نشان قرآن کریم کی رو سے بیان کرے گا۔

آسمانی نشان

سامعین کرام! قرآن کریم میں قرب قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت سورج اور چاند گرہن کی بیان کی گئی ہے۔ سورۃ قیامت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ○ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ○ وَخَسَفَ الْقَمَرُ○ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ○ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ○

(القیامۃ 7 تا 10)

ترجمہ: (منکر) پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہے؟ ہم اسکی علامتیں بتاتے ہیں وہ تب ہوں گی جب آنکھیں متحیر رہ جائیں گی، یعنی ایسے حادثات ہوں گے کہ انسان کو حیرت میں ڈال دیں گے اور چاند کو گرہن لگے گا اور پھر سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں گے یعنی اسی ماہ میں چاند گرہن کے بعد سورج گرہن ہوگا۔ اس وقت انسان کہے گا کہ اس نشان سے انکار کیلئے راہ فرار کہاں ہے؟

انجیل میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے آخری زمانہ میں اپنے مثیل کی آمد کی نشانیوں میں سے ایک یہ علامت بھی بتائی ہے کہ اس وقت ’’سورج تاریک ہوجائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا‘‘ (متی، باب 24، آیت 30) جسکا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ سورج اور چاند کو اسکے زمانے میں گرہن لگے گا......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’صحیح دار قطنی میں ایک حدیث ہے کہ امام محمد باقر فرماتے ہیں إِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ تَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ

(دار قطنی، کتاب العیدین، باب صفۃ صلوۃ الخسوف)

ترجمہ: یعنی ہمارے مہدی کیلئے دو نشان ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور مامور اور رسول کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کا گرہن اُس کی اوّل رات میں ہوگا یعنی تیرھویں تاریخ میں اور سورج کا گرہن اُسکے دِنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا۔ یعنی اسی رمضان کے مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو اور ایسا واقعہ ابتدائے دُنیا سے کسی رسول یا نبی کے وقت میں کبھی ظہور میں نہیں آیا صرف مہدی معہود کے وقت اُس کا ہونا مقدر ہے۔ اب تمام انگریزی اور اُردو اخبار اور جملہ ماہرین ہیئت اِس بات کے گواہ ہیں کہ میرے زمانہ میں ہی جس کو عرصہ قریباً بارہ سال کا گذر چکا ہے اِسی صفت کا چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا ہے......اور چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی معہود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہیں تھا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دے کر صدہا اشتہار اور رسالے اُردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے اِس لئے یہ نشانِ آسمانی میرے لئے متعین ہوا...... یہ عظیم الشان نشان ہے جو مجھ سے پہلے ہزاروں علماء اور محدثین اس کے وقوع کے اُمیدوار تھے اور منبروں پر چڑھ چڑھ کر اور رو رو کر اس کو یاد دلایا کرتے تھے۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 202)

مزید فرماتے ہیں: یہ پیشگوئی چار پہلو رکھتی ہے (1) یعنی چاند کا گرہن اسکی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات میں ہونا (2) سورج کا گرہن اسکے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہونا (3) تیسرے یہ کہ رمضان کا مہینہ ہونا (4) چوتھے مدعی کا موجود ہونا جسکی تکذیب کی گئی ہو۔ پس اگر اس پیشگوئی کی عظمت کا انکار ہے تو دنیا کی تاریخ میں سے اس کی نظیر پیش کرو۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 136)

سامعین کرام! ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ اِنَّ الشمس تنکسف مرتین فی رمضان کہ دو دفعہ رمضان میں گرہن ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ امام مہدی کیلئے دو دفعہ یہ نشان ظاہر کرے گا۔ (مختصر تذکرہ قرطبی صفحہ 148، القطب امربانی عبدالوہاب شعرانیؒ)

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا ہے اول اس ملک میں دوسرے امریکہ میں اور دونوں مرتبہ انہیں تاریخوں میں ہوا جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے اور چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی موعود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہیں تھا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دیکر صدہا اشتہار اور رسالے اردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے اس لئے یہ نشان آسمانی میرے لئے متعین ہوا۔ اور دوسری اس پر دلیل یہ ہے کہ بارہ برس پہلے اس نشان کے ظہور سے خدا تعالیٰ نے اس نشان کے بارے میں مجھے خبر دی تھی کہ ایسا نشان ظہور میں آئیگا اور وہ خبر براہین احمدیہ میں درج ہو کر قبل اسکے جو یہ نشان ظاہر ہو لاکھوں آدمیوں میں مشتہر ہو چکی تھی۔‘‘

(حقیقت الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 202)

سامعین کرام! سوائے مہدی کے کسی مدعی کیلئے یہ نشان کبھی ظاہر نہیں ہوا اور یہ ایسا نشان ہے جس میں کسی انسان کی کوششوں کا دخل نہیں ہے محض اللہ تعالیٰ کی خاص قدرت وتصرف سے اور منشاء سے ہی ظاہر ہوسکتا ہے۔ کیا کسی جھوٹے مدعی نبوت کیلئے اللہ تعالیٰ یہ نشان ظاہر کرسکتا ہے وہ بھی دو دفعہ؟ ساری دنیا میں اتمام حجۃ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ نشان دو دفعہ ظاہر فرمایا۔ پہلی مرتبہ ایشیا کے ممالک میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق 1311ھ بمطابق 1894ء میں رمضان المبارک کی مقرر کردہ تاریخوں میں چاند اور سورج کو گرہن لگے۔ چاند گرہن 13 رمضان المبارک کی ابتدائی رات 21 مارچ کو ہوا اور سورج گرہن 28 رمضان بروز جمعہ 6/اپریل کو ہوا۔ اس گرہن کا ذکر 1894ء کی جنتری کے علاوہ، اخبار آزاد اور سیول اینڈ ملٹری گزٹ میں بھی ملتا ہے۔ دوسری مرتبہ اگلے سال امریکہ میں 1895ء میں رمضان کے مہینے میں گرہن ہوئے۔ یہ گرہن قادیان سے نظر نہیں آئے۔ زمین کے مغربی کرہّ کے بعض علاقوں سے نظر آسکتے تھے۔ چاند گرہن گیارہ مارچ 1895ء کو ہوا اور سورج گرہن 26/مارچ 1895ء کو ہوا۔ ان گرہنوں کے وقت بھی قادیان میں رمضان کی تاریخیں 13 اور 28 تھیں۔

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتاچکا
آسمان میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک وتار

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک عظیم المرتبت اور بلند شان آسمانی نشان جو ہر انسانی دخل کے بغیر اور قدرت الٰہی کا شاہکار نشان ہے۔ شہب ثاقب اور دمدار ستارہ کا نشان ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت حد سے زیادہ سقوط شہب ہوا جیسا کہ سورۃ الجن میں خدا تعالیٰ نے اس واقعہ کی شہادت دی ہے اور حکایتًا عن الجنات فرماتا ہے وَ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ شُهُبًا وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا یعنی ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اُس کو چوکیداروں سے یعنی فرشتوں سے اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا اور ہم پہلے اِس سے امور غیبیہ کے سننے کیلئے آسمان میں گھات میں بیٹھا کرتے تھے اور اب جب ہم سننا چاہتے ہیں تو گھات میں ایک شعلے کو پاتے ہیں جو ہم پر گرتا ہے۔ ان آیات کی تائید میں کثرت سے احادیث پائی جاتی ہیں۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ سب اِس قسم کی حدیثیں اپنی تالیفات میں لائے ہیں کہ شہب کا گرنا شیاطین کے رد کرنے کیلئے ہوتا ہے اور امام احمد ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ شہب جاہلیت کے زمانہ میں بھی گرتے تھے لیکن ان کی کثرت اور غلظت بعثت کے وقت میں ہوئی چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت جب کثرت سے شہب گرے تو اہلِ طائف بہت ہی ڈر گئے اور کہنے لگے کہ شاید آسمان کے لوگوں میں تہلکہ پڑ گیا تب ایک نے اُن میں سے کہا کہ ستاروں کی قرار گاہوں کو دیکھو اگر وہ اپنے محل اور موقعہ سے ٹل گئے ہیں تو آسمان کے لوگوں پر کوئی تباہی آئی ورنہ یہ نشان جو آسمان پر ظاہر ہوا ہے ابن ابی کبشہ کی وجہ سے ہے (وہ لوگ شرارت کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ کہتے تھے) غرض عرب کے لوگوں کے دلوں میں یہ بات جمی ہوئی تھی کہ جب کوئی نبی دنیا میں آتا ہے یا کوئی اور عظیم الشان آدمی پیدا ہوتا ہے تو کثرت سے تارے ٹوٹتے ہیں۔ اِسی وجہ سے بمناسبت خیالات عرب کے شہب کے گرنے کی خدائے تعالیٰ نے قسم کھائی جس کا مدعا یہ ہے کہ تم لوگ خود تسلیم کرتے ہو اور تمہارے کاہن اِس بات کو مانتے ہیں کہ جب کثرت سے شہب گرتے ہیں تو کوئی نبی یا ملہم من اللہ پیدا ہوتا ہے تو پھر انکار کی کیا وجہ ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 104 حاشیہ)

سامعین کرام! انجیل میں بھی اِسی کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح ستاروں کے گرنے کے بعد آئے گا۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بروز کامل وظل ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کیلئے شہب ثاقب کا نشان ظاہر فرمایا۔

حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام فرماتے ہیں:

مجھ کو یاد ہے کہ ابتدائے وقت میں جب مَیں مامور کیا گیا تو مجھے یہ الہام ہوا کہ جو براہین کے صفحہ 238 میں مندرج ہے يَا اَحْمَدُ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ مَا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جمال وحُسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مُسلماں ہے ۞ قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اُس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا ۞ بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے

رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ۔ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اُنۡذِرَ اٰبَآؤُہُمۡ وَ لِتَسۡتَبِیۡنَ سَبِیۡلُ الۡمُجۡرِمِیۡنَ۔ قُلۡ اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔ یعنی اَے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی اور جو تو نے چلایا یہ تُو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا اُس نے تجھے علم قرآن کا دیا تا تُو ان کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے۔ اور تا مجرموں کی راہ کُھل جائے یعنی سعید لوگ الگ ہو جائیں اور شرارت پیشہ اور سرکش آدمی الگ ہو جائیں اور لوگوں کو کہہ دے کہ مَیں مامور ہو کر آیا ہوں اور مَیں اوّل المومنین ہوں۔ ان الہامات کے بعد کئی طور کے نشان ظاہر ہونے شروع ہوئے چنانچہ منجملہ ان کے ایک یہ کہ 28/نومبر 1885ء کی رات کو یعنی اس رات کو جو 28/نومبر 1885ء کے دن سے پہلے آئی ہے اِس قدرت شہب کا تماشا آسمان پر تھا جو مَیں نے اپنی تمام عمر میں اس کی نظیر کبھی نہیں دیکھی اور آسمان کی فضا میں اس قدر ہزارہا شعلے ہر طرف چل رہے تھے جو اس رنگ کا دنیا میں کوئی بھی نمونہ نہیں تا مَیں اس کو بیان کر سکوں مجھ کو یاد ہے کہ اُس وقت یہ الہام بکثرت ہوا تھا کہ مَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی سو اُس رمی کو رمی شہب سے بہت مناسبت تھی۔ یہ شہب ثاقبہ کا تماشہ جو 28/نومبر 1885ء کی رات کو ایسا وسیع طور پر ہوا جو یورپ اور امریکہ اور ایشیا کے عام اخباروں میں بڑی حیرت کے ساتھ چھپ گیا لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ یہ بے فائدہ تھا۔ لیکن خداوند کریم جانتا ہے کہ سب سے زیادہ غور سے اس تماشا کے دیکھنے والا اور پھر اُس سے حظّ اور لذت اٹھانے والا مَیں ہی تھا۔ میری آنکھیں بہت دیر تک اِس تماشا کے دیکھنے کی طرف لگی رہیں اور وہ سلسلہ رمی شہب کا شام سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ جس کو مَیں صرف الہامی بشارتوں کی وجہ سے بڑے سرور کے ساتھ دیکھتا رہا کیونکہ میرے دل میں الہامًا ڈالا گیا تھا کہ یہ تیرے لئے نشان ظاہر ہوا ہے۔(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 109 حاشیہ)

سامعین کرام! اب خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا زمینی نشان بیان کرتا ہے۔

طاعون کا نشان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود قرآن کریم کا حوالہ بیان فرمایا ہے جہاں طاعون کا ذکر ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں: ”خدا تعالیٰ کی کتابوں میں بہت تصریح سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ضرور طاعون پڑیگی اور اس مری کا انجیل میں بھی ذکر ہے اور قرآن شریف میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ اِلَّا نَحۡنُ مُہۡلِکُوۡہَا قَبۡلَ یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ اَوۡ مُعَذِّبُوۡہَا (بنی اسرائیل 59) یعنی کوئی بستی ایسی نہیں ہوگی جس کو ہم کچھ مدت پہلے قیامت سے یعنی آخری زمانہ میں جو مسیح موعود کا زمانہ ہے ہلاک نہ کردیں یا عذاب میں مبتلا نہ کریں۔“

(نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 396)

پھر آپؑ ایک دوسری آیت کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”یہی طاعون ہے اور یہی وہ دابۃ الارض ہے جس کی نسبت قرآن شریف میں وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں ہم اس کو نکالیں گے اور وہ لوگوں کو اس لئے کاٹے گا کہ وہ ہمارے نشانوں پر ایمان نہیں لاتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِذَا وَقَعَ الۡقَوۡلُ عَلَیۡہِمۡ اَخۡرَجۡنَا لَہُمۡ دَآبَّۃً مِّنَ الۡاَرۡضِ تُکَلِّمُہُمۡ اَنَّ النَّاسَ کَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوۡقِنُوۡنَ (النمل: 83) اور جب مسیح موعود کے بھیجنے سے خدا کی حجت ان پر پوری ہو جائیگی تو ہم زمین میں سے ایک جانور نکال کر کھڑا کریں گے وہ لوگوں کو کاٹے گا اور زخمی کریگا اس لئے کہ لوگ خدا کے نشانوں پر ایمان نہیں لائے تھے۔“ (نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 415 تا 416)

سامعین کرام! حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ پس خدا کا نبی مسیح موعود علیہ السلام اور اسکے صحابی متوجہ ہونگے اور خدا تعالیٰ ان کے مخالفوں کی گردنوں میں ایک پھوڑا (طاعون) ظاہر کرے گا۔ پس وہ صبح کو ایک آدمی کی موت کی طرح ہو جائیں گے۔ (مسلم، جلد 2، کتاب الفتن، صفحہ 277، مصری باب ذکر صفت الدجال وما معہٗ مسلم شرح نووی، جلد 2، صفحہ 401 تا 402 منہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”آج جو 6 فروری 1898ء روز یکشنبہ ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالی کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں۔ میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔“

(تذکرہ، صفحہ 262، مطبوعہ 2006 قادیان)

سامعین کرام! یہ وہ وقت تھا کہ پنجاب میں طاعون کا نام ونشان نہ تھا۔ اور اگر یہ خبر خدا کی طرف سے نہ ہوتی تو خدا تعالیٰ کو کیا ضرورت تھی کہ ایک جھوٹی خبر کو سچی کرنے کے انتظامات کر دیتا، لیکن 1902ء میں یعنی پیشگوئی کے 4 سال بعد یہ بیماری پنجاب میں خوفناک طریق پر پھوٹی اور اس طرح پھوٹی کہ بعض جگہ ایک ایک گھر میں ایک ہی دن میں تین تین چار چار موتیں ہو گئیں، دفنانے کیلئے لوگ نہیں ملتے تھے۔ بعض تو گاؤں کے گاؤں ہی صاف ہو گئے۔ غرض عجیب افراتفری کا عالم تھا۔ انسانی جان اس قدر سستی ہو گئی تھی کہ کوئی ایک دوسرے کو پوچھنے کا روادار نہ تھا۔ ان دنوں حکومت نے لوگوں کو طاعون کا ٹیکہ لگانے کا حکم دیا تا کہ اس وجہ سے جانیں بچ سکیں۔ یہ دوائی بہت مفید تھی اور حکومت نے بڑی خیر خواہی سے پبلک کیلئے اسکا انتظام کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو اور آپ کے سچے متبعین کو اس مہلک خطرناک وخوفناک وباء سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”کچھ شک نہیں کہ اس وقت تک جو تدبیر اس عالم اسباب میں اس گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ آئی وہ بڑی سے بڑی اور اعلیٰ سے اعلیٰ یہ تدبیر ہے کہ ٹیکا کرایا جائے اس سے کسی طرح انکار نہیں ہوسکتا کہ یہ تدبیر مفید پائی گئی ہے اور بپابندی رعایت اسباب، تمام رعایا کا فرض ہے کہ اس پر کاربند ہو کر وہ غم جو گورنمنٹ کو ان کی جانوں کیلئے ہے اس سے اس کو سبکدوش کریں لیکن ہم بڑے ادب سے اس محسن گورنمنٹ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر ہمارے لئے ایک آسمانی روک نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے ہم ٹیکا کراتے اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کیلئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے سو اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلاوے لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس لئے مت دلگیر ہو یہ حکم الٰہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کیلئے اور ان سب کیلئے جو ہمارے گھر کی چار دیوار میں رہتے ہیں ٹیکا کی کچھ ضرورت نہیں ...... اس نے مجھے مخاطب کر کے یہ بھی فرما دیا کہ عموماً قادیان میں سخت بربادی افگن طاعون نہیں آئے گی جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جائیں اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے مگر ایسے لوگ ان میں سے جو اپنے عہد پر پورے طور پر قائم نہیں یا ان کی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو ان پر طاعون وارد ہوسکتی ہے مگر انجام کار لوگ تعجب کی نظر سے اقرار کریں گے کہ نسبتاً و مقابلۃً خدا کی حمایت اس قوم کے ساتھ ہے اور اس نے خاص رحمت سے ان لوگوں کو ایسا بچایا ہے جس کی نظیر نہیں۔ اس بات پر بعض نادان چونک پڑیں گے اور بعض ہنسیں گے اور بعض مجھے دیوانہ قرار دیں گے اور بعض حیرت میں آئیں گے کہ کیا ایسا خدا موجود ہے جو بغیر رعایت اسباب کے بھی رحمت نازل کرسکتا ہے؟ اسکا جواب یہی ہے کہ ہاں بلاشبہ ایسا قادر خدا موجود ہے اور اگر وہ ایسا نہ ہوتا تو اس سے تعلق رکھنے والے زندہ ہی مرجاتے وہ عجیب قادر ہے اور اسکی پاک قدرتیں عجیب ہیں۔ ایک طرف نادان مخالفوں کو اپنے دوستوں پر کتوں کی طرح مسلط کر دیتا ہے اور ایک طرف فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ ان کی خدمت کریں۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 1-3)

مندرجہ بالا اقتباسات میں جو دعاوی کئے گئے ہیں ان کی رو سے طاعون کی اس وباء میں حسب ذیل خصوصیات ہونی چاہیئے تھیں جو اسے عام وباؤں سے ممتاز کردیں اور قطعی طور پر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ کوئی عام وباء نہیں بلکہ عذاب الٰہی کے قبیل سے تعلق رکھنے والا ایک عظیم الشان عذاب ہے۔

(1) پیشگوئی کے بعد اس وباء کو غیر معمولی طور پر بڑھنا چاہیئے تھا (2) پنجاب کے دیگر قصبات کے برعکس قادیان کو اس وباء کی غیر معمولی شدت سے محفوظ رہنا چاہیئے (3) عموماً جماعت احمدیہ کے افراد اس حملے سے اس حد تک نمایاں طور پر محفوظ رہنے چاہئیں تھے کہ تا یہ بات لوگوں کی نظر میں عجیب ٹھہرے (5) خصوصاً قادیان کا وہ حصہ اس وباء سے بالکل محفوظ رہنا چاہیئے تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رہائش گاہ تھا۔ ہر وہ شخص جو اس میں رہائش پذیر تھا اس کے اثر سے محفوظ و مامون ہونا چاہیئے تھا (6) اس طاعون کے نتیجے میں لوگوں نے بکثرت آپؑ پر ایمان لانا تھا اور جب تک ایسا نہ ہو طاعون نے ملک کا پیچھا نہ چھوڑنا تھا۔

جب ہم تاریخی حقائق پر نظر ڈالتے ہیں تو بڑی حیرت کے ساتھ اس بات کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ مندرجہ بالا دعاوی میں سے ہر ایک بڑی شان کے ساتھ سچا ثابت ہوا۔

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1998ء میں طاعون کی پیشگوئی فرمائی تھی اسکے چار سال بعد 1902ء میں 28 ممالک پر یہ وباء مسلط ہوگئی اور اس وبا سے 1913ء میں دنیا کو نجات ملی۔ اس دوران صرف پنجاب میں ہی 22 لاکھ 50 ہزار سے زیادہ شہری طاعون کے ہاتھوں لقمہ اجل ہوئے لیکن قادیان میں سخت بربادی افگن طاعون نہیں آئی بلکہ جو

ارشاد باری تعالیٰ

شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ ہُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡہُدٰی وَالۡفُرۡقَانِ

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کیلئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ (البقرہ: 186)

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ (البقرہ: 187) ترجمہ: اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دُعا کرنے والے کی دُعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہیئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

طالب دعا: شیخ دیدار احمد صاحب، فیملی و مرحومین (جماعت احمدیہ کیرنگ، صوبہ اڈیشہ)

شخص طاعون زدہ باہر سے قادیان میں آیا وہ بھی اچھا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رہائش گاہ "الدار" کی حفاظت فرمائی اور جو بھی آپ کے گھر میں رہا اسکی بھی حفاظت فرمائی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس نشان کی عظمت کو ظاہر کرنے کیلئے طاعون کا ٹیکہ نہیں لگایا اور احباب جماعت کو بھی طاعون کا ٹیکہ لگانے سے منع فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر کامل یقین تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں: "ایک دفعہ طاعون کے زور کے دنوں میں جب قادیان میں بھی طاعون تھی مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو سخت بخار ہو گیا اور ان کو ظن غالب ہو گیا کہ یہ طاعون ہے اور انہوں نے مرنے والوں کی طرح وصیت کر دی اور مفتی محمد صادق صاحب کو سمجھا دیا اور وہ میرے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے جس گھر کی نسبت یہ الہام ہے اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ تب میں ان کی عیادت کیلئے گیا اور ان کو پریشان اور گھبراہٹ میں پا کر میں نے ان کو کہا کہ اگر آپ کو طاعون ہو گئی تو میں جھوٹا اور میرا دعویٰ الہام غلط ہے۔ یہ کہہ کر میں نے ان کی نبض پر ہاتھ لگایا۔ یہ عجیب نمونہ قدرت الٰہی دیکھا کہ ہاتھ لگنے کے ساتھ ہی ایسا بدن سرد پایا کہ تپ کا نام ونشان نہ تھا۔"

(تاریخ احمدیت، جلد 2، صفحہ 218)

سامعین کرام! طاعون کے ایام میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قبولیت دعا کا معجزہ سنئے۔ آپ فرماتے ہیں:

اور پھر طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا اور ایک سخت تپ محرقہ کے رنگ میں چڑھا۔ جس سے لڑکا بالکل بے ہوش ہو گیا اور بے ہوشی میں دونوں ہاتھ مارتا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت سے گریز نہیں مگر اگر لڑکا ان دنوں میں جو طاعون کا زور ہے فوت ہو گیا تو تمام دشمن اس تپ کو طاعون ٹھہرائیں گے اور خدا تعالیٰ کی اس پاک وحی کی تکذیب کریں گے جو اُس نے فرمایا ہے اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ یعنی مَیں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا۔ اس خیال سے میرے دل پر وہ صدمہ وارد ہوا کہ مَیں بیان نہیں کر سکتا۔ قریباً رات کے بارہ بجے کا وقت تھا کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہو گئی اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں یہ اور ہی بلا ہے۔ تب مَیں کیا بیان کروں کہ میرے دل کی کیا حالت تھی کہ خدانخواستہ اگر لڑکا فوت ہو گیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کیلئے بہت کچھ سامان ہاتھ آ جائے گا۔ اسی حالت میں مَیں نے وضو کیا اور نماز کیلئے کھڑا ہو گیا اور معاً کھڑا ہونے کے ساتھ ہی مجھے وہ حالت میسر آ گئی جو استجابت دعا کیلئے ایک کھلی کھلی نشانی ہے اور مَیں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابھی مَیں شائد تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ میرے پر کشفی حالت طاری ہو گئی اور میں نے کشفی نظر سے دیکھا کہ لڑکا بالکل تندرست ہے۔ تب وہ کشفی حالت جاتی رہی اور مَیں نے دیکھا کہ لڑکا ہوش کے ساتھ چارپائی پر بیٹھا ہے اور پانی مانگتا ہے۔ اور مَیں چار رکعت پوری کر چکا تھا۔ فی الفور اس کو پانی دیا اور بدن پر ہاتھ لگا کر دیکھا کہ تپ کا نام و نشان نہیں اور ہذیان اور بے تابی اور بے ہوشی بالکل دُور ہو چکی تھی اور لڑکے کی حالت بالکل تندرستی کی تھی۔ مجھے اس خدا کی قدرت کے نظّارہ نے الٰہی طاقتوں اور دعا قبول ہونے پر ایک تازہ ایمان بخشا۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 87 حاشیہ)

سامعین کرام! حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی دعا کی برکت سے لمبی عمر عطا فرمائی۔ نہ صرف لمبی عمر عطا فرمائی بلکہ آپ کی نسل میں بے حد برکت عطا فرمائی آپ کے بیٹے صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ ربوہ کے طور پر خدمت جلیلہ کی توفیق عطا فرمائی اور آپ کے پوتے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو خلافت خامسہ کے بابرکت وجلیل القدر روحانی اعلیٰ منصب پر فائز فرمایا۔ آپ عالمگیر جماعت احمدیہ کے ہمارے پیارے موجودہ امام ہیں۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔ آمین

سامعین کرام! طاعون کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا کہ وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلاوے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جو توبہ واستغفار کرے گا طاعون اس سے دور رہے گی۔ آئے اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کے مخلص صحابی حضرت مولانا غلام احمد صاحب راجیکیؓ کی شہادت سنتے ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جبکہ میں شہر گجرات میں مقیم تھا طاعون نے شدید حملہ کیا اور جس محلّہ میں ہماری رہائش تھی اس میں سے ہر روز نو نو دس دس میتّیں نکلنی شروع ہو گئیں۔ ہمارا مکان چونکہ دو منزلہ تھا اس لئے اوپر کی منزل میں مَیں اور مولوی الٰہی بخش صاحب تاجر کتب رضی اللہ عنہ رہتے تھے اور نیچے کی منزل میں مولوی صاحب کے گھر والوں کی رہائش تھی۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ اوپر کی منزل میں طاعون کے جراثیموں کے انبار لگے ہوئے ہیں جو شکل میں بال کی طرح سیاہ اور کسی قدر لمبے ہیں۔ میرے خوفزدہ ہونے پر ان جراثیم نے مجھے کہا جو شخص استغفار پڑھے ہم اسے کچھ نہیں کہتے۔ چنانچہ جب میں نے استغفار پڑھنا شروع کیا تو وہ کہنے لگے دیکھا اب ہم کچھ نہیں کہتے۔ اس کے بعد جب میں بیدار ہوا تو صبح کے وقت تمام احمدی دوستوں کو یہ رؤیا سنائی اور استغفار پڑھنے کی تلقین کی۔ خدا کا فضل ہے کہ اس دعا کی برکت سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشان کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے شہر گجرات کی تمام جماعت احمدیہ کو اس عذاب شدید سے کلّی طور پر محفوظ رکھا۔ الحمد للہ علیٰ ذالك

پھر فرماتے ہیں کہ...... گجرات شہر کے قیام کے بعد ایک دفعہ ضلع گوجرانوالہ میں جبکہ میں اپنے سسرال موضع پیرکوٹ میں تھا۔ میری بیوی کے بھائی میاں عبداللہ خان صاحب کو ایک طاعون والے گاؤں میں سے گزرنے سے طاعون ہو گئی۔ جب غیر احمدی لوگوں کو معلوم ہوا تو کہنے لگے مرزائی تو کہا کرتے ہیں کہ طاعون کا عذاب مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اب بتائیں کہ پہلے ان کے ہی گھر میں طاعون کیوں پھوٹ پڑی۔ مَیں نے جب ان کی ہنسی اور تمسخر کو دیکھا اور شماتت اعداء کا خیال کیا تو بہت دعا کی۔ چنانچہ رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے مکان کے صحن میں طاعون کے جراثیم بھرے پڑے ہیں مگر ان کی شکل گجرات والے جراثیم سے مختلف ہے یعنی ان کا رنگ بھورا اور شکل دو نقطوں کی طرح ہے۔ اس وقت مجھے گجرات والے جراثیم کی بات یاد آ گئی کہ جو شخص استغفار کرے ہم اسے کچھ نہیں کہتے۔ چنانچہ میں نے ان کے سامنے بھی استغفار پڑھنا شروع کر دیا۔ اس پر یہ جراثیم مجھے کہنے لگے کہ ہماری قسم بہت سخت ہے اس لئے ہم سے استغفار کرنے والے بھی نہیں بچ سکتے۔ تب میں نے حیران ہو کر دریافت کیا کہ پھر آپ سے بچنے کی کیا صورت ہے تو انہوں نے کہا ہمیں حکم ہے کہ جو شخص لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھے اُسے ہم کچھ نہ کہیں۔ اس خواب سے بیدار ہو کر صبح میں نے تمام رشتہ داروں اور دیگر احمدیوں کو یہ خواب سنایا اور لاحول پڑھنے کی تلقین کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے میاں عبداللہ خان صاحب کو بھی شفا دی اور دوسرے احمدیوں کو بھی محفوظ رکھا مگر غیر احمدیوں میں کثیر التعداد لوگ اس عذاب کا شکار ہو گئے۔

سامعین کرام! کس طرح طاعون نے حضرت مسیح موعودؑ کی پاک جماعت میں اور غیروں میں فرق کر کے دکھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے طاعون کے کیڑوں کو احمدیوں اور غیر احمدیوں میں پہچاننے کی حس عطا کی ہوئی تھی۔ طاعون کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بے شمار ترقیات سے نوازا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت خدا کے فضل سے غیر معمولی طور پر بڑھ رہی ہے اور اس کی وجہ طاعون ہی ہے۔ بعض ایسے لوگوں کی درخواستیں بیعت کے واسطے آئی ہیں۔ جو طاعون میں مبتلا ہو کر لکھتے ہیں کہ اس وقت مجھے طاعون ہوا ہوا ہے۔ اگر زندہ رہا تو پھر آ کر بھی بیعت کر لوں گا۔ فی الحال تحریری کرتا ہوں۔ طاعون کے ذریعہ کئی ہزار آدمی اس سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں۔ طاعون کے اس سات سال کے عرصہ میں چار لاکھ سے زائد لوگ بیعت کر کے آغوش احمدیت میں آ گئے۔

(تاریخ احمدیت، جلد دوم، صفحہ 216)

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی میں اور میرے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ آج بھی جماعت احمدیہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ولولہ انگیز روحانی قیادت میں دن دگنی رات چوگنی ترقیات سے نواز رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک اقتباس پڑھ کر اپنی تقریر کو ختم کروں گا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"یہ دور جس میں خلافت خامسہ کے ساتھ خلافت کی نئی صدی میں ہم داخل ہو رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی اور فتوحات کا دور ہے مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے...... مَیں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس دور کو اپنی بے انتہا تائید ونصرت سے نوازتا ہوا ترقی کی شاہراہوں پر بڑھاتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور کوئی نہیں جو اس دور میں احمدیت کی ترقی کو روک سکے اور نہ ہی آئندہ کبھی یہ ترقی رکنے والی ہے۔ خلفاء کا سلسلہ چلتا رہے گا اور احمدیت کا قدم آگے سے آگے انشاء اللہ تعالیٰ بڑھتا رہے گا۔" (خطاب حضور انور صد سالہ خلافت جوبلی فرمودہ 27 رمئی 2008 بمقام ایکسل سینٹر برطانیہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت احمدیہ کے ساتھ مضبوطی کے ساتھ وابستہ رکھے اور خلافت احمدیہ کی برکات سے فیضیاب ہونے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہر وہ شخص جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ پڑھنا فرض کیا گیا ہے، سوائے مریض، مسافر، عورت، بچے اور غلام کے۔

(سنن دار قطنی، کتاب الجمعۃ، باب من تجب علیہ الجمعۃ)

طالب دعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس نے تساہل کرتے ہوئے لگاتار تین جمعے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب التشدد فی ترک الجمعۃ)

طالب دعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2022ء

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام - توکل علی اللہ اور قبولیت دعا کے آئینہ میں

(منیر احمد خادم، ناظر اصلاح وارشاد جنوبی ہند)

قابل احترام صدر اجلاس اور معزز سامعین جیسا کہ آپ نے سن لیا ہے خاکسار کی تقریر کا عنوان ہے ''سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ توکل علی اللہ اور قبولیت دعا کے آئینہ میں'' ہے۔ سامعین کرام اللہ پر بھروسہ کرنا اور اس پر توکل کرنا اور اسکے حضور دعا کیلئے جھکنا دراصل ہر دو صفات لازم وملزوم ہیں۔ جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے وہ دنیا کے دیگر بھروسوں اور علاقوں سے ناطہ توڑ لیتا ہے اور متبتل کہلاتا ہے اور صرف اور صرف اس کے ہاتھ خدا کی طرف اٹھتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایسے متوکلین اور ان کی دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ دشمنان کے فتنوں سے محفوظ رہنے کیلئے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ دعا کرتے ہیں کہ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ (الممتحنہ: 5) اَے ہمارے ربّ! تجھ پر ہی ہم توکل کرتے ہیں اور تیری طرف ہی ہم جھکتے ہیں اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔

وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا عَلَى اللهِ تَوَكَّلْنَا (سورۃ اعراف: 90) ہمارا ربّ علم کے لحاظ سے ہر چیز پر حاوی ہے اللہ پر ہی ہم توکل کرتے ہیں۔ اَے ہمارے ربّ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کردے۔

خاکسار اپنی تقریر کی ابتداء سرور کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا سے کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر دعا گو اور متوکل تھے۔ فرماتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا مانگا کرتے تھے کہ اَے اللہ میں تیری فرمانبرداری کرتا ہوں، تجھ پر ایمان لاتا ہوں، تجھ پر توکل کرتا ہوں، تیری طرف جھکتا ہوں، تیری مدد سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اَے اللہ میں تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں تو مجھے گمراہی سے بچا تو زندہ ہے تیرے سوا کسی کو بقا نہیں جنّ وانس سب کیلئے فنا مقدر ہے۔

(بحوالہ خطبات مسرور، جلد سوم، صفحہ 224)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام توکل اور دعا کے مضمون کو سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جو شخص متبتل ہوگا متوکل بھی وہی ہوگا۔ گویا متوکل ہونے کے واسطے متبتل ہونا شرط ہے۔ کیونکہ جب تک اوروں کے ساتھ تعلقات ایسے ہیں کہ ان پر بھروسہ اور تکیہ کرتا ہے۔ اس وقت تک خالصتہً اللہ پر توکل کب ہوسکتا ہے۔ جب خدا کی طرف انقطاع کرتا ہے تو وہ دنیا کی طرف سے توڑتا ہے اور خدا میں پیوند کرتا ہے اور یہ تب ہوتا ہے جبکہ کامل توکل ہو جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل متبتل تھے۔ ویسے ہی کامل متوکل بھی تھے اور یہی وجہ ہے کہ اتنے وجاہت والے اور قوم وقبائل والے سرداروں کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی اور ان کی مخالفت سے کچھ بھی متاثر نہ ہوئے۔ آپؐ میں ایک فوق العادت یقین خدا تعالیٰ کی ذات پر تھا۔ اسی لئے اس قدر عظیم الشان بوجھ کو آپؐ نے اٹھالیا اور ساری دنیا کی مخالفت کی اور ان کی کچھ بھی ہستی نہ سمجھی یہ بڑا نمونہ ہے توکّل کا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ اس لئے کہ اس میں خدا کو پسند کر کے دنیا کو مخالف بنا لیا جاتا ہے۔ مگر یہ حالت پیدا نہیں ہوتی جب تک گویا خدا کو نہ دیکھ لے۔ جب تک یہ امید نہ ہو کہ اسکے بعد دوسرا دروازہ ضرور کھلنے والا ہے۔ جب یہ امید اور یقین ہوجاتا ہے تو وہ عزیزوں کو خدا کی راہ میں دشمن بنالیتا ہے، اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ خدا اور دوست بنا دیگا۔ جائیداد کھو دیتا ہے کہ اس سے بہتر ملنے کا یقین ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خدا ہی کی رضا کو مقدم کرنا تو تبتل ہے اور پھر تبتل اور توکل توام ہیں۔ تبتل کا راز ہے توکل اور توکل کی شرط ہے تبتل یہی ہمارا مذہب اس امر میں ہے۔ (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 554 تا 555)

خاکسار ذیل میں سیرت المہدی مولف حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ سے توکل اور قبولیت دعا کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند ایمان افروز روایات پیش کرتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا کیا بے مثال توکل تھا اور کس قدر آپؑ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ تھا حضرت چودھری حاکم علی صاحب نمبردار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ہم پر کوئی تکلیف آتی ہے مثلاً کوئی دشمن کبھی مقدمہ کھڑا کردیتا ہے یا کوئی اور ایسی ہی بات پیش آجاتی ہے تو اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ ہمارے گھر میں آگیا ہے۔

(سیرت المہدی مولفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، جلد 2، حصہ چہارم، روایت نمبر 1169)

جب بھی کسی مخالف سے مباحثہ ہوتا تو آپ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے تھے اور اسی سے مدد کے طالب ہوتے تھے اور اسکے علاوہ کسی کی مدد لینا مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت منشی ظفر صاحب کپورتھلہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ آتھم کے مباحثہ میں آتھم نے ایک دفعہ ایسے سوالات کئے کہ ہمارے بعض احباب گھبرا گئے کہ ان کا جواب فوراً نہیں دیا جا سکتا اور بعض احباب نے ایک کمیٹی کی اور قرآن شریف اور انجیل کے حوالہ سے چاہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو امداد دیں۔ حضرت منشی صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مولوی عبدالکریم صاحب کو مزاحاً کہا کہ کیا نبوتیں بھی مشورہ سے ہوا کرتی ہیں اتنے میں حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) تشریف لے آئے اور حضور کچھ باتیں کرکے جانے لگے تو مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے کھڑے ہوکر عرض کی کہ اگر کل کے جواب کیلئے مشورہ کرلیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہنستے ہوئے فرمایا کہ ''آپ کی دعا ہی کافی ہے'' اور فوراً تشریف لے گئے۔ (سیرت المہدی، روایت نمبر 515)

یہ روایت ان لوگوں کے جواب کیلئے بھی کافی ہے کہ مرزا صاحب نے علماء چھپائے ہوئے ہیں جو ان کو کتب لکھنے میں مدد دیتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر کیسا مثالی توکل تھا کہ آپ اسکے علاوہ کسی پر ذرہ برابر بھی بھروسہ کرنا کفر سمجھتے تھے اس کیلئے حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت پیش کرتا ہوں آپ فرماتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دردسر کا عارضہ تھا۔ ایک طبیب کے متعلق سنا گیا کہ وہ اس میں خاص ملکہ رکھتا ہے اسے بلوایا گیا کرایہ بھیج کر اور کہیں دور سے اس نے حضور علیہ السلام کو دیکھا اور کہا کہ دو دن میں آپ کو آرام کردوں گا۔ یہ سن کر حضرت صاحب اندر چلے گئے اور حضرت مولوی نور الدین صاحب کو رقعہ لکھا کہ اس شخص سے میں علاج ہرگز نہیں کرانا چاہتا یہ کیا خدائی کا دعویٰ کررہا ہے اسکو واپس کرایہ کا روپیہ اور مزید بیس پچیس روپئے بھیج دیئے کہ یہ دے کر اسے رخصت کردو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (سیرت المہدی، جلد 2، روایت نمبر 1038)

اب خاکسار قبولیت دعا کے متعلق سیرت المہدی سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعض ایمان افروز روایات پیش کرتا ہے۔

مکرم مفتی محمد صادق صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب سر سید احمد خان صاحب نے اس عقیدہ کا اظہار کیا کہ دعا محض ایک عبادت ہے ورنہ اسکی وجہ سے خدا اپنی قضا وقدر کو بدلتا نہیں۔ جو بہرحال اپنے مقررہ رستہ پر چلتی ہے۔ تو اس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک رسالہ ''برکات الدعا'' تصنیف کرکے شائع فرمایا اور اس میں دلائل کے ساتھ ثابت کیا کہ دعا محظ عبادت ہی نہیں ہے بلکہ اسکے نتیجہ میں خدا اپنی قضا و قدر کو بدل بھی دیتا ہے کیونکہ وہ قادر مطلق ہے اور اپنی تقدیر پر بھی غالب ہے اور اسلامی تعلیم کے ماتحت ثابت کیا کہ اس بارے میں سر سید کا عقیدہ درست نہیں ہے۔ جب یہ کتاب چھپ کر تیار ہوگئی تو آپ نے اس کا ایک نسخہ سر سید کو بھی بھجوایا۔ جس پر سر سید نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خط لکھا، اور اس خط میں معذرت کے طریق پر لکھا کہ میں اس میدان کا آدمی نہیں ہوں اس لئے مجھ سے غلطی ہوئی اور یہ کہ جو کچھ آپ نے تحریر کیا ہے وہی درست ہوگا۔

(سیرت المہدی، جلد 1، روایت نمبر 830)

اب خاکسار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے قبولیت دعا کے بعض عظیم الشان معجزات پیش کرتا ہے۔

سامعین کرام! حضرت مسیح علیہ السلام کو عیسائیوں نے چند ایسے واقعات کی بناء پر خدا بنا لیا ہے جس میں وہ ذکر کرتے ہیں کہ وہ بیماروں کو اچھا کردیتے تھے۔ معذوروں کو تندرست کردیتے تھے۔ اندھوں کو بینا کردیتے تھے اور مردوں کو زندگی بخشتے تھے۔ اگرچہ اس سے مراد روحانی اندھوں کو بینائی بخشنا ہے اور روحانی مردوں میں روحانی زندگی پھونکنا ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے بعض ایسے مریضوں کو بھی شفا دی جن کی ظاہری بینائی میں خلل واقع ہو چکا تھا اور یہ ایسے مریض تھے جو قریب المرگ ہوچکے تھے اسی سے عیسائیوں نے ان کو خدا بنا دیا۔

ایسی شفا اور ایسی زندگی کی مثالیں بلکہ اس سے بڑھ کر مثالیں مسیح محمدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی مبارک زندگی میں بھی ہمیں نظر آتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کے طفیل ایسے مریضوں کو شفا بخشی۔ جنہیں ڈاکٹر صاحب نے لا علاج قرار دے دیا تھا اور قریب المرگ ہوچکے تھے۔

حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ایک دفعہ میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری آنکھوں سے پانی بہتا رہتا ہے۔ میرے لئے دعا فرمائیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا میں دعا کروں گا اور فرمایا آپ مولوی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ) سے اطریفل زمانی بھی لے کر کھائیں۔ الحمد للہ کہ اسکے بعد آج تک خاکسار کو پھر کبھی یہ عارضہ نہ ہوا۔ (سیرت المہدی، جلد 1، روایت نمبر 817)

حضرت منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص مسمی سانوں ساکن سیکھواں نے میرے ساتھ ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ اب وہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہیں ان کو نزول الماء کی بیماری تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو آنکھیں دکھائیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے پانی آکر بینائی بالکل جاتی رہے گی۔ تو پھر ان کا علاج کیا جائے گا۔ ان کو اس سے بہت صدمہ ہوا۔ اسکے بعد انہوں نے یہ طریق اختیار کیا کہ جب کبھی وہ قادیان آتے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بیٹھنے کا موقعہ پاتے تو حضور علیہ السلام کا شملہ منارک اپنی آنکھوں سے لگا لیتے۔ کچھ عرصہ میں ہی ان کی بیماری نزول الماء جاتی رہی اور جب تک وہ زندہ رہے ان کی آنکھیں درست رہیں۔ کسی علاج وغیرہ کی ضرورت پیش نہ آئی۔

(سیرت المہدی، جلد 1، روایت نمبر 568)

اب ایک اور قبولیت دعا کا ایمان افروز واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے تین مہینے کی رخصت لیکر معہ اہل واطفال قادیان میں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ ان دنوں میں ایسا اتفاق ہوا کہ والدہ ولی اللہ شاہ کے دانت میں سخت شدت کا درد ہوگیا۔ جس سے ان کو نہ رات کو نیند آتی تھی اور نہ دن کو۔ ڈاکٹری

علاج بھی کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے بھی دوا کی مگر آرام نہ آیا۔حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی بیوی کے دانت میں سخت درد ہے اور آرام نہیں آتا۔حضرت نے فرمایا کہ ان کو یہاں بلائیں کہ وہ مجھے آکر بتائیں کہ انہیں کہاں تکلیف ہے۔چنانچہ انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھے اس دانت میں سخت تکلیف ہے۔ڈاکٹری اور مولوی صاحب کی بہت دوائیں استعمال کی ہیں مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔آپؑ نے فرمایا کہ آپ ذرا ٹھہریں۔چنانچہ حضور نے وضو کیا اور فرمانے لگے کہ میں آپ کیلئے دعا کرتا ہوں۔آپ کو اللہ تعالیٰ آرام دیگا۔گھبرائیں نہیں۔حضور نے دو نفل پڑھے اور وہ خاموش بیٹھی رہیں۔اتنے میں انہیں محسوس ہوا کہ جس دانت میں درد ہے اس دانت کے نیچے سے ایک شعلہ قدرے دھوئیں والا دانت کی جڑھ سے نکل کر آسمان کی طرف جارہا ہے اور ساتھ ہی درد کم ہوتا جاتا ہے۔چنانچہ جب وہ شعلہ آسمان تک جاکر نظر سے غائب ہو گیا تو تھوڑی دیر بعد حضور نے سلام پھیرا اور وہ درد فوراً ارفع ہو گیا۔حضور نے فرمایا۔کیوں جی! اب آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کی۔حضور کی دعا سے آرام ہو گیا ہے۔اور ان کو بڑی خوشی ہوئی کہ خدا تعالیٰ نے ان کو اس عذاب سے بچا لیا۔

(سیرت المہدی، جلد 1، روایت نمبر 884)

مراق کی بیماری سے معجزانہ شفا کا واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میری لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضور علیہ السلام سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے تو میں رعیہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ان ایام میں مجھے مراق کا سخت دورہ تھا۔میں شرم کے مارے آپ علیہ السلام سے عرض نہ کر سکتی تھی۔مگر میرا دل چاہتا تھا کہ میری بیماری کے متعلق کسی طرح حضور علیہ السلام کو علم ہو جائے تاکہ میرے لئے حضور علیہ السلام دعا فرمائیں۔میں حضور کی خدمت کر رہی تھی کہ حضور نے اپنے انکشاف اور صفائی قلب سے خود معلوم کر کے فرمایا زینب تم کو مراق کی بیماری ہے۔ہم دعا کریں گے۔تم کچھ ورزش کیا کرو اور پیدل چلا کرو۔مگر میں ایک قدم بھی پیدل نہ چل سکتی تھی۔اگر دو چار قدم چلتی بھی تو دورہ مراق وخفقان بہت تیز ہو جاتا تھا۔میں نے اپنے مکان پر جانے کیلئے جو حضور کے مکان سے قریباً ایک میل دور تھا۔ٹانگے کی تلاش کی مگر نہ ملا۔اس لئے مجبوراً مجھ کو پیدل جانا پڑا۔مجھ کو یہ پیدل چلنا سخت مصیبت اور ہلاکت معلوم ہوتی تھی مگر خدا کی قدرت، جوں جوں میں پیدل چلتی تھی آرام معلوم ہوتا تھا۔حتیٰ کہ دوسرے روز پھر میں پیدل حضور کی زیارت کو آئی تو دورہ مراق جاتا رہا اور بالکل آرام آگیا۔سبحان اللہ کیا شان ہے! مسیح محمدی کی۔(سیرت المہدی، مولفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ، جلد 1، روایت نمبر 917)

حضرت میاں فیاض علی صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بیان کرتا ہوں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قبولیت دعا اور معجزات شفایابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت احمدیت میں بھی جاری وساری ہے۔بیان کرتے ہیں کہ میری ایک لڑکے کو مرگی کا عارضہ ہو گیا تھا۔بہت کچھ علاج کرایا مگر ہر ایک جگہ سے مایوسی ہوئی۔قادیان میں مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھی مع اس کی والدہ کے لڑکے کو بھیجا گیا مگر فائدہ نہ ہوا اور اسکی والدہ مایوس ہو کر گھر واپس آنے لگی اس وقت حضرت ام المومنین کے مکان میں انکا قیام تھا۔حضرت ام المومنین نے لڑکے کی والدہ سے فرمایا ٹھہرو ہم دعا کریں گے۔چنانچہ حضور دام اقبالھا قریباً دو گھنٹہ بچہ کی صحت کے واسطے سربسجود رہیں۔آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔رات کو لڑکے نے خواب میں دیکھا کہ چاندنی رات ہے۔اور میں دورہ مرگی میں مبتلا ہوں۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بیت الدعا کی کھڑکی سے تشریف لائے اور مجھ کو دیکھ کر دریافت کیا کہ تیرا کیا حال ہے۔میں نے عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمالیں۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، آرام ہو جائے گا۔اس کے بعد اس کی والدہ لڑکے کو لیکر گھر واپس چلی آئی۔پھر میں ہر مشہور ڈاکٹر اور طبیب سے لڑکے کا علاج کرواتا رہا۔آخر قصبہ ہاپڑ ضلع میرٹھ میں ایک طبیب کے پاس گیا۔اس نے نسخہ تجویز کیا اور رات کو اپنے سامنے کھلایا۔اس وقت لڑکے کو نہایت سختی کے ساتھ دورہ ہو گیا۔طبیب اپنے گھر کے اندر جاکر سو گیا۔اور ہم دونوں باہر مردانہ میں سو گئے۔صبح ہوئی نماز پڑھی۔طبیب بھی گھر سے باہر آیا۔طبیب نے کہا کہ رات کو میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب دی گئی۔جب میں نے اس کو کھولا تو اس کے شروع میں لکھا ہوا تھا۔اس مرض کا علاج املی ہے۔چھ سات سطر کے اندر یہی لکھا ہوا تھا کہ اس مرض کا علاج سوائے املی کے دنیا میں اور کوئی نہیں۔طبیب نے کہا کہ نہ تو میں مرض کو سمجھا اور نہ علاج کو۔میں نے تمہیں اپنا خواب سنا دیا ہے۔میں نے طبیب کے اس خواب کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بشارت کے مطابق خدا کی طرف سے الہام سمجھا اور لڑکے کو لیکر گھر چلا آیا۔املی کا استعمال شروع کر دیا۔رات کو چار تولہ بھگو دیتا تھا۔صبح کو چھان کر دو تولہ مصری ملا کر لڑکے کو پلا دیتا تھا۔دو ہفتہ کے اندر اس مرض سے لڑکے نے نجات پالی اور اس وقت خدا کے فضل سے گریجویٹ ہے اور ایک اچھے عہدہ پر ممتاز ہے۔

(سیرت المہدی، جلد 2، روایت نمبر 981)

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر کے واپس ملازمت پر گیا تو کچھ روز اپنی بیعت کو خفیہ رکھا کیونکہ مخالفت کا زور تھا اور لوگ میرے معتقد بہت تھے۔اس وجہ سے کچھ کمزوری سی دکھائی یہاں تک کہ میں نے اپنے گھر کے لوگوں سے بھی ذکر نہ کیا۔لیکن رفتہ رفتہ یہ بات ظاہر ہو گئی اور بعض آدمی مخالفت کرنے لگے لیکن وہ کچھ نقصان نہ کر سکے۔گھر کے لوگوں نے ذکر کیا کہ بیعت تو آپ نے کر لی ہے لیکن آپ کا پہلا پیر ہے اور وہ زندہ موجود ہے، وہ ناراض ہو کر بد دعا کرے گا۔ان کی آمد ورفت اکثر ہمارے پاس رہتی تھی۔میں نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بیعت کی ہے۔اور جن کے ہاتھ پر بیعت کی ہے وہ مسیح اور مہدی کا درجہ رکھتے ہیں۔باقی کوئی خواہ کیسا ہی نیک یا ولی کیوں نہ ہو۔وہ اس درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔اور ان کی بد دعا کوئی بد اثر نہیں کرے گی کیونکہ الاعمال بالنیات۔میں نے اپنے خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کیلئے یہ کام کیا ہے۔اپنی نفسانی غرض کیلئے نہیں کیا۔الغرض وہ میرے مرشد کچھ عرصہ بعد بدستور سابق میرے پاس آئے اور انہوں نے میری بیعت کا معلوم کر کے مجھ کو کہا کہ آپ نے اچھا نہیں کیا۔جب مرشد آپ کا موجود ہے تو اس کو چھوڑ کر آپ نے یہ کام کیوں کیا؟ آپ نے ان میں کیا کرامت دیکھی؟ میں نے کہا کہ میں نے ان کی یہ کرامت دیکھی ہے کہ ان کی بیعت کے بعد میری روحانی بیماریاں بفضل خدا دور ہو گئی ہیں اور میرے دل کو تسلی حاصل ہو گئی ہے۔انہوں نے کہا کہ میں بھی ان کی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں کہ اگر تمہارا لڑکا ولی اللہ ان کی دعا سے اچھا ہو جائے تو میں سمجھ لونگا کہ آپ نے مرشد کامل کی بیعت کی ہے اور اسکا دعویٰ سچا ہے۔اس وقت میرے لڑکے ولی اللہ کی ٹانگ بسبب ضرب کے خشک ہو کر چلنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ایک لاٹھی بغل میں رکھتا تھا اور اسکے سہارے چلتا تھا اور اکثر دفعہ گر پڑتا تھا۔اس بات پر تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ باوجود اسکے کہ پہلے کئی ڈاکٹروں اور سول سرجنوں کے علاج کئے تھے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا تھا۔اتفاقاً ایک نیا سول سرجن سیالکوٹ میں آگیا جس کا نام میجر ہیوگو تھا۔وہ رعیہ میں شفاخانہ کا معائنہ کرنے کیلئے بھی آیا۔تو میں نے اسے ولی اللہ شاہ کو دکھایا۔اس نے کہا کہ علاج سے اچھا ہو سکتا ہے۔مگر تین دفعہ آپریشن کرنا پڑے گا۔چنانچہ اس نے ایک دفعہ سیالکوٹ میں آپریشن کیا اور دو دفعہ شفا خانہ رعیہ میں جہاں میں متعین تھا آپریشن کیا۔ادھر میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں دعا کیلئے بھی تحریر کیا۔خدا کے فضل سے وہ بالکل صحت یاب ہو گیا اور لاٹھی کی ضرورت نہ رہی۔تب میں نے اس بزرگ کو کہا کہ دیکھئے خدا کے فضل سے حضرت صاحب کی دعا کیسی قبول ہوئی۔اس نے کہا کہ یہ تو علاج سے ہوا ہے۔میں نے کہا کہ علاج تو پہلے بھی تھا۔لیکن اس علاج میں شفا صرف دعا کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہے۔

(سیرت المہدی، جلد 2، روایت نمبر 926)

طاعون سے بیمار بچے کی شفایابی:

اہلیہ صاحبہ بابو فخرالدین صاحب نے بیان فرمایا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں اپنے وطن میانی میں تھی کہ میرے لڑکے اسحٰق کو جس کی عمر اس وقت دو سال کی تھی، طاعون کی دو گلٹیاں نکل آئیں۔ان دنوں یہ بیماری بہت پھیلی ہوئی تھی۔ہم بہت گھبرائے اور حضرت مسیح موعود کے حضور دعا کیلئے خط لکھا۔لڑکا اچھا ہو گیا تو ایک ماہ کے بعد اس کو لیکر قادیان آئی اور اس کو حضور علیہ السلام کے سامنے پیش کیا کہ یہ وہی بچہ ہے جس کو طاعون نکلی تھی حضور علیہ السلام اس وقت لیٹے ہوئے تھے۔سنتے ہی اٹھ بیٹھے اور فرمایا ''اس چھوٹے سے بچہ کو وہ گلٹیاں نکلی تھیں؟'' اب خدا کے فضل سے وہ بچہ جوان اور تندرست ہے۔

(سیرت المہدی، جلد 2، روایت نمبر 1348)

سامعین کرام اب خاکسار سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیت دعا کے ایک ایسے معجزے کا ذکر کرتا ہے جس کی مثال آج تک دنیا میں پائی نہیں جاتی کبھی دنیا نے نہیں دیکھا کہ کوئی شخص جس کو پاگل کتے نے کاٹ لیا ہو اور جس پر پاگل پن کا دورہ پڑ جائے وہ کبھی آج تک صحت یاب ہوا ہو لیکن مسیح محمدی کی دعا کا یہ معجزہ ہے کہ آپ کی دعا سے ایسا مریض بھی شفایاب ہو گیا۔

اگرچہ یہ روایت سیرت المہدی میں روایت نمبر 1221 کے تحت حضرت میر عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ رینج افسر بارامولا کشمیر کے حوالہ سے بھی منقول ہے لیکن خاکسار مناسب سمجھتا ہے کہ قبولیت دعا کے اس عظیم الشان اور لامثال واقعہ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زبانی بیان کیا جائے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''پانچواں نشان جو ان دنوں میں ظاہر ہوا وہ ایک دعا کا قبول ہونا ہے جو درحقیقت احیائے موتی میں داخل ہے۔تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبدالکریم نام ولد عبدالرحمٰن ساکن حیدرآباد دکھن ہمارے مدرسہ میں ایک لڑکا طالب العلم ہے، قضاء قدر سے اس کو سگِ دیوانہ کاٹ گیا۔(یعنی ہلکایا کتا نے کاٹ لیا) ہم نے اسکو معالجہ کیلئے کسولی بھیج دیا۔چند روز تک اسکا کسولی میں علاج ہوتا رہا پھر وہ قادیان میں واپس آیا۔تھوڑے دن گزرنے کے بعد اس میں وہ آثار دیوانگی کے ظاہر ہوئے جو دیوانہ کتے کے کاٹنے کے بعد ظاہر ہوا کرتے ہیں اور پانی سے ڈرنے لگا اور خوفناک حالت پیدا ہو گئی۔تب اس غریب الوطن عاجز کیلئے میرا دل سخت بیقرار ہوا اور دعا کیلئے ایک خاص توجہ پیدا ہو گئی۔ہر ایک شخص سمجھتا تھا کہ وہ غریب چند گھنٹہ کے بعد مر جائے گا۔ناچار اسکو بورڈنگ سے باہر نکال کر ایک الگ مکان میں دوسروں سے علیحدہ ہر ایک احتیاط سے رکھا گیا اور کسولی کے انگریز ڈاکٹروں کی طرف تار بھیج دی اور پوچھا گیا کہ اس حالت میں اس کا کوئی علاج بھی ہے۔اس طرف سے بذریعہ تار جواب آیا کہ اب اسکا کوئی علاج نہیں۔مگر اس غریب اور بے وطن لڑکے کیلئے میرے دل میں بہت توجہ پیدا ہو گئی اور میرے دوستوں نے بھی اس کیلئے دعا کرنے کیلئے بہت ہی اصرار کیا کیونکہ اس غربت کی حالت میں وہ لڑکا قابل رحم تھا اور نیز دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ مر گیا تو ایک برے رنگ میں اس کی موت شماتت اعداء کا موجب ہوگی۔تب میرا دل اس کیلئے سخت درد اور بیقراری میں مبتلا ہوا اور خارق عادت توجہ پیدا ہوئی جو اپنے اختیار سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ محض خدا تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے اور اگر

پیدا ہو جائے تو خدا تعالیٰ کے اذن سے وہ اثر دکھاتی ہے کہ قریب ہے کہ اس سے مردہ زندہ ہوجائے۔غرض اس کیلئے اقبال علی اللہ کی حالت میسر آ گئی اور جب وہ توجہ انتہا تک پہنچ گئی اور درد نے اپنا پورا تسلط میرے دل پر کرلیا تب اس بیمار پر جو درحقیقت مردہ تھا اس توجہ کے آثار ظاہر ہونے شروع ہوگئے اور یا تو وہ پانی سے ڈرتا اور روشنی سے بھاگتا تھا اور یا یکدفعہ طبیعت نے صحت کی طرف رخ کیا اور اس نے کہا کہ اب مجھے پانی سے ڈر نہیں آتا۔تب اس کو پانی دیا گیا تو اس نے بغیر کسی خوف کے پی لیا بلکہ پانی سے وضو کر کے نماز بھی پڑھ لی۔اور تمام رات سوتا رہا اور خوفناک اور وحشیانہ حالت جاتی رہی۔یہاں تک کہ چند روز تک بکلی صحت یاب ہوگیا۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد22، صفحہ 480)

سامعین کرام! یہ بزرگ جن کا نام عبد الکریم ولد عبدالرحمٰن ہے کرناٹک کے دیہات تیماپور کے رہنے والے تھے جہاں الحمدللہ ایک مخلص جماعت ہے۔ان کی وفات سن میں ہوئی تھی۔

سامعین کرام! سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیت دعا کے واقعات اس قدر ہیں کہ اس مختصر وقت میں ان کا بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔آپ علیہ السلام کی دعا سے بیماروں کو شفا ہوئی لا علاج مریض شفایاب ہوئے۔موت کے منہ میں پہنچے ہوئے پھر زندہ ہو گئے۔بے اولادوں کو اولاد نصیب ہوئی۔لیکن حضور علیہ السلام اولاد کیلئے دعا کی درخواست کرنے والوں کو فرماتے تھے کہ حضرت ذکریا علیہ السلام والی توبہ کرو اور بچے کو اسلام کی خدمت کیلئے وقف کرو چنانچہ حضرت منشی عطامحمد صاحب پٹواری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں غیر احمدی تھا اور ونجواں ضلع گورداسپور میں پٹواری ہوتا تھا تو قاضی نعمت اللہ صاحب خطیب بٹالوی جن کے ساتھ میرا ملنا جلنا تھا۔ مجھے حضرت صاحب کے متعلق بہت تبلیغ کیا کرتے تھے۔مگر میں پرواہ نہیں کرتا تھا۔ایک دن انہوں نے مجھے بہت تنگ کیا۔میں نے کہا اچھا میں تمہارے مرزا کو خط لکھ کر ایک بات کے متعلق دعا کراتا ہوں اگر وہ کام ہوگیا تو میں سمجھ لوں گا کہ وہ سچے ہیں۔ چنانچہ میں نے حضرت صاحب کو خط لکھا کہ آپ مسیح موعود اور ولی اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں اور ولیوں کی دعائیں سنی جاتی ہیں۔آپ میرے لئے دعا کریں کہ خدا مجھے خوبصورت صاحب اقبال لڑکا جس بیوی سے میں چاہتا ہوں عطا کرے۔اور نیچے میں نے لکھ دیا کہ میری تین بیویاں ہیں مگر کئی سال ہو گئے آج تک کسی کے اولاد نہیں ہوئی۔میں چاہتا ہوں کہ بڑی بیوی کے بطن سے لڑکا ہو۔حضرت صاحب کی طرف سے مجھے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کا لکھا ہوا خط گیا کہ مولا کے حضور دعا کی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو فرزند ارجمند صاحب اقبال خوبصورت لڑکا جس بیوی سے آپ چاہتے ہیں عطا کرے گا۔مگر شرط یہ ہے کہ آپ زکریا والی توبہ کریں۔منشی عطامحمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ان دنوں سخت بے دین اور شرابی کبابی راشی مرتشی ہوتا تھا۔چنانچہ میں نے جب مسجد میں جا کر ملاں سے پوچھا کہ زکریا والی توبہ کیسی ہوتی ہے؟ تو لوگوں نے تعجب کیا کہ یہ شیطان مسجد میں کس طرح آ گیا ہے۔مگر وہ ملا مجھے جواب نہ دے سکا۔پھر میں نے دھرم کوٹ کے مولوی فتح دین صاحب مرحوم احمدی سے پوچھا انہوں نے کہا کہ زکریا والی توبہ بس یہی ہے کہ بے دینی چھوڑ دو۔حلال کھاؤ۔نماز روزہ کے پابند ہوجاؤ اور مسجد میں زیادہ آیا جایا کرو۔یہ سن کر میں نے ایسا کرنا شروع کر دیا۔شراب وغیرہ چھوڑ دی اور رشوت بھی بالکل ترک کردی اور صلوٰۃ وصوم کا پابند ہوگیا۔چار پانچ ماہ کا عرصہ گزرا ہوگا کہ میں ایک دن گھر گیا تو اپنی بڑی بیوی کو روتے ہوئے پایا۔سبب پوچھا تو اس نے کہا پہلے مجھ پر یہ مصیبت تھی کہ میرے اولاد نہیں ہوتی تھی آپ نے میرے اوپر دو بیویاں کیں۔اب یہ مصیبت آئی ہے کہ میرے حیض آنا بند ہو گیا ہے۔(گویا اولاد کی کوئی امید ہی نہیں رہی) ان دنوں میں اس کا بھائی امرتسر میں تھانہ دار تھا چنانچہ اس نے مجھے کہا کہ مجھے میرے بھائی کے پاس بھیج دو کہ میں کچھ علاج کرواؤں۔ میں نے کہا وہاں کیا جاؤ گی یہیں دائی کو بلا کر دکھلاؤ اور اس کا علاج کرواؤ۔چنانچہ اس نے دائی کو بلوایا اور کہا کہ مجھے کچھ دوا وغیرہ دو۔دائی نے سرسری دیکھ کر کہا میں تو دوا نہیں دیتی نہ ہاتھ لگاتی ہوں۔کیوں کہ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا تیرے اندر بھول گیا ہے (یعنی تو تو بانجھ تھی مگر اب تیرے پیٹ میں بچہ معلوم ہوتا ہے۔ پس خدا نے تجھے (نعوذ باللہ) بھول کر حمل کروا دیا ہے۔مولف) اور اس نے گھر سے باہر آ کر بھی یہی کہنا شروع کیا کہ خدا بھول گیا ہے مگر میں نے اسے کہا کہ ایسا نہ کہو بلکہ میں نے مرزا صاحب سے دعا کروائی تھی۔پھر منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ میں حمل کے پورے آثار ظاہر ہو گئے اور میں نے اردگرد سب کو کہنا شروع کیا اب دیکھ لینا کہ میرے لڑکا پیدا ہوگا اور ہوگا بھی خوبصورت مگر لوگ بڑا تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر ایسا ہو گیا تو واقعی بڑی کرامت ہے۔آخر ایک دن رات کے وقت لڑکا پیدا ہوا اور خوبصورت ہوا۔میں اسی وقت دھرم کوٹ بھاگا گیا۔ جہاں میرے کئی رشتہ دار تھے اور لوگوں کو اسکی پیدائش کی اطلاع دی چنانچہ کئی لوگ اسی وقت بیعت کیلئے قادیان روانہ ہو گئے مگر بعض نہیں گئے اور پھر اس واقعہ پر نوجوان کے بھی بہت سے لوگوں نے بیعت کی اور میں نے بھی بیعت کر لی اور لڑکے کا نام عبد الحق رکھا۔منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری شادی کو بارہ سال سے زائد ہو گئے تھے اور کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔نیز منشی صاحب نے بیان کیا کہ میں پھر جب قادیان آیا تو ان دنوں میں مسجد کا راستہ دیوار کھینچنے سے بند ہوا تھا۔میں نے باغ میں حضرت صاحب کو اپنی ایک خواب سنائی کہ میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک خربوزہ ہے جسے میں نے کاٹ کر کھایا ہے اور وہ بڑا شیریں ہے۔لیکن جب میں نے اسکی ایک پھاڑی عبد الحق کو دی تو وہ خشک ہوگئی۔حضرت صاحب نے تعبیر بیان فرمائی کہ عبدالحق کی ماں سے آپ کے ہاں ایک اور لڑکا ہوگا مگر وہ فوت ہو جائے گا۔چنانچہ منشی صاحب کہتے ہیں کہ ایک اور لڑکا ہوا مگر وہ فوت ہوگیا۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے عبدالحق کو دیکھا ہے خوش شکل اور شریف مزاج لڑکا ہے اس وقت 1922 میں اس کی عمر کوئی 20 سال کی ہوگی۔

(سیرت المہدی، جلد 1، روایت نمبر 241)

سامعین کرام! حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے دین کو مضبوطی حاصل ہوئی اور خوف امن سے تبدیل ہوا ہے۔بعض گاؤں کے گاؤں آپ کی دعا سے احمدی ہوئے ہیں اس مبارک جلسہ سالانہ میں ناصر آباد کشمیر کے بہت سے احمدی بیٹھے ہیں ان کیلئے بھی اور ہم سب کیلئے بھی یہ روایت نہایت ایمان افروز ہے۔

حضرت خواجہ عبدالرحمٰن صاحب ساکن کشمیر بیان فرماتے ہیں کہ مولوی قطب الدین صاحب ساکن شُرط کشمیر بیان کرتے تھے کہ جب میں احمدی ہوا تو چونکہ ابتدا میں شُرط میں کوئی اور احمدی نہ تھا۔لہذا میری مخالفت شروع ہوئی۔میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں مخالفت کی نسبت ایک خط ارسال کیا اور دعا کیلئے درخواست کی۔جسکا جواب حضور علیہ السلام نے یہ رقم فرمایا کہ صبر کرو۔وہاں بھی بہت لوگ ایمان لائیں گے۔خواجہ عبدالرحمٰن صاحب بیان کرتے ہیں کہ بعد میں اگرچہ شرط والے لوگ تو ابھی تک ایمان نہیں لائے لیکن اس کے بالکل متصل گاؤں موسومہ کنی پورہ (اس گاؤں کا نام اب ناصر آباد ہے) سارے کا سارا احمدی ہو گیا۔اور علاقہ میں کئی اور جگہ احمدیت پھیل گئی ہے۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ خواجہ صاحب جلدی کرتے ہیں۔اگر حضرت صاحب نے ایسا فرمایا ہے تو تسلی رکھیں شُرط بھی بچ نہیں سکتا۔ (سیرت المہدی، جلد 1، روایت نمبر 825) الحمدللہ کہ اس وقت شُرط میں بھی کافی گھر احمدی ہیں۔

حضرت میاں فضل محمد صاحب رضی اللہ عنہ دکاندار محلہ دارالفضل بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دعا کے متعلق کچھ سوال ہوا۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ”دعا ہی مومن کا ہتھیار ہے۔دعا کو ہرگز چھوڑنا نہیں چاہئے بلکہ دعا سے تھکنا نہیں چاہئے۔لوگوں کی عادت ہے کہ کچھ دن دعا کرتے ہیں اور پھر چھوڑ دیتے ہیں۔ دعا کی مثال حضور علیہ السلام نے کوئیں کی دی کہ انسان کنواں کھودتا ہے جب پانی قریب پہنچتا ہے تو تھک کر ناامید ہوکر چھوڑ دیتا ہے۔اگر وہ ایک بالشت اور کھودتا تو نیچے سے پانی نکل آتا اور اس کا مقصود حاصل ہوجاتا اور کامیاب ہوجاتا۔اسی طرح دعا کا کام ہے کہ انسان کچھ دن دعا کرتا ہے اور پھر چھوڑ دیتا ہے اور ناکام رہتا ہے۔ (سیرت المہدی، جلد2، روایت نمبر 1249)

سامعین کرام! ہم خوش قسمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعد ہماری دینی و دنیاوی بقا اور ترقیات کیلئے ہمیں خلافت احمدیہ جیسی عظیم الشان نعمت عطا فرمائی ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ خلافت احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عکس کامل ہے۔آج بھی اس روحانی خلافت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ قبولیت دعا کے نشان دکھاتا ہے اور احمدی وغیر احمدی سب خلیفہ وقت کی دعاؤں سے فیضیاب ہورہے ہیں۔بالخصوص خلافت خامسہ کا یہ دور دعاؤں کا ہی دور ہے حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی جو پہلا ارشاد فرمایا وہ یہی تھا کہ جو آج بھی ہر احمدی کے کانوں میں گونج رہا ہے اور اس کے دل کی دھڑکن ہے کہ ”احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آج کل دعاؤں پر بہت زور دیں۔دعاؤں پر زور دیں۔دعاؤں پر زور دیں۔بہت دعائیں کریں۔بہت دعائیں کریں۔اللہ تعالیٰ تائید ونصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔آمین“

(بدر 29/اپریل 2003، صفحہ 15)

اور خدا گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور جماعت کے مخلصین کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور خلافت خامسہ کے اس مبارک دور میں اپنی برکات کی بارشیں برسائی ہیں اللھم زد وبارك حضرت امیر المومنین قبولیت دعا کے ایسے واقعات اپنے خطابات میں بیان فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی توکل علی اللہ اور دعا کے حوالہ پیش کی گئی مبارک سیرت کو جان بنانے کی توفیق بخشے اور ہم خلافت احمدیہ کے مبارک جھنڈے تلے رضوان من اللہ اکبر کے نعرے لگاتے رہیں۔آمین۔اللھم آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا ✿ نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا ✿ کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

طالب دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار ✿ جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار

اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب ✿ کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

طالب دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

جماعت احمدیہ کی ترقیات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات

(جمال شریعت، مربی سلسلہ، شعبہ نور الاسلام قادیان)

جماعتی ترقیات کے بارے میں پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی اس مشن کی تکمیل اور اس تعلیم کی اشاعت کے متعلق ہے جسکے ساتھ آپ مبعوث کئے گئے تھے اور یہ پیشگوئی اس وقت کی گئی تھی جبکہ اسکے پورا ہونے کے سامان موجود نہیں تھے بلکہ اسکے برعکس مخالفین اس تعلیم کی اشاعت میں روڑے اٹکا رہے تھے اور اس کو صفحہ ہستی سے نابود کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ وہ پیشگوئی یہ ہے ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' (تذکرہ، صفحہ 312، ایڈیشن چہارم) ''میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا۔''

(تذکرہ، صفحہ 141، ایڈیشن چہارم)

(اللہ تعالیٰ) اس (گروہ احمدیان) کو نشو نما دیگا یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی۔ یاتون من کل فج عمیق'' (تذکرہ صفحہ 297، ایڈیشن چہارم) یعنی دنیا کے ہر ملک سے لوگ تیری جماعت میں داخل ہونے کیلئے آئیں گے۔ اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ (تذکرہ، صفحہ 476، ایڈیشن چہارم) ہم تجھے ہر چیز میں کثرت دیں گے جن میں جماعت بھی شامل ہے۔ انگریزی میں بھی آپکو اسکے متعلق الہام ہوا۔ I shall give you a large party of Islam (تذکرہ صفحہ 103، ایڈیشن چہارم) مَیں تم کو مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت دوں گا۔ ثُلَّۃٌ مِّنَ الۡاَوَّلِیۡنَ وَثُلَّۃٌ مِّنَ الۡاٰخِرِیۡنَ پہلوں میں سے بھی ایک بڑی جماعت تم کو دی جائے گی اور پچھلوں میں سے بھی جس کے معنی یہ بھی ہیں کہ پہلے انبیاء کی امتوں میں سے بھی۔ ایک گروہ کثیر تم پر ایمان لائے گا اور مسلمانوں میں سے بھی ایک بڑی جماعت تم پر ایمان لائے گی۔'' اَنَّا نَرِثُ الۡاَرۡضَ نَاۡ کُلُھَا مِنۡ اَطۡرَافِھَا'' (تذکرہ صفحہ 466، ایڈیشن چہارم) ہم زمین کے وارث ہونگے اسے اسکے کناروں کی طرف سے کھاتے آویں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان پیشگوئیوں کا ذکر کرنے کے بعد ان کے عظیم الشان رنگ میں پورا ہونے کے تعلق سے فرماتے ہیں:

ان الہامات میں سے بہت سے تو ایسے وقت میں ہوئے اور اسی وقت شائع بھی کرا دیئے گئے جبکہ آپ پر ایک شخص بھی ایمان نہیں لایا تھا اور بعض بعد کو ہوئے جب سلسلہ قائم ہو چکا تھا مگر وہ بھی ایسے وقت میں ہوئے ہیں جبکہ سلسلہ اپنی ابتدائی حالت میں تھا اس وقت آپ کا یہ الہام شائع کر دینا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ آپ کے ساتھ ایک بڑی جماعت ہو جائے گی اور صرف ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ تمام ممالک میں آپؑ کے مرید پھیل جائیں گے اور ہر مذہب کے لوگوں میں سے نکل کر لوگ آپ کے مذہب میں داخل ہوں گے۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ بہت بڑھائے گا اور کسی ملک کے لوگ بھی آپ کی تبلیغ سے باہر نہیں رہیں گے۔ کیا یہ ایک معمولی بات ہے؟ کیا انسانی دماغ قیاسات کی بناء پر ایسی بات کہہ سکتا ہے؟......آخر وہی ہوا جو اللہ تعالیٰ نے کہا تھا۔ وہ شخص جو تن تنہا ایک تنگ صحن میں ٹہل ٹہل کر اپنے الہامات لکھ رہا تھا اور تمام دنیا میں اپنی قبولیت کی خبریں دے رہا تھا، حالانکہ اس وقت اسے اسکے علاقے کے لوگ بھی نہیں جانتے تھے باوجود سب روکوں کے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید سے اٹھا اور ایک بادل کی طرح گرجا اور لوگوں کے دیکھتے دیکھتے حاسدوں اور دشمنوں کے کلیجوں کو چھلنی کرتا ہوا تمام آسمان پر چھا گیا ہندوستان میں وہ برسا افغانستان میں وہ برسا، عرب میں وہ برسا مصر میں وہ برسا، سیلون میں وہ برسا، بخارا میں وہ برسا، مشرقی افریقہ میں وہ برسا، جزیرہ ماریشس میں وہ برسا، جنوبی افریقہ میں وہ برسا، مغربی افریقہ کے ممالک میں وہ برسا، نائیجیریا، گولڈ کوسٹ سیرالیون میں وہ برسا، آسٹریلیا میں وہ برسا، انگلستان اور جرمن اور روس کے علاقوں کو اس نے سیراب کیا اور امریکہ میں جا کر اس نے۔ آبپاشی کی۔

آج دنیا کا کوئی براعظم نہیں جس میں مسیح موعودؑ کی جماعت نہیں اور کوئی مذہب نہیں جس میں سے اس نے اپنا حصہ وصول نہیں کیا، مسیحی، ہندو، بدھ، پارسی، سکھ، یہودی سب قوموں میں سے اسکے ماننے والے موجود ہیں اور یورپین، امریکن، افریقن اور ایشیا کے باشندے اس پر ایمان لائے ہیں اگر جو کچھ اس نے قبل از وقت بتا دیا تھا اللہ تعالیٰ کا کلام نہ تھا تو وہ کس طرح پورا ہو گیا؟ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ وہ یورپ اور امریکہ جو اس سے پہلے اسلام کو کھا رہے تھے مسیح موعود کے ذریعے سے اب اسلام ان کو کھا رہا ہے۔ کئی سو آدمی اس وقت تک انگلستان میں اور اسی طرح امریکہ میں اسلام لا چکا ہے اور روس اور جرمن اور اٹلی کے بعض افراد نے بھی اس سلسلے کو قبول کیا ہے۔ وہی اسلام جو دوسرے فرقوں کے ہاتھ سے شکست پر شکست کھا رہا تھا اب مسیح موعود کی دعاؤں سے دشمن کو ہر میدان میں نیچا دکھا رہا ہے اور اسلام کی جماعت کو بڑھا رہا ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ (دعوت الامیر، صفحہ 348 تا 350، مطبوعہ جنوری 2017 قادیان)

قادیان کی ترقیات کے بارے میں پیشگوئی

قادیان کی ترقی کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا گیا کہ قادیان کا گاؤں ترقی کرتے کرتے ایک بہت بڑا شہر ہو جائے گا جیسے کہ بمبئی اور کلکتہ کے شہر ہیں۔ گویا کہ نو دس لاکھ کی آبادی تک پہنچ جائے گا اور اس کی آبادی شمالاً اور شرقاً پھیلتے ہوئے بیاس تک پہنچ جائے گی۔

(تذکرہ، صفحہ 782، ایڈیشن چہارم)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ قادیان کی ابتدائی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ پیشگوئی جب شائع ہوئی ہے اس وقت قادیان کی حالت یہ تھی کہ اسکی آبادی دو ہزار کے قریب تھی سوائے چند ایک پختہ مکان کے باقی سب مکانات کچے تھے مکانوں کا کرایہ اتنا گرا ہوا تھا کہ چار پانچ آنے ماہوار پر مکان کرایہ پر مل جاتا تھا۔ مکانوں کی زمین اس قدر ارزاں تھی کہ دس بارہ روپے کو قابل سکونت مکان بنانے کیلئے زمین مل جاتی تھی بازار کا یہ حال تھا کہ دو تین روپے کا آٹا ایک وقت میں نہیں مل سکتا تھا کیونکہ لوگ زمیندار طبقہ کے تھے اور خود دانے پیس کر روٹی پکاتے تھے تعلیم کیلئے ایک مدرسہ سرکاری تھا جو پرائمری تک تھا اور اس کا مدرس کچھ الاؤنس لے کر ڈاکخانے کا کام بھی کر دیا کرتا تھا۔ ڈاک ہفتے میں دو دفعہ آتی تھی تمام عمارتیں فصیل قصبہ کے اندر تھیں اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے ظاہری کوئی سامان نہ تھے کیونکہ قادیان ریل سے گیارہ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور اسکی سڑک بالکل کچی ہے اور جن ملکوں میں ریل ہو ان میں اسکے کناروں پر جو شہر واقع ہوں انہی کی آبادی بڑھتی ہے۔ کوئی کارخانہ قادیان میں نہ تھا کہ اسکی وجہ سے قادیان کی ترقی ہو۔ نہ ضلع کا مقام تھا نہ تحصیل کا، حتی کہ پولیس کی چوکی بھی نہ تھی۔ قادیان میں کوئی منڈی بھی نہ تھی جسکی وجہ سے یہاں کی آبادی ترقی کرتی جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی ہے اس وقت حضرت اقدس علیہ السلام کے مرید بھی چند سو سے زیادہ نہ تھے کہ ان کو حکماً لا کر یہاں بسا دیا جاتا تو شہر بڑھ جاتا۔

(دعوت الامیر، صفحہ 335 مطبوعہ جنوری 2017 قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق آج قادیان نے باوجود مخالف حالات کے کس قدر ترقی کی ہے اسکا مشاہدہ ہر ایک صاحب بصیرت اور انصاف پسند خود کر سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی قادیان کی ترقی کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے عظیم الشان رنگ میں پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''غرض بالکل مخالف حالات میں اور بلا کسی ظاہری سامان کی موجودگی کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی کی کہ قادیان بہت ترقی کر جائے گا۔ اس پیشگوئی کے شائع ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی جماعت کو بھی ترقی دینی شروع کر دی اور ساتھ ہی ان کے دلوں میں یہ خواہش بھی پیدا کرنی شروع کر دی کہ وہ قادیان آ کر بسیں اور لوگوں نے بلا کسی تحریک کے شہروں اور قصبوں کو چھوڑ کر قادیان آ کر بسنا شروع کر دیا اور ان کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی یہاں آ کر بسنا شروع کر دیا۔ ابھی اس پیشگوئی کے پوری طرح پورے ہونے میں تو وقت ہے مگر جس حد تک یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے وہ بھی حیرت انگیز ہے......نہایت مخالف حالات میں قادیان نے وہ ترقی کی ہے جسکی مثال دنیا کے پردے پر کسی جگہ بھی نہیں مل سکتی۔ اقتصادی طور پر شہروں کی ترقیات کیلئے جو اصول مقرر ہیں ان سب کے علی الرغم اس نے ترقی حاصل کر کے للہ تعالیٰ کے کلام کی صداقت ظاہر کی ہے جس سے وہ لوگ جو قادیان کی پہلی حالت اور اس کے مقام کو جانتے ہیں خواہ وہ غیر مذاہب کے ہی کیوں نہ ہوں اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ بے شک، یہ غیر معمولی اتفاق ہے، مگر افسوس لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ کیا سب غیر معمولی اتفاق مرزا صاحب ہی کے ہاتھ پر جمع ہو جاتے تھے۔ (دعوت الامیر، صفحہ 337 تا 338، مطبوعہ جنوری 2017 قادیان)

مالی نصرت کے بارہ میں الہامات

مالی نصرت کے بارہ میں آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر بھی دی کہ ینصرك الله ۔ ینصرك رجال نوحی الیهم من السماء کہ خدا اپنی جناب سے تیری مدد کرے گا اور وہ لوگ تیری مدد کریں گے۔ جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً خبر دی تھی: میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس اور اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا۔ (تبلیغ رسالت، جلد اوّل صفحہ 60 تا 62، از اشتہار 20 فروری 1886ء)

قارئین کرام! یک وہ زمانہ تھا کہ حضرت مسیح موعود کی بھاوج صاحبہ دستر خوان کا بچا ہوا کھانا آپ کیلئے بھجوایا کرتی تھیں لیکن ان خدائی بشارات کے مطابق آج ہزارہا خاندان آپ کے دستر خوان پر پل رہے ہیں۔ آپ خود ان دونوں حالتوں کا نقشہ کھینچتے ہوئے اپنے ایک عربی شعر میں فرماتے ہیں:

لَفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکُلِیۡ فَصِرۡتُ الۡیَوۡمَ مِطۡعَامُ الۡاَھَالِیۡ یعنی ایک زمانہ تھا کہ دوسروں کے دستر خوان کے بچے ہوئے ٹکڑے میری خوراک ہوا کرتے تھے لیکن آج یہ حالت ہے کہ بہت سے خاندان میرے دستر خوان پر کھانا کھا رہے ہیں۔ پھر ایک زمانہ وہ تھا کہ جلسہ سالانہ کے مہمانوں کو کھانا کھلانے کیلئے آپ کے پاس پیسے نہیں تھے۔ حضور نے اپنے سسر محترم میر ناصر نواب صاحب کو فرمایا میری بیوی صاحبہ کا کوئی زیور فروخت کر کے مہمانوں کے

کھانے کا انتظام کرلیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بشارت کے مطابق آج جبکہ قادیان کی طرز پر دنیا کے کئی ممالک میں جلسہ سالانہ کا انعقاد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جاری فرمودہ لنگر کی شاخیں قائم ہیں اور ایک ایک جلسہ پر کروڑوں کے اخراجات ہوتے ہیں اور پھر ایک وہ زمانہ تھا کہ براہین احمدیہ کی طباعت کیلئے آپ خود امرتسر جاتے تھے اور اس کی طباعت کے اخراجات کیلئے بے حد فکرمند رہتے تھے لیکن آج مالی تائیدات اور نصرت الٰہی کا یہ عالم ہے کہ آپ کے مشن کی تکمیل کیلئے جماعت اربوں روپے سالانہ خرچ کر رہی ہے۔ دنیا کے کئی ممالک میں جماعت کے اپنے پریس قائم ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں کتب اور لٹریچر ہر سال شائع ہوتا ہے (MTA) انٹرنیشنل کی صورت میں جماعت کا اپنا ٹی وی چینل اور کئی ریڈیو اسٹیشن قائم ہیں جنکے ذریعہ سے جماعت کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچ رہا ہے۔

قارئین کرام! جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی پر مخالفین کے کرب کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ جماعت احمدیہ کا سالانہ بجٹ اب لاکھوں سے نکل کر کروڑوں میں اور کروڑوں سے نکل کر اربوں میں داخل ہو چکا ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کی مالی نصرت کا یہ عالم ہے کہ آپ کے مشن تکمیل کیلئے جماعت احمدیہ اربوں روپے سالانہ خرچ کر رہی ہے۔ دنیا حیران اور انگشت بدنداں ہے کہ ایک چھوٹی سی غریب جماعت کے پاس اتنا روپیہ کہاں سے آتا ہے۔ دنیاداری کی سوچ رکھنے والوں کو جب کچھ سمجھ نہیں آتا تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ان کو اسرائیل سے پیسہ آتا ہے فلاں ملک انکی مدد کرتا ہے۔ ایک ایسے ہی موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: ''ہماری دولت امریکن یا کینیڈین ڈالر نہیں یا یورپین کرنسی یا برٹش پاؤنڈ نہیں۔ ہماری دولت وہ مخلص دل ہے جو ایک منور سینہ کے اندر دھڑک رہا ہے۔ جب تک یہ دل ہمارے ہیں اور جب تک ان سینوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے پیسہ کی کسے پرواہ ہے۔ وہ تو ضرورت پڑی تو اللہ تعالیٰ آسمان سے پھینکے گا۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 21 نومبر 1975ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ مالی نصرت کے متعلق پیشگوئی کے عظیم الشان رنگ میں پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ہماری جماعت غرباء کی جماعت ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ ابتداءً غریب لوگ ہی اسکے سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں جن کو دیکھ کر لوگ کہہ دیا کرتے ہیں وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ (سورہ ہود: 28) اور اس میں اسکی حکمت یہ ہوتی ہے تا کوئی شخص یہ نہ کہے کہ یہ سلسلہ میری مدد سے پھیلا اور تا نادان مخالف بھی اس قسم کا اعتراض نہ کر سکیں۔ پس ایسی جماعت سے اس قدر بوجھ اٹھوانا بلا نصرت الٰہی نہیں ہو سکتا۔ یہ غریب جماعت اسی طرح سرکاری ٹیکس ادا کرتی ہے جس طرح اور لوگ ادا کرتے ہیں زمینوں کے لگان دیتی ہے۔ سڑکوں شفاخانوں وغیرہ کے اخراجات میں حصہ لیتی ہے۔ غرض سب خرچ جو دوسرے لوگوں پر ہیں وہ بھی ادا کرتی ہے اور پھر دین کی اشاعت اور اس کے قیام کیلئے بھی روپیہ دیتی ہے اور برابر پینتیس 35 سال سے اس بوجھ کو برداشت کرتی چلی آرہی ہے۔ اس زمانے میں بے شک نسبتاً زیادہ آسودہ حال اور معزز لوگ اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں مگر اسی قدر اخراجات میں بھی اضافہ ہو گیا ہے پس کیا یہ بات حیرت انگیز نہیں کہ جبکہ باقی دنیا باوجود ان سے زیادہ مالدار ہونے کے اپنے ذاتی اخراجات کی تنگی پر ہی شکوہ کرتی رہتی ہے، اس جماعت کے لوگ لاکھوں روپیہ سالانہ بلا ایک سال کا وقفہ ڈالنے کے اللہ کی راہ میں خرچ کر رہے ہیں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس امر کیلئے بھی تیار ہیں کہ اگر ان سے کہا جائے کہ اپنے سب مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دو تو وہ اسی وقت دے دیں۔ یہ بات کہاں سے پیدا ہوگئی؟ یقیناً اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ کا الہام نازل کرنے والے نے لوگوں کے دلوں میں تغیر پیدا کیا ہے ورنہ کون سی طاقت تھی جو اس وقت جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کو معمولی اخراجات کی فکر تھی، اس قدر بڑھ جانے والے اخراجات کے پورا کرنے کا وعدہ کرتی اور اس وعدہ کو پورا کے دکھا دیتی۔''

(دعوۃ الامیر، صفحہ 345، مطبوعہ جنوری 2017 قادیان)

قارئین کرام! بشری تقاضوں کے تحت چونکہ مامورین من اللہ کی زندگی بھی محدود ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت جاری ہے کہ اسکے مامورین و مرسلین کے مقاصد بعثت کی تکمیل ہمیشہ ان کے خلفاء اور متبعین کے ذریعہ ہوا کرتی ہے اور حضور علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا ہمہ گیر پروگرام بھی چونکہ عالمگیر ہونے کے ساتھ ساتھ زمانے کے اعتبار سے صدیوں پر محیط تھا اس لئے اس کی تکمیل آپ کے خلفاء عظام ہی کے ذریعہ ہونی مقدر تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تواتر کے ساتھ حضور علیہ السلام کو آپ کے زمانہ وفات کے قریب تر ہونے کی خبریں دی گئیں تو آپ نے اپنے رسالہ ''الوصیت'' میں جماعت کو تسلی دیتے ہوئے تحریر فرمایا:

''تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے ...... میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اسکے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔'' (الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

حضور علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے مطابق آپ کی وفات کے بعد 27 مئی 1908 کو حضرت مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت کے پہلے خلیفہ منتخب ہوئے اور خدائی وعدوں کے مطابق وہ عظیم الشان نظام خلافت جاری ہوا جسکا قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں وعدہ تھا آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ کی قیادت میں جماعت احمدیہ ترقیات کی عظیم الشان منازل طے کرتی چلی جارہی ہے۔ الحمدللہ

خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں ہونے والے عظیم الشان تبلیغی مساعی کا مختصر ذکر بھی یہاں از حد ضروری ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلیفۃ المسیح منتخب ہونے کے بعد دنیا میں امن کے بارہ میں اسلام کا پیغام پہنچانے کیلئے پرنٹ میڈیا اور ڈیجیٹل الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ ایک مہم شروع کی۔ آپ کی رہنمائی میں جماعت احمدیہ مسلمہ کے نیشنل چیپٹر ز نے ایسی کوششیں جاری رکھی ہوئی ہیں جن سے اسلام کی سچی اور امن پسند تعلیم کا پرچار ہو رہا۔ احمدی مسلمان، مسلم اور غیر مسلم دنیا میں امن کے لاکھوں بلکہ کروڑوں اشتہار تقسیم کرنے میں مصروف ہیں۔

بین المذاہب ہم آہنگی اور امن کی مجالس منعقد کر رہے ہیں اور قرآن کریم کی نمائشیں لگائی جارہی ہیں تا قرآن کریم کا مقدس پیغام دنیا تک پہنچ سکے ان مبارک کوششوں کو دنیا بھر کے میڈیا میں پذیرائی حاصل ہو رہی ہے اور یہ ثابت ہو رہا ہے کہ اسلام امن، حب الوطنی اور خدمت انسانیت کا علمبردار ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2004 میں سالانہ قومی امن کانفرنس کا آغاز کیا جس میں امن اور ہم آہنگی کے خیالات اور جذبات کے فروغ کیلئے تمام طبقہ کے افراد شامل ہوتے ہیں۔ اس کانفرنس میں ہر سال وزراء ممبران پارلیمنٹ، سیاست دان مذہبی رہنما اور دیگر معززین شامل ہوتے ہیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اسلام کی حقیقی تعلیم سے دنیا کو روشناس کرانے کیلئے مختلف ممالک کی پارلیمنٹس اور امن کانفرنسز سے خطاب کرتے ہیں۔ آپ کے خطابات اتنے موثر ہوتے ہیں کہ غیر مسلم سیاست دان اور مذہبی رہنما ان کی خوبی اور برتری کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ پاتے۔ اس سلسلہ میں آپ نے برطانوی پارلیمنٹ، ملٹری ہیڈ کوارٹرز کوبلنز جرمنی، کیپٹل ہل واشنگٹن امریکہ، یوروپین پارلیمنٹ برسلز بلجیم، ہمبرگ جرمنی، نیوزی لینڈ پارلیمنٹ ولنگٹن وغیرہ میں خطاب فرمائے۔

اسی طرح سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے بڑے بڑے سیاسی و مذہبی رہنماؤں کو اسلام کی پر امن تعلیم بیان کرتے ہوئے انہیں دنیا میں پھیلی ہوئی بدامنی کو دور کرنے اور حقیقی عدل کے قیام کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے پوپ بینڈکٹ XVI، اسرائیل کے وزیر اعظم، صدر اسلامی جمہوریہ ایران، صدر ریاست ہائے متحدہ امریکہ، وزیر اعظم کینیڈا، خادم حرمین شریفین سعودی عرب بادشاہ، عوامی جمہوریہ چین کے وزیر اعظم، وزیر اعظم برطانیہ، جرمنی کی چانسلر، صدر جمہوریہ فرانس، ملکہ برطانیہ، اسلامی جمہوریہ ایران کے رہنما اور روسی فیڈریشن کے صدر کے نام خطوط لکھے۔

اسکے علاوہ حضور انور نے حالیہ جلسہ سالانہ 2022ء کے موقع پر صرف ایک سال میں جماعت کی جو ترقیات کا حیرت انگیز نقشہ کھینچا ہے وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا اور خلافت احمدیہ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ وہ اس بات کا بھی ثبوت ہیکہ سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور اسکے غلبہ کے متعلق جو پیشگوئیاں فرمائی تھیں وہ بھی سچی تھیں۔

حضور اقدس نے صرف ایک سال کی ترقیات کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال دنیا بھر میں پاکستان کے علاوہ 355 نئی جماعتیں قائم ہوئیں، اِن کے علاوہ 855 نئے مقامات پر پہلی بار احمدیت کا پودا لگا ہے، 40 نئی جماعتوں کے قیام کے ساتھ کانگو کنشاسا سرفہرست،

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

مردوں کی نظریں بھی اور عورتوں کی نظریں بھی نیچی رکھنے اور پردہ سے ہی عورت کی عزت اور عصمت کی حفاظت ہوگی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 / جنوری 2017ء)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اللہ تعالیٰ نے...... دنیا کی مال و دولت اور دنیا کمانے سے منع نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں پیدا کی ہیں یقیناً مومنوں کیلئے جائز ہیں بشرطیکہ جائز ذریعہ سے حاصل کی جائیں اور وہ دین کے راستے میں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا کرنے کے راستے میں روک نہ بنیں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 5 / مئی 2017)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

تنزانیہ دوسرے اور سیرالیون تیسرے نمبر پر ہے۔

جماعت کو دوران سال اللہ تعالیٰ کے حضور جو مساجد پیش کرنے کی توفیق ملی اُنکی مجموعی تعداد 209 ہے، جن میں سے 147 نئی مساجد تعمیر ہوئی ہیں اور 62 بنی بنائی مساجد عطاء ہوئی ہیں۔ دوران سال افریقہ گھانا میں 20 مساجد تعمیر ہوئیں اور اِس طرح مساجد کی کُل تعداد 762 ہوچکی ہے، سیرالیون میں مساجد کی تعداد 1556 ہے جبکہ نائیجیریا میں 1400 نیز بیلیز میں اِمسال پہلی تعمیر شدہ احمدیہ مسجد نور کا افتتاح ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوران سال مشن ہاؤسز میں 123 کا اضافہ ہوٗا ہے، مشن ہاؤسز اور تبلیغی سینٹرز کے قیام کے حوالہ سے پہلے نمبر پر سیرالیون اور تنزانیہ رہے جبکہ دوسرے پر بینن اور تیسرے پر گھانا رہا۔

امسال قرآن کریم کا اسپینش ترجمہ پرنٹ کروایا گیا، اِسی طرح نئے خط منظور فونٹ کے ساتھ انگریزی ترجمہ از حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کی طباعت کی گئی ہے، پانچ تصانیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انگریزی ترجمہ کیا گیا ہے، اِن کے علاوہ ملفوظات جلد دہم اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی تصنیف ردتناسخ کا انگریزی ترجمہ کیا گیا۔ عربی ڈیسک کو دوران سال حضرت مسیح موعودؑ کی 12 کتب کا عربی ترجمہ فائنل کرکے پرنٹنگ کیلئے بھجوانے کی توفیق ملی، اللہ تعالیٰ کے فضل سے روحانی خزائن کی 88 کتب میں سے 78 کا ہندی ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ اِسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی 72 کتب جرمن زبان میں شائع ہوچکی ہیں۔ دوران سال 505 مختلف کتب، پمفلٹ اور فولڈرز وغیرہ 46 زبانوں نیز 67 لاکھ 19 ہزار 372 کی تعداد میں طبع ہوئے۔ وہ دس ممالک، جن میں زیادہ تعداد میں لٹریچر شائع کیا گیا، اُن میں نمبر ایک جرمنی، ہالینڈ دوسرے اور یُوکے تیسرے نمبر پر رہا۔ 22 ممالک کو 47 زبانوں میں ایک لاکھ 25 ہزار 110 سے زائد تعداد میں کتب بجھوائی گئیں، جن کی کُل مالیت 4 لاکھ 30 ہزار پاؤنڈ ہے۔ جماعت کے ذریعہ فری لٹریچر 5071، مختلف عناوین کی کتب وفولڈرز 47 لاکھ 51 ہزار کی تعداد میں مفت تقسیم کئے گئے، جس کے ذریعہ دنیا بھر میں 82 لاکھ 92 ہزار سے زیادہ افراد تک پیغام پہنچا۔ دنیا کے 101 ممالک میں اب تک 106 سے زائد مرکزی اور ریجنل لائبریریوں کا قیام ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال رقیم پریس فارنہم کو بڑی تعداد میں جماعتی کتب اور لٹریچر طبع کرنے کی توفیق ملی، چھپنے والی کتب کی تعداد 2 لاکھ 29 ہزار سے اوپر ہے، اِسکے علاوہ رسالہ انصار الدین، النصرت، وقفِ نَو رسالہ جات مریم اور اسماعیل، چھوٹے پمفلٹ، لیف لیٹس اور جماعتی دفاتر کی اسٹیشنری وغیرہ چھاپنے کی توفیق ملی۔ افریقن سات ممالک میں قائم احمدیہ پرنٹنگ پریسز نے 5 لاکھ 71 ہزار سے اوپر لٹریچر اور کتب شائع کیں۔ امسال 102 ممالک میں مجموعی طور پر 76 لاکھ 11 ہزار سے اوپر لیف لیٹس تقسیم ہوئے اور اِسکے ذریعہ ایک کروڑ 16 لاکھ 90 ہزار سے زائد افراد تک پیغام پہنچا۔ اِن میں جرمنی نمبر ایک، پھر یُوکے اور آسٹریا ہے۔ 6 ہزار 41 نمائشوں کے ذریعہ 9 لاکھ 29 ہزار سے زائد افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی، 1234 قرآن کریم کے تراجم تحفتاً مختلف مہمانوں کو دیئے گئے، 4820 بُک اسٹالز اور بُک فیئرز کے ذریعہ 11 لاکھ 34 ہزار سے زائد افراد تک پیغام پہنچا۔ اِس وقت دنیا بھر میں جماعت اور ذیلی تنظیموں کے تحت 24 زبانوں میں 120 تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی مضامین پر مشتمل اخبارات ورسائل شائع ہورہے ہیں۔ 27/ مئی 2019 سے ہفتہ میں دو روز باقاعدگی سے شائع ہونے والے اخبار الفضل انٹرنیشنل کو دوران سال پانچ خصوصی نمبروں سمیت 101 شمارے شائع کرنے کی توفیق ملی، امسال اِس کی ویب سائٹ، ٹویٹر اور فیس بُک کے ذریعہ سے 3 کروڑ 71 لاکھ سے زائد لوگوں تک پیغام حق پہنچا۔ انگریزی دان طبقہ کیلئے شائع ہونے والا ہفت روزہ الحکم کے پڑھنے والوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ میڈیا آرگنائزیشن کی حیثیت اختیار کرنے والا ریویو آف ریلیجنز جس کا اجراء حضرت مسیح موعودؑ نے 1902ء میں فرمایا تھا اِس کو 120 سال ہو چکے ہیں، یہ رسالہ انگریزی میں ماہوار، جرمن میں ہردوسرے ماہ جبکہ فرینچ اور اسپینش میں سہ ماہی شائع ہو رہا ہے۔ دوران سال یہ رسالہ انگریزی، فرینچ، اسپینش اور جرمن زبانوں میں 2 لاکھ سے زائد تعداد میں پرنٹ ہوٗا۔ لندن سے شائع ہونے والا روزنامہ الفضل آن لائن کی انسٹاگرام، ٹویٹر، فیس بُک اسٹیٹس اور پی ڈی ایف کے ذریعہ چار لاکھ سے زائد تک قارئین کی تعداد پہنچ چکی ہے۔ دوران سال 291 خبریں اور مضامین شائع کرنے کی توفیق ملی جسکے ذریعہ ایک محتاط اندازہ کے مطابق 3 کروڑ سے زائد افراد تک جماعت کا پیغام پہنچا۔ قرآن کریم سرچ کی نئی ویب سائٹ OpenQuran.com کو مزید بہتر بنایا گیا ہے، الاسلام پر قرآن کریم پڑھنے اور سننے کیلئے جدید دیدہ زیب ReadQuran.app کے پہلے موبائل ورژن کا اجراء ہوا ہے۔ انگریزی زبان میں 330 اور اردو زبان میں ایک ہزار کتب ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔ انگریزی زبان میں 6 نئی کتب اپیل، گوگل اور Amazon پر شائع کی گئی ہیں، اب تک 91 کتب اِس پلیٹ فارم پر شائع ہو چکی ہیں۔ اردو اور انگریزی میں 17 نئی آڈیو کتب تیار کی گئی ہیں، اِس طرح اب تک اردو میں 82 اور انگریزی میں 51 کتب کی آڈیو فائلز تیار ہوچکی ہیں۔ خطبات جمعہ حضور انور ایدہ اللہ 20 زبانوں میں آڈیو اور ویڈیو میں دستیاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِس وقت دنیا بھر میں واقفین نَو کی تعداد 78 ہزار ہے، جس میں 45 ہزار 832 لڑکے اور 32 ہزار 168 لڑکیاں ہیں۔ امسال نئی درخواستیں جن پر والدین کو ابتدائی منظوری بجھوائی گئی اِن کی تعداد 3519 ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تعداد ہر سال بڑھ رہی ہے۔ ایم ٹی اے انٹرنیشنلِ اس کے 16 ڈیپارٹمنٹ، 503 کارکنان، 269 مرد اور 144 خواتین جبکہ 80 ایسے ہیں جن کو تنخواہ کا الاؤنس ملتا ہے، ایم ٹی اے افریقہ کے ذریعہ مختلف افریقی ممالک میں 12 اسٹوڈیوز اور بیوروز قائم ہیں، 150 کارکنان یہاں کام کررہے ہیں۔ اللہ کے فضل سے دنیا کے مختلف ممالک کیلئے ایم ٹی اے کے 8 چینل 24 گھنٹے نشریات نیز 23 مختلف زبانوں میں رواں ترجمہ پیش کررہے ہیں۔ کینیا، روانڈا اَور مایوٹ آئی لینڈ میں 3 نئے اسٹوڈیوز بنے ہیں، کیمرون میں ایم ٹی اے کیبل سسٹم پربھی دیکھا جاسکتا ہے۔ اِس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے 25 جماعتی ریڈیو اسٹیشنز میں سے مالی میں 15، برکینا فاسو میں 4، سیرالیون میں 3 اور تنزانیہ، گیمبیا، کانگو کنشاسا میں ایک، ایک ہے۔

وائس آف اسلام ریڈیو کی لندن کے علاوہ بھی توسیع ہوگئی ہے۔ 24 گھنٹے کی نشریات کے علاوہ دیگر ٹی وی پراگرامز 74 ممالک میں ٹی وی، ریڈیو چینل جماعت کا پیغام دے رہے ہیں، امسال 2686 ٹی وی پروگرامز کے ذریعہ 2519 گھنٹے وقت ملا جبکہ ریڈیو اسٹیشنز کے ذریعہ 24762 گھنٹے پر مشتمل 17204 پروگرامز نشر ہوئے، ایک محتاط اندازہ کے مطابق اِن کے ذریعہ 34 کروڑ لوگوں سے زائد افراد تک پیغام پہنچا۔

افریقہ کے 12 ممالک میں 37 ہسپتال و کلینک کام کررہے ہیں 48 مرکزی اور 34 مقامی ڈاکٹرز خدمات سرانجام دے رہے ہیں نیز ایک ڈینٹل کلینک کا لائبیریا میں اجراء ہوا ہے۔ افریقہ کے 11 ممالک میں 615 پرائمری و مڈل اسکول ہیں، جبکہ 10 ممالک میں 80 اسیکنڈری اسکول کام کررہے ہیں، نائیجر میں پہلے احمدیہ کلینک کا اجراء ہوٗا ہے۔

حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے پیش کردہ جماعت احمدیہ کی ترقیات کی ایک جھلک جو پیش کی گئی ہے اس بات پر گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر میدان میں جماعت کو ترقیات سے نواز رہا ہے۔ جماعت کے نفوس میں برکت عطا ہورہی ہے جماعت کے اموال میں برکت نازل ہورہی ہے۔ آخر پر خاکسار سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایمان افروز ایک اقتباس پیش کرکے اس مضمون کو ختم کرتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کردینگے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوئی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے یہ اٹھادے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سواے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اوران پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لوکہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔‘‘

(روحانی خزائن، جلد 20، تجلیات الٰہیہ، صفحہ 409)

......☆......☆......☆......

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2022ء

اسلامی پردہ اور اس کی ضرورت و اہمیت اور برکات

(محمد حمید کوثر، ناظر دعوت الی اللہ شمالی ہند قادیان)

اِسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے
اَے سونے والو جاگو! شمس الضّحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اَب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

قابل احترام صدرِ اجلاس و معزز سامعین کرام!

جماعت احمدیہ مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ دین اسلام ہر لحاظ سے کامل اور مکمل ہے۔ اس میں ہر اُس امر کا ذکر ہے جس کی کرۂ ارض پر بسنے والے انسانوں کو ضرورت تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا (سورۃ المائدہ آیت 4) آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔ یاد رہے کہ قرآن مجید کا کوئی حکم کسی مؤمن مرد اور عورت کیلئے باعث تکلیف اور پریشانی نہیں ہے بلکہ یہ سراسر رحمت ہے اور اس کو پاک کرنے کیلئے ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپؐ ہر زماں اور مکاں کے لوگوں کیلئے یہ اعلان کر دیں کہ قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا (سورۃ الاعراف آیت 159) کہ آپ کی رسالت ہر زماں اور مکاں کے انسانوں کیلئے ہے۔

ایک حقیقی مسلمان یہ ایمان و یقین رکھتا ہے کہ قرآن مجید ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اُس میں مذکور ہر حکم اس کے اپنے فائدے کیلئے ہے۔ خواہ اسکی حکمت اسے سمجھ آئے یا نہ آئے اور اُسکو یہ بھی یقین ہے کہ جو مسلمان قرآن مجید کے احکامات پر عمل نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل مؤاخذہ ٹھہرے گا۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں کہ:

’’میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 26)

جیسا کہ آپ نے سماعت فرمایا کہ خاکسار کی تقریر کا عنوان اسلامی حجاب کی ضرورت و اہمیت اور برکت ہے۔ سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ حجاب کی ضرورت کیا ہے؟ اس سوال کے جواب کیلئے عرض ہے کہ چند سال قبل خاکسار سے چنڈی گڑھ کی ایک مجلس میں ایک آزاد خیال صحافیہ نے سوال کیا کہ مسلمان عورتیں برقعہ کیوں پہنتی ہیں؟ اسکی ضرورت کیا ہے؟ دسمبر کا سرد مہینہ تھا اور اُس دن سردی بھی بہت زیادہ تھی۔ اُس صحافیہ نے گرم کوٹ اور گلے میں گرم چادر اوڑھ رکھی تھی۔ میں نے اُس صحافیہ سے سوال کیا کہ آپ نے اتنا لمبا گرم کوٹ اور گرم چادر کیوں اوڑھ رکھی ہے؟ اُس نے جواب دیا، سردی سے بچنے کیلئے۔ میں نے اُسے کہا جس طرح آپ کو سردی سے بچنے کے لئے گرم چادر اور لمبا کوٹ پہننے کی ضرورت ہے اسی طرح ایک مسلم خاتون گندی اور ناپاک نظروں سے بچنے کیلئے پردہ کرنے کی ضرورت محسوس کرتی ہے۔ پھر اس میں اعتراض کیا ہے؟ الحمد للہ اس جواب سے وہ مطمئن ہوگئیں۔

مالک کائنات نے عورت کے جسم میں ایک نسوانی جاذبیت اور مرد کے جسم میں مردانگی کشش رکھی ہے۔ ان دونوں کے درمیان ہمارے پیدا کرنے والے خدا نے حیا و شرم کو روک بنایا ہوا ہے۔ اسی لئے سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فَاِنَّ الۡحَیَاءَ مِنَ الۡاِیۡمَانِ (البخاری، کتاب الایمان) حیا (شرم) ایمان میں سے ہے۔ یہ بہت سی برائیوں کے ارتکاب کی راہ میں روک بن جاتی ہے اور جب کسی انسان میں یا کسی معاشرہ سے شرم و حیا کی روک ختم ہو جاتی ہے تو پھر شیطانیت اور فحاشت وبائی بیماری کی طرح پھیلنا شروع ہو جاتی ہے اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اِذَا لَمۡ تَسۡتَحِیۡ فَاصۡنَعۡ مَاشِئۡتَ (البخاری، کتاب الادب) جب حیا اٹھ جائے تو پھر انسان جو چاہے کرے۔ کسی نے فارسی میں بھی کہا ہے

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ عصر حاضر میں دنیا کے اکثر انسانوں سے شرم و حیا ختم ہو چکی ہے۔ ان کی آنکھوں میں شرم و حیا نہیں ہے اور ان کی حرکات و سکنات اس پر دلالت کرتی ہیں۔

مثال کے طور پر برطانیہ سے شائع ہونے والے میگزین ریویو آف ریلیجنز شمارہ اپریل 2022ء میں ایک مضمون زیر عنوان ’’Islam A Timeless Faith That Protects Women‘‘ شائع ہوا ہے۔ اسکے ایک اقتباس کا مفہوم یہ ہے کہ حال ہی میں ٹرانسپورٹ فار لندن (TFL) میں زیر زمین ٹرین نیٹ ورک پر پوسٹر لگائے گئے تھے جن میں مسافروں کو ناقابل قبول سماجی رویہ سے خبردار کیا گیا تھا۔ جیسے ٹرین میں داخل ہونے والے کو گھورنا، کسی کو جان بوجھ کر رگڑنا، نامناسب طریق سے چھونا، اپ اسکرٹنگ (کسی کے کپڑوں کے نیچے سے فوٹو کھینچنا) شامل ہے۔ TFL کی اس مہم کو بہت سراہا گیا کہ پبلک ٹرانسپورٹ پر خواتین کتنی بے چینی محسوس کرتی ہیں۔ مضمون نگار لکھتی ہیں کہ اس مہم کی خبروں نے مجھے خوش بھی کیا اور غم زدہ بھی۔ یہ اقدام فائدہ مند اور بہت ضروری ہیں کیونکہ 18 سے 24 سال کی برطانوی خواتین میں سے 97 فیصد نے اقوام متحدہ کی خواتین کے حالیہ سروے (سن 2021ء) میں ہراساں کئے جانے کا اعتراف کیا ہے۔ (بحوالہ ریویو آف ریلیجنز اپریل 2022ء)

حاضرین کرام! یہ سروے تو برطانیہ کے بارے میں ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کم و بیش ایسی صورت حال دنیا کے اکثر ممالک میں ہے۔ اکثر اخباروں، رسائل، ٹی وی کے اشتہارات پر نیم برہنہ لڑکیوں کی تصاویر شائع کی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اگر کسی چیز/ روڈکٹ پر ایسی تصاویر شائع نہ کی جائیں تو اس کی فروخت نہیں ہوگی اور یہ تصاویر اکثر نوجوانوں کی جنسی خواہشات کو انگیخت کرتی ہیں اور پھر یہ نوجوان بعض جنسی جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

اسلام نے ان تمام قسم کی جنسی بے راہ روی کے سد باب کے لئے ایک مؤمن مرد کو غض بصر اور ایک مؤمن عورت کو حجاب اور غض بصر کا حکم دیا ہے۔ ان سارے حقائق کے باوجود عصر حاضر میں نام نہاد اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں ’’اسلامی حجاب‘‘ کو شدید انتقادات کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اسلام مخالف ایک مخصوص طبقہ سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع کے ذریعہ ’’اسلامی حجاب‘‘ کو موضوع بحث بنا کر طرح طرح کے شکوک پیدا کرنے کی کوشش کرتا چلا جا رہا ہے اور ان کا مقصد مسلمان نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو ’’اسلامی حجاب‘‘ سے متنفر کر کے اس کو ترک کرنے پر اکسانا اور انگیخت کرنا ہے۔ تعجب تو یہ ہے بعض بحث کرنے والے مرد اور عورتوں کے نام مسلمانوں کے نام کی طرح ہوتے ہیں لیکن ان کی باتیں قرآن مجید اور اسلام کے صریحاً خلاف ہوتی ہیں۔ ایسے لوگ اسلام مخالف گروہ کو اسلام پر اعتراضات کے لئے مواد فراہم کرتے ہیں۔ ایسے منافقانہ افکار رکھنے والے نام نہاد سکالر اور مفکرین ہر زمانے میں اسلامی لبادہ اوڑھ کر قرآنی تعلیمات پر اعتراضات کر کے راسخ عقیدہ مسلمان مرد اور عورتوں کیلئے ابتلاء اور فتنہ کا موجب بنتے رہے ہیں۔ مگر ان کے گمراہ کن افکار و خیالات سے حقیقی مسلمان نہ کبھی متأثر ہوئے ہیں اور نہ کبھی آئندہ ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

قارئین کرام! دنیا کا تقریباً ہر مذہب کسی نہ کسی پہلو سے یہ تسلیم کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کی تخلیق کی ہے اور قرآن مجید نے تو اس مضمون کو بڑی وضاحت اور تکرار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو طِیۡن، نُطۡفَة، عَلَقَة، مُّضۡغَة اور عِظَام کے تخلیقی مراحل سے گزارنے کے بعد احسن تقویم یعنی موزوں سے موزوں حالت میں پیدا کیا ہے۔

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی کاریگر یا صنّاع کوئی مشین بناتا یا ایجاد کرتا ہے تو وہ اس مشین کو استعمال کرنے کیلئے کچھ راہ نما اصول مقرر کرتا ہے جن کو بروئے کار لا کر اسے صحیح اور درست رکھا جا سکتا ہے لیکن اگر ان اصولوں کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو مشین میں خرابی پیدا ہونے کا امکان رہتا ہے۔ اس مثال سے سمجھا جا سکتا ہے کہ انسان کی تخلیق کرنے والے یعنی اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کو معاشرہ میں صحیح طور پر روحانی اور جسمانی کردار ادا کرنے کیلئے کچھ سنہرے اصول تجویز فرمائے ہیں، جن پر عمل کرنا ہر اس انسان کا فرض ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلام پر ایمان رکھتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ مرنے کے بعد انہی تعلیمات پر عمل کرنے یا نہ کرنے کے بارہ میں اس کا محاسبہ ہوگا۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ بھی فرمایا ہے کہ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤی (سورہ طٰہٰ: 20 آیت 2) ترجمہ: ہم نے تجھ پر قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ تو دکھ میں مبتلاء ہو۔

قارئین کرام! قرآنی تعلیمات میں سے ایک یہ ہے کہ ہر مؤمن مرد اور عورت غض بصر یعنی اپنی آنکھوں کو نیچا رکھے اور مؤمن عورتوں کو یہ حکم ہے کہ وہ اسلامی حجاب یعنی پردہ کریں۔ جن آیات قرآنیہ میں حجاب کا ذکر ہے وہ حسب ذیل ہیں:

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَیَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ؕ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ○ وَقُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ وَیَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَہُنَّ وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنۡہَا وَلۡیَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِہِنَّ عَلٰی جُیُوۡبِہِنَّ ۪ وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ

(سورۃ النور: 24 آیت 31، 32)

مؤمنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ بات ان کیلئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔ یقیناً اللہ، جو وہ کرتے ہیں، اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

اور مؤمن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اسکے کہ جو اس میں سے ازخود ظاہر ہو اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں۔

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ قُلۡ لِّاَزۡوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ یُدۡنِیۡنَ عَلَیۡہِنَّ مِنۡ جَلَابِیۡبِہِنَّ ؕ ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَنۡ یُّعۡرَفۡنَ فَلَا یُؤۡذَیۡنَ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا

(سورۃ الاحزاب: 33 آیت 60)

اے نبی! تُو اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مؤمنوں کی عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی چادروں کو

اپنے اوپر جھکا دیا کریں۔ یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور انہیں تکلیف نہ دی جائے اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اوّل الذکر سورۃ النور کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مؤمن مردوں اور عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ قارئین کرام! یہ قرآن مجید کی ایک عظیم الشان صداقت کا ثبوت ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا ہر لفظ خالق کائنات کی طرف سے نازل شدہ ہے جسکی حکمت اپنے وقت پر ظاہر ہوتی چلی جارہی ہے۔ غضِ بصر یعنی آنکھیں نیچی رکھنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دیا ہے اور آج اغیار بھی یہ تسلیم کررہے ہیں کہ اکثر برائیوں کی ابتداء نظروں کے ملنے اور اسکے غلط استعمال سے ہوتی ہے۔ چنانچہ عصر حاضر میں Body language اور Eye Signal کے موضوع پر بہت سی کتابیں اور مضامین لکھے گئے ہیں جن میں نظر اور آنکھوں کے ذریعہ خرابیاں پیدا ہونے کے بارہ میں لکھا گیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ بعض تجسس اور جاسوسی کرنے والے کسی دوسرے کی آنکھ کو دیکھ کر اُسکی دماغی حالت کا اندازہ لگا لیتے ہیں اور اسی وجہ سے یہ دیکھا جاتا ہے کہ بڑے بڑے سربراہان کی حفاظت پر مامور عملہ گہری عینک لگا کر رکھتا ہے تاکہ ان کی نظروں اور آنکھوں سے کچھ نہ اخذ کیا جاسکے نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مسمریزم کی ابتداء نظروں اور آنکھوں کے ذریعہ ہی ہوتی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں فرمایا ہے یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ (سورۃ المؤمن: آیت 20) یعنی وہ (اللہ تعالیٰ) آنکھوں کی خیانت کو بھی جانتا ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ظاہر ہے کہ آنکھوں کی بھی خیانت ہوتی ہے جس کے بداثرات پیدا ہوتے ہیں۔

قارئین کرام! قرآن مجید کو سمجھنے کیلئے قرآن مجید ہی کافی اور وافی ہے لیکن بعض آیات جو تفسیر اور وضاحت کا تقاضا کرتی ہیں ان کی اصل تفسیر تو وہی ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے خود بیان فرمائی ہے اور عصر حاضر میں آپ کی بعثت ثانیہ کے مظہر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے بیان فرمائی اور آپؑ کے بعد آپؑ کے خلیفۂ بیان فرماتے ہیں۔ یہی وہ صحیح اصول ہے جو قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرنے کیلئے ہے، اگر اس قاعدہ کو تسلیم نہ کیا جائے اور ہر مسلمان کا فرقہ اپنی مرضی اور مفاد کے مطابق قرآنی احکام کی تفسیر بیان کرے تو پھر اکثر احکام کی 72 یا 73 تفسیریں بن جائیں گی اور مخالفین اسلام اسے مضحکہ خیز مذہب قرار دیں گے اور عصر حاضر میں انہی اختلافات کے رونما ہونے کے اندیشے کے پیش نظر اور اسکے مستقل حل کیلئے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ ’’حضرت مسیح و مہدی علیہ السلام کسی بھی اختلافی مسئلہ میں فیصلہ کیلئے حکم اور عدل ہوں گے‘‘ قرآنی احکام میں ان کا اور ان کے بعد خلفاء کرام کا فیصلہ حتمی اور یقینی ہوگا۔

حجاب و غضِ بصر کے بارے میں
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات

حجاب اور غضِ بصر (نظر کو نیچی رکھنے کی) حکمت و افادیت کے بارے میں حضرت امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا کی پاک کتاب میں دونوں مرد اور عورت کیلئے یہ تعلیم فرمائی گئی ہے......ایماندار عورتوں کو کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کے دیکھنے سے بچائیں اور اپنے کانوں کو بھی نامحرموں سے بچائیں یعنی ان کی پرشہوت آوازیں نہ سنیں اور اپنے ستر کی جگہ کو پردہ میں رکھیں اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہوکر سر پر آجائے یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں اور اپنے پیروں کو زمین پر ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں۔‘‘ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن، جلد 10 صفحہ 341، 342)

’’قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غضِ بصر کریں۔ جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں تو محفوظ رہیں گے......اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جاوے۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کیلئے پڑے اُن کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے، وہ بیشک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔‘‘ (ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ، جلد 1، صفحہ 297 مطبوعہ قادیان 2003)

نامحرم عورتوں کو آزادی سے
دیکھنے کے خطرات کے بارہ میں
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آزادانہ طور پر نامحرم عورتوں کو دیکھتے رہنے کے امکانی خطرات کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’ہر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہیں چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابا نظر اُٹھا کر دیکھ لیا کرے بلکہ اس کیلئے اس تمدنی زندگی میں غضِ بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے اسکی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آجائے گی۔‘‘ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، سورۃ النور، جلد 6 صفحہ 94)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک
شرعی اسلامی پردہ

اسلامی حجاب کی شکل کیا ہو؟ ہر ایک اپنی سوچ کے مطابق اس پر بحث کر رہا ہے۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو حکم اور عدل فرمایا۔ کسی بھی قرآنی و اسلامی تعلیم کے بارے میں آپ کی تفسیر و تشریح حتمی اور یقینی ہوگی۔ چنانچہ ’’شرعی پردہ‘‘ کے بارے میں آپؑ نے فرمایا کہ:

’’شرعی پردہ یہ ہے کہ چادر کو حلقہ کے طور پر کر کے اپنے سر کے بالوں کو کچھ حصہ پیشانی اور زنخدان کے ساتھ بالکل ڈھانک لیں اور ہر ایک زینت کا مقام ڈھانک لیں۔ مثلاً منہ پر ارد گرد اس طرح پر چادر ہو کہ صرف آنکھیں اور ناک تھوڑا سا ننگا ہو اور باقی اس پر چادر آجائے۔ اس قسم کے پردہ کو انگلستان کی عورتیں آسانی سے برداشت کرسکتی ہیں اور اس طرح پر سیر کرنے میں کچھ حرج نہیں آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔‘‘

(ریویو آف ریلیجنز جلد 4، نمبر 1 صفحہ 17، ماہ جنوری 1905ء، بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد سوم، صفحہ 446، بحوالہ خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 101)

’’اسلامی پردہ‘‘ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور ارشاد کا ذکر کرتے ہوئے حضرت نواب محمد علی خاں صاحب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

’’ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پردہ کے متعلق دریافت کیا اس وقت میں ایک کام کیلئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس وقت صرف میں اور حضرت صاحب ہی تھے اور یہ اس مکان کا صحن تھا جو حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب (رضی اللہ عنہ) کے رہائشی مکان کا صحن تھا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب (رضی اللہ عنہ) کے جنوبی جانب بڑے کمرے کی چھت پر تھا۔ حضرت اس وقت وہاں تشریف رکھتے تھے۔ حضور نے دستار کے شملہ سے مجھے ناک کے نیچے کا حصہ اور منہ چھپا کر بتلایا کہ اس طرح ہونا چاہئے۔ گویا آنکھیں کھلی رہیں اور باقی سب ڈھکا رہے۔‘‘ (الفضل مورخہ 14 رفروری 1938ء، اصحاب احمد، جلد دوم صفحہ 222 سیرت حضرت نواب محمد علی خاں صاحبؓ)

پس حضرت مسیح موعودؑ کی مذکورہ وضاحت کے بعد پردہ (حجاب اسلامی) کی شکل کے بارے میں کوئی ابہام باقی نہیں رہتا۔

حضرت مصلح موعودؓ کے نزدیک خواتین کے
کام کی نوعیت کے لحاظ سے پردہ میں تخفیف

ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں 23 رفروری 1928ء کو پردہ سے متعلق بذریعہ خط استفسار کیا جس میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مفصل مکتوب تحریر فرمایا تھا جس میں قرآن و حدیث کی روشنی میں صحیح اسلامی پردہ کی وضاحت کرتے ہوئے یہ معتدل مسلک پیش فرمایا کہ

’’پردے کا قرآن کریم نے ایک اصل بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت کیلئے پردہ ضروری ہے اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (یعنی سوائے اسکے جو آپ ہی آپ ظاہر ہو) آپ ہی آپ ظاہر ہونے والی موٹی چیزیں تو دو ہیں یعنی قد اور جسم لیکن عقلاً یہ بات ظاہر ہے کہ عورت کے کام کے لحاظ سے یا وقت کے لحاظ سے جو چیز آپ ہی آپ ظاہر ہو وہ پردے میں داخل نہیں۔ چنانچہ اسی حکم کے ماتحت طبیب عورتوں کی نبض دیکھتا ہے۔ بیماری مجبور کرتی ہے، کہ اس چیز کو ظاہر کر دیا جائے۔ اگر مُنہ پر کوئی جلدی بیماری ہے تو طبیب مُنہ بھی دیکھے گا، اگر اندرونی بیماری ہے تو زبان دیکھے گا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک جنگ میں ہم پانی لاتی تھیں اور ہماری پنڈلیاں ننگی ہو جاتی تھیں۔ اُس وقت پنڈلیوں کا ننگا ہونا قرآن کریم کے خلاف نہ تھا بلکہ اس قرآنی حکم کے مطابق تھا۔ جنگی ضرورت کے لحاظ سے ضروری تھا کہ عورتیں کام کرتیں......اسی اصل کے ماتحت اگر کسی گھرانے کے شغل ایسے ہوں کہ عورتوں کو باہر کھیتوں پر یا میدانوں میں کام کرنا پڑے تو اُن کیلئے آنکھوں اور ان کے اردگرد کا علاقہ کھلا ہونا نہایت ضروری ہوگا۔ پس اِلَّا مَا ظَهَرَ کے تحت ماتھے سے لے کر مُنہ تک کا حصّہ کھولنا اُن کیلئے بالکل جائز ہوگا اور پردہ کے حکم کے مطابق بغیر اسکے کھولنے کے وہ کام نہیں کرسکتیں اور جو ضروریاتِ زندگی کیلئے اور ضروریاتِ مصیبت کیلئے کھولنا پڑتا ہے بشرطیکہ وہ مصیبت جائز ہو اس کا کھولنا پردے کے حکم میں شامل ہی ہے لیکن جس عورت کے کام اُسے مجبور نہیں کرتے کہ وہ کھلے میدانوں میں نکل کر کام کرے اُسکا مُنہ اُس پردے میں شامل ہے۔‘‘

(اَلْاَزْهَارُ لِذَوَاتِ الْخِمَارِ یعنی اوڑھنی والیوں کیلئے پھول، صفحہ 201)

خواتین کے کام کے اعتبار سے
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی نصائح

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے طبی میدان میں بنی نوع انسان کی خدمت کرنے والی خواتین کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ

’’لیڈی ڈاکٹر ہیں۔ مریضوں کی دکھ بھال کرنے والی خواتین ہیں۔ اسلام کی تعلیم کے مطابق ان کے پردے کا معیار نسبتاً مختلف اور نرم ہے۔ ہاں جب وہ ان کاموں سے فارغ ہوکر اپنے گھروں کی عام زندگی میں لوٹتی ہیں تو ان کا فرض ہے کہ نسبتاً زیادہ سختی سے پردہ اختیار کریں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کام کے کپڑے اور ہوتے ہیں اور جب انسان گھر میں آکر روزمرہ کی زندگی اختیار کرتا ہے تو وہ کام کے کپڑے اتار دیتا ہے اور دوسرے کپڑے پہن لیتا ہے۔ پس اسلام میں بھی یہی طریق جاری رہنا چاہئے۔ اگر کام کے تقاضے اور کام کے کپڑے آپ کو نسبتاً نرم پردہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں تو اسلام اس کی اجازت دیتا ہے بشرطیکہ آپ حیا کی چادر میں لپٹی ہوئی ہوں۔ لیکن اس کے بعد روزمرہ کی زندگی میں یہی طریق اختیار کرنا درست نہیں ہے۔ انگلستان اور امریکہ وغیرہ میں ہم نے دیکھا ہے کہ مزدور بالکل اور کپڑے پہن کر کام پر جاتے ہیں اور جب واپس آتے ہیں تو صاف ستھرے، کوٹ پتلون پہنے اور نکٹائی لگائے باہر نکلتے ہیں اور پہچانے نہیں جاتے کہ یہ وہی لوگ ہیں۔ اس لئے آپ بھی اپنے معاشرے میں اسی قسم کی مناسب حال تبدیلیاں پیدا کیا کریں۔ پھر آپ پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔‘‘

(خطبات طاہر، جلد اوّل صفحہ 364، 365)

اسلامی حجاب پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ پردہ مسلم عورت کی ترقی میں روک ہے۔ ایسے معترضین سے یہ سوال ہے کہ دنیا میں کروڑوں ایسی خواتین ہیں

جو جھونپڑیوں، پسماندہ بستیوں، جنگلوں میں رہتی ہیں حجاب اور پردہ تو درکنار ان کے جسم پر تو تن ڈھانپنے کیلئے پورے کپڑے بھی نہیں ہوتے کیا وہ دنیا میں کوئی نمایاں ترقی کر گئیں ہیں؟

اس اعتراض کا اگر اختصار سے جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ’’اسلامی حجاب‘‘ کے بارے میں جو آیات قرآن مجید میں نازل ہوتیں تھیں ان کی پہلی مخاطب امہات المومنین رضی اللہ عنہا تھیں۔ وہ پردے کی رعایت سے مسجد میں نماز کی ادائیگی کیلئے جاتی تھیں۔ رمضان المبارک میں اعتکاف بیٹھتی تھیں۔ حج وعمرہ کے مناسک ادا کرتی تھیں۔ پردے کی رعایت سے مسلمانوں کے علمی اور دینی سوالات کے جوابات دیتی تھیں۔ مسلمانوں کے دوش بدوش غزوات میں شریک ہوتی تھیں۔ چنانچہ وقت کی رعایت سے صرف دو واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ اُحُدٍ اِنْھَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلَقَدْ رَاَیْتُ عَآئِشَۃَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ اُمَّ سُلَیْمٍ وَّ اِنَّھُمَا ...... تَنْقُضَانِ الْقِرَبَ وَ قَالَ غَیْرُہٗ تَنْقُلَانِ الْقِرَبَ عَلٰی مُتُوْنِھِمَا ثُمَّ تُفْرِغَانِھَا فِیْ اَفْوَاہِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَاٰنِھَا ثُمَّ تَجِیْئَانِ فَتُفْرِغَانِھَا فِیْ اَفْوَاہِ الْقَوْمِ۔ (البخاری، کتاب الجہاد)

حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ جب احد کے دن لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کے ہٹ گئے تو میں نے عائشہ بنت ابی بکر اور ام سلیم کو دیکھا کہ یہ دونوں پانی کی مشکیں اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے لاتی تھیں، پیاسے لوگوں کے منہ میں ڈال دیتی تھیں، پھر لوٹ جاتی تھیں اور ان کو بھرتی تھیں، پھر آتی تھیں اور ان کو پیاسے لوگوں کے منہ میں ڈالتی تھیں۔

عَنِ الرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَسْقِیْ وَ نُدَاوِی الْجَرْحٰی وَنَرُدُّ الْقَتْلٰی اِلَی الْمَدِیْنَۃِ۔

(البخاری، کتاب الجہاد)

ربیع بنت معوذ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جاتی تھیں اور پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں اور زخمیوں اور مقتول لوگوں کو اٹھا کے مدینہ لاتی تھیں۔

ابھی حال ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت ابو بکرؓ کے عہد خلافت کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک جنگ میں کچھ مسلمان عورتوں کو دشمن کی فوج نے گرفتار کر لیا۔ اُن میں حضرت خولہؓ بھی تھیں۔ ان مسلمان عورتوں میں سے اکثر بہادر، تجربہ کار شہ سوار اور ہر قسم کی جنگ جانتی تھیں۔ یہ آپس میں جمع ہوئیں اور حضرت خولہؓ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے جوش غیرت دلایا اور حمیت کو بڑھایا نیز خیموں کے ستونوں کی مدد سے زنجیر کی کڑیوں کی مانند دشمن پر حملہ کیا۔ رومی ان عورتوں کی جرأت اور بہادری دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اسی دوران حضرت خالدؓ کی سرکردگی میں مسلمان فوج وہاں پہنچ گئی اور دشمن کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

(بحوالہ خطبہ جمعہ مؤرخہ 2/ستمبر 2022ء)

یہ تھی اسلامی پردہ میں ملبوس مسلمان خواتین کی بہادری اور ان مخالفین اسلام کیلئے جواب جو یہ کہتے ہیں کہ اسلامی حجاب مسلم عورت کی ترقی میں روک ہے۔

الحمد للہ عصر حاضر میں بھی احمدی لڑکیاں اور خواتین اسلامی حجاب میں رہتے ہوئے اعلیٰ تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ ’’لجنہ اماء اللہ‘‘ کی تنظیم اس کی اعلیٰ مثال ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نصرہ اللہ تعالیٰ کا اسلامی حجاب کی اہمیت کے بارے میں ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نصرہ اللہ تعالیٰ اسلامی حجاب کی افادیت واہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’مَیں سمجھتا ہوں کہ اس مضمون کو کھولنے کی مزید ضرورت ہے کیونکہ بعض خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابھی بہت سے ایسے ہیں جو اس حکم کی اہمیت کو یعنی پردے کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ کوئی کہہ دیتا ہے کہ اسلام اور احمدیت کی ترقی کیلئے کیا صرف پردہ ہی ضروری ہے؟ کیا اسلام کی ترقی کا انحصار صرف پردہ پر ہی ہے؟ کئی لوگ کہنے لگ جاتے ہیں کہ یہ فرسودہ باتیں ہیں، پرانی باتیں ہیں اور ان میں نہیں پڑنا چاہئے، زمانے کے ساتھ چلنا چاہئے۔ گو جماعت میں ایسے لوگوں کی تعداد بہت معمولی ہے لیکن زمانے کی رَو میں بہنے کے خوف سے دل میں بے چینی پیدا ہوتی ہے اور اس معمولی چیز کو بھی معمولی نہیں سمجھنا چاہئے۔

ایسے لوگوں کو میرا ایک جواب یہ ہے کہ جس کام کو کرنے یا نہ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے اور اس کامل اور مکمل کتاب میں اس بارہ میں احکام آ گئے ہیں اور جن اوامر ونواہی کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں بتا چکے ہیں کہ یہ صحیح اسلامی تعلیم ہے تو اب اسلام اور احمدیت کی ترقی اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔ چاہے اسے چھوٹی سمجھیں یا نہ سمجھیں اور یہ آخری شرعی کتاب جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتاری ہے اسکی تعلیم کبھی فرسودہ اور پرانی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے جن کے دلوں میں ایسے خیالات آتے ہیں وہ اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور استغفار کریں۔

ان آیات میں جن باتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کو مَیں مزید کھولتا ہوں۔ سب سے پہلے تو مردوں کو حکم ہے کہ غضِ بصر سے کام لیں۔ یعنی اپنی آنکھ کو اس چیز کو دیکھنے سے روکے رکھیں جسکا دیکھنا منع ہے۔ یعنی بلا وجہ نامحرم عورتوں کو نہ دیکھیں۔ جب بھی نظر اٹھا کر پھریں گے تو پھر تجسس میں آنکھیں پیچھا کرتی چلی جاتی ہیں اس لئے قرآن شریف کا حکم ہے کہ نظریں جھکا کے چلو۔ اسی بیماری سے بچنے کیلئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نیم وا آنکھوں سے چلو۔ یعنی ادھ کھلی آنکھوں سے، راستوں پر پوری آنکھیں پھاڑ کر نہ چلو۔ بند بھی نہ ہوں کہ ایک دوسرے کو ٹکریں مارتے پھرو۔ لیکن اتنی کھلی ہوں کہ کسی بھی قسم کا تجسس ظاہر نہ ہوتا ہو کہ جس چیز پر ایک دفعہ نظر پڑ جائے پھر اسکو دیکھتے ہی چلے جانا ہے۔ نظر کس طرح ڈالنی چاہئے اسکی آگے حدیث سے وضاحت کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے علامہ طبری کا جو بیان ہے وہ پیش کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ غض بصر سے مراد اپنی نظر کو ہر اس چیز سے روکنا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔

(تفسیر الطبری، جلد 18، صفحہ 116، 117)

تو مردوں کیلئے تو پہلے ہی حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو اور اگر مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں گے تو بہت سی برائیوں کا تو یہیں خاتمہ ہو جاتا ہے۔

(خطبات مسرور، جلد 2، صفحہ 85، 86)

ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مؤمن کہلانے والے مرد و عورت کو قرآن مجید کی ہر تعلیم پر کماحقہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے اسی میں اس کیلئے خیر وفلاحِ دارین ہیں۔

و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

......☆......☆......☆......

اسلام سے نہ بھاگو! راہِ ھُدیٰ یہی ہے

منظوم کلام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اسلام سے نہ بھاگو! راہِ ھُدیٰ یہی ہے — اے سونے والو جاگو! شمس الضُحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا — اَب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے
وہ دِلستاں نہاں ہے کس رَاہ سے اُس کو دیکھیں — اِن مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے
باطن سِیہ ہیں جن کے اِس دیں سے ہیں وہ منکر — پر اَے اندھیرے والو! دِل کا دِیا یہی ہے
دنیا کی سب دُکانیں ہیں ہم نے دیکھی بھالیں — آخر ہوا یہ ثابت دَارُالشفا یہی ہے
سب خشک ہوگئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے — ہر طرف میں نے دیکھا بُستاں ہرا یہی ہے
دنیا میں اِس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت — پی لو تم اِس کو یارو آبِ بقا یہی ہے
اِسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج — پر دیکھتے نہیں ہیں دُشمن بَلا یہی ہے
جب کُھل گئی سچائی پھر اُس کو مان لینا — نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے
جس آریہ کو دیکھیں تہذیب سے ہے عاری — کِس کِس کا نام لیویں ہر سُو وَبا یہی ہے
لیکھو کی بدزبانی کارد ہوئی تھی اُس پر — پھر بھی نہیں سمجھتے حمق و خطا یہی ہے
اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا — آخر خدا کے گھر میں بَد کی سزا یہی ہے
یوسف تو سُن چکے ہو اِک چاہ میں گرا تھا — یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے
اِسلام کے محاسن کیونکر بیاں کروں میں — سب خشک باغ دیکھے پھولا پھلا یہی ہے
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا — نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر — لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے — اُس پر ہر اک نظر ہے بدرالدّجیٰ یہی ہے
دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں — قرآں کے گِرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے
جس کی دُعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر — ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے
اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دُکھانا — گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے
اِس دیں کی شان و شوکت یارب مجھے دکھادے — سب جھوٹے دیں مٹادے میری دُعا یہی ہے
کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق — اِس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 449 تا 459)

......☆......☆......☆......

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2022ء

نماز باجماعت اور تلاوت قرآن کریم کی اہمیت و برکات

(مظفر احمد ناصر، ناظر اصلاح وارشاد شمالی ہند قادیان)

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (سورۃ النساء آیت 104)

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۚ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت 79)

وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (سورۃ الروم آیت 32)

قابل احترام صدر اجلاس اور معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خاکسار کی تقریر کا عنوان ہے "نماز باجماعت اور تلاوت قرآن کریم کی اہمیت و برکات"

خاکسار نے ابتداء میں جن آیات کریمہ کی آپ کے سامنے تلاوت کی ہے، ان کا ترجمہ یہ ہے کہ:

یقیناً نماز مومنوں پر ایک وقت مقرّرہ کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔ سورج کے ڈھلنے سے شروع ہو کر رات کے چھا جانے تک نماز کو قائم کر اور فجر کی تلاوت کو اہمیت دے۔ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اُس کی گواہی دی جاتی ہے اور نماز کو قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو۔

معزز سامعین! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز کی فضیلت و اہمیت کے متعلق جو احکامات بیان فرمائے ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز قائم کرنے والوں کو اللہ نے عظیم الشان بشارات سے نوازا ہے، ان کیلئے بڑے بڑے انعامات کا وعدہ ہے اور اس میں سستی اختیار کرنے والوں کیلئے اللہ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ نماز متقیوں کی نشانی ہے کیونکہ متقی ہی دراصل نماز کو قائم کرتے ہیں۔ نماز وقت پر ادا کی جانے والی سب سے اہم عبادت ہے۔ نماز بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔ نماز سے اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری اور اسکے احکام کی بجا آوری اور اسکی راہ میں مالی قربانیوں کی توفیق ملتی ہے۔ نماز خدا کو یاد کرنے اور اسکا شکر ادا کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ اور اسکا رسول اور مومن نماز قائم کرنے والوں کو اپنا دوست رکھتے ہیں۔

قیامِ نماز سے حسنات کی توفیق ملتی ہے اور حسنات سیّئات کو دور کر دیتی ہے۔ نماز قائم کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہ انہیں کسی بات کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ نماز قائم کرنے والے اللہ کے گھر یعنی مسجد کو آباد کرتے ہیں اور وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ نماز انسان کو شرک اور کفر سے بچاتی اور اخلاق وعادات کو درست کرتی ہے۔

اسلام کی بنیاد جن پانچ ارکان پر قائم ہے ان میں دوسرا اہم رکن نماز ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے۔ فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہو گیا اور اس نے نجات پالی۔ اگر یہ حساب خراب ہوا تو وہ ناکام ہو گیا اور گھاٹے میں رہا۔ آپ ﷺ کی شدید خواہش تھی کہ آپ کی امت بھی نماز پر کاربند ہو جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا جس طرح ہر روز پانچ مرتبہ نہانے والے کے جسم میں میل کچیل نہیں رہ سکتی اسی طرح پانچ نمازیں روحانی پاکیزگی کی ضمانت ہیں۔ آپؐ نے فرمایا جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کی تاکید کرو اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر سختی کرو۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ لوگ نماز باجماعت ترک کرنے سے باز آجائیں، ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا۔ پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔

معزز سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی سایہ رحمت میں جگہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ضرور بتایئے۔ آپ نے فرمایا دل نہ چاہنے کے باوجود خوب اچھی طرح وضو کرنا اور مسجد میں دور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے استغفار ہے اور درود شریف، تمام وظائف اور اَوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر قسم کے غم وہم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتی ہیں۔

آنحضرت ﷺ کو اگر ذرا بھی غم پہنچتا تو آپؐ نماز کیلئے کھڑے ہو جاتے اور اسی لیے فرمایا ہے أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ اطمینان وسکینت قلب کیلئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں...... میرے نزدیک سب وظیفوں سے بہتر وظیفہ نماز ہی ہے۔ نماز ہی کو سنوار سنوار کر پڑھنا چاہئے اور سمجھ سمجھ کر پڑھو اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے لیے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو۔ اس سے تمہیں اطمینان قلب حاصل ہوگا اور سب مشکلات خدا تعالیٰ چاہے گا تو اسی سے حل ہو جائیں گی۔ نماز یاد الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اس لیے فرمایا ہے أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ (طٰہٰ:15)

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 311 مطبوعہ قادیان 2003)

نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"نماز ایسی شئے ہے کہ اسکے ذریعہ سے آسمان انسان پر جھک پڑتا ہے۔ نماز کا حق ادا کرنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ میں مر گیا اور اسکی روح گداز ہو کر خدا کے آستانہ پر گر پڑی ہے...... جس گھر میں اس قسم کی نماز ہوگی وہ گھر کبھی تباہ نہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر نوحؑ کے وقت میں یہ نماز ہوتی تو وہ قوم کبھی تباہ نہ ہوتی۔ حج بھی انسان کیلئے مشروط ہے۔ روزہ بھی مشروط ہے۔ زکوٰۃ بھی مشروط ہے مگر نماز مشروط نہیں۔ سب ایک سال میں ایک ایک دفعہ ہیں مگر اس کا حکم ہر روز پانچ دفعہ ادا کرنے کا ہے۔ اس لئے جب تک پوری پوری نماز نہ ہوگی تو وہ برکات بھی نہ ہوں گی جو اس سے حاصل ہوتی ہیں اور نہ اس بیعت کا کچھ فائدہ حاصل ہوگا۔" (ایضاً صفحہ 627)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو، آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو"

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19 صفحہ 15)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

نماز ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک قوم اسلام لائی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہمیں نماز معاف فرما دی جائے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں۔ مویشی وغیرہ کے سبب کپڑوں کا کوئی اعتماد نہیں ہوتا اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے۔ تو آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو جب نماز نہیں، تو ہے ہی کیا؟ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔

نماز کیا ہے؟ یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اس سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔ کبھی اسکی عظمت اور اسکے احکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال مذلّت اور فروتنی سے اسکے آگے سجدے میں گر جانا۔ اس سے اپنی حاجات کا مانگنا۔ یہی نماز ہے۔ ایک سائل کی طرح کبھی اُس مسئول کی تعریف کرتا ہے کہ تو ایسا ہے، تو ایسا ہے۔ اس کی عظمت اور جلال کا اظہار کر کے اس کی رحمت کو جنبش دلانا پھر اس سے مانگنا۔ پس جس دین میں یہ نہیں، وہ دین ہی کیا ہے...... پھر جو شخص نماز ہی سے فراغت حاصل کرنی چاہتا ہے اس نے حیوانوں سے بڑھ کر کیا کیا؟ وہی کھانا پینا اور حیوانوں کی طرح سو رہنا۔ یہ تو دین ہرگز نہیں۔ یہ سیرت کفار ہے بلکہ جو دم غافل وہ دم کافر والی بات بالکل راست اور صحیح ہے۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود، جلد 3، صفحہ 210 تا 212 مطبوعہ ربوہ طبع جدید)

نیز آپ علیہ السلام نماز باجماعت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں۔ وہ تمیز جس سے خودی اور خودغرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے۔ پھر اسی وحدت کیلئے حکم ہے کہ روزانہ نمازیں محلہ کی مسجد میں اور ہفتہ کے بعد شہر کی مسجد میں اور پھر سال کے بعد عیدگاہ میں جمع ہوں اور کل زمین کے مسلمان سال میں ایک مرتبہ بیت اللہ میں اکٹھے ہوں۔ ان تمام احکام کی غرض وہی وحدت ہے۔" (لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 281-282)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نماز باجماعت کے تعلق میں فرماتے ہیں:

"نماز باجماعت کی ضرورت کو عام طور پر مسلمان بھول گئے ہیں اور یہ ایک بڑا موجب مسلمانوں کے تفرقہ اور اختلاف کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عبادت میں بہت سی شخصی اور قومی برکتیں رکھی تھیں مگر افسوس کہ مسلمانوں نے انہیں بھلا دیا۔ قرآن کریم نے جہاں بھی نماز کا حکم دیا نماز باجماعت کا حکم دیا ہے۔ خالی نماز پڑھنے کا کہیں بھی حکم نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز باجماعت اہم اصول دین میں سے ہے بلکہ قرآن کریم کی آیات کو دیکھ کر کہ جب بھی نماز کا حکم بیان ہوا ہے نماز باجماعت کے الفاظ میں ہوا ہے۔ تو صاف طور پر نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن کریم کے نزدیک نماز صرف تبھی ادا ہوتی ہے کہ باجماعت ادا کی جائے۔ سوائے اس کے کہ ناقابل علاج مجبوری ہو۔ پس جو کوئی شخص بیماری یا شہر سے باہر ہونے یا نسیان یا دوسرے مسلمان کے موجود نہ ہونے کے عذر کے سوا نماز باجماعت کو ترک کرتا ہے خواہ وہ گھر پر نماز پڑھ بھی لے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ اور وہ نماز کا تارک سمجھا جائے گا۔"

(تفسیر کبیر، جلد اوّل، صفحہ 105، مطبوعہ انگلستان)

حضرت مصلح موعودؓ نماز باجماعت کو تربیت اولاد کا بہترین ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"نماز باجماعت کی عادت ڈالو اور اپنے بچوں کو بھی اس کا پابند بناؤ کیونکہ بچوں کے اخلاق وعادات کی درستی اور اصلاح کیلئے میرے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر نماز باجماعت ہی ہے۔ مجھے اپنی زندگی میں اتنے لوگوں سے ملنے اور مختلف حالات کی جانچ پڑتال کا موقع ملا ہے اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے میری طبیعت کو ایسا حساس بنایا ہے کہ سو سال کی عمر پانے والے بھی اپنی عمر کے تجربوں کے بعد دنیا کی اونچ نیچ اور اچھے برے کو اتنا محسوس نہیں کر سکتے جتنا میں محسوس کر سکتا ہوں اور میں نے اپنے تجربہ میں نماز باجماعت سے بڑھ کر کوئی چیز نیکی کیلئے ایسی موثر نہیں دیکھی۔"

(تفسیر کبیر، جلد 7، صفحہ 642)

حضرت مصلح موعودؓ کا اولاد کی تربیت کے معاملہ میں ایک انتباہ

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’بڑا آدمی اگر خود نماز با جماعت نہیں پڑھتا تو وہ منافق ہے مگر وہ لوگ جو اپنے بچوں کو نماز با جماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے، وہ ان کے خونی اور قاتل ہیں۔ اگر ماں باپ بچوں کو نماز با جماعت کی عادت ڈالیں تو کبھی ان پر ایسا وقت نہیں آسکتا کہ یہ کہا جا سکے کہ انکی اصلاح ناممکن ہے اور وہ قابل علاج نہیں رہے۔‘‘ (تفسیر کبیر، جلد 7، صفحہ 652)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ قبل از خلافت جلسہ سالانہ میں خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’تاریخ اسلام سے ثابت ہے کہ جب تک امت مسلمہ نے خدا کے گھروں یعنی مساجد کو آباد رکھا، امت مسلمہ کے گھر آباد رہے اور گلستانِ احمد پر بہار ہی بہار تھی لیکن جب سے مساجد کو ویران چھوڑ کر گھروں کو آباد کیا گیا، طرح طرح کی ویرانیوں اور ہلاکتوں نے امت کو آگھیرا۔ پس قیام نماز ہی میں امت مسلمہ کی زندگی اور جان ہے اور مساجد کی آبادی ہی سے در حقیقت ہمارے گھروں کی آبادی ہے۔ یہ ایک اجتماعی اور ملی فریضہ ہے جس میں ہم سب برابر کے ذمہ دار اور برابر کے شریک ہیں......

پھر آپ احمدی خواتین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’وہ عورتیں جن پر مساجد میں پہنچنا فرض نہیں، وہ اپنے خاوندوں اور بچوں اور بھائیوں کو اوقات نماز میں گھروں میں نہ بیٹھنے دیں اور خود چین سے نہ بیٹھیں جب تک کہ نمازوں کے اوقات میں ان کے اپنے گھر خالی اور خدا کے گھر آباد نہ ہوں۔ اس زمانے کا یہ ایک بڑا جہاد ہے۔ پس احمدی خواتین اس وقت کو بھی یاد کریں جب تلوار کے جہاد میں ایک موقع پر مسلمان مردوں کے پاؤں اُکھڑ گئے تھے اور وہ اپنے خیموں کی طرف دوڑے چلے آرہے تھے۔ جانتی ہو اے احمدی ماؤں اور بہنو! کہ ان مسلمان جیالیوں نے اس وقت کیا کِیا، جو خیموں میں زخمیوں کی مرہم پٹی کیلئے کمر بستہ کھڑی تھیں؟......بپھری ہوئی شیرنیوں کی طرح ان پر حملہ آور ہوئیں اور اگر کوئی دوسرا ہتھیار ہاتھ نہیں آیا تو خیموں کے ڈنڈے اکھاڑ لئے اور ان پر جھپٹ پڑیں اور کہا کہ جاؤ اے خدا اور رسول کے دشمنوں کو پیٹھ دکھانے والو! جاؤ ہم تمہاری صورت تک سے بیزار ہیں......اَے احمدی خواتین! مسجد میں تو کوئی تلوار نہیں چلتی، سر نہیں اتارے جاتے، بدن کے اعضاء ایک ایک کر کے جسم سے جدا نہیں کئے جاتے، نیزے چھاتیاں نہیں چھیدتے، تیر جسم چھلنی نہیں کرتے۔ پھر کیا احمدی ماؤں اور بہنو اور بیٹیو! تم اس حد تک عاجز اور دینِ خدا کیلئے حمیت سے خالی ہو کہ اس پر امن اور طمانیت بخش جہاد کبیر کی خاطر بھی اپنے مردوں پر اپنے گھروں کے دروازے بند نہیں کرتیں۔‘‘ (بحوالہ تقاریر جلسہ سالانہ قبل از خلافت، صفحہ 204-203)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: جو مساجد کے قریب رہتے ہیں وہ اپنی اپنی مساجد میں یا اپنے نماز سینٹروں میں با قاعدہ نماز کی ادائیگی کیلئے اور خاص طور پر فجر کی ادائیگی کیلئے جایا کریں...... دنیا کے ہر ملک میں اس کیلئے کوشش ہونی چاہئے کہ مسجدوں کو آباد رکھیں۔ خاص طور پر اگر عہدیدار اور جماعتی کارکنان، واقفین زندگی اس طرف توجہ دیں تو نمازوں میں حاضری بہت بہتر ہوسکتی ہے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 15/اپریل 2016ء)

نیز آپ فرماتے ہیں: ’’پہلوں سے ملنے والی آخرین کی اس جماعت کے افراد کا بھی فرض بنتا ہے کہ......جیسے صحابہ نے عبادتوں کے معیار بلند کئے، ہم بھی اپنی عبادتوں کے معیار بلند کریں اور صرف دنیا داری میں ہی نہ ڈوبے رہیں، ذیلی تنظیمیں اور جماعتی نظام یہ رپورٹ دیتے ہیں کہ ہمارے اتنے فیصد نماز پڑھنے والے ہو گئے، چالیس فیصد، پچاس فیصد، ساٹھ فیصد۔ ہم تو جب تک سو فیصد عابد پیدا نہ کر لیں ہمیں چین سے نہیں بیٹھنا چاہئے اور صرف نظام نہیں بلکہ ہر شخص کو خود جائزہ لینا چاہئے کہ میں کس حالت میں ہوں‘‘۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 1/دسمبر 2017ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ’’اس وقت میں......شرائط بیعت میں سے ایک اہم امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں، جو اسلام کے بنیادی ارکان میں سے بھی دوسرا اہم رکن ہے۔ قرآن کریم میں بھی اسکی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسکی اہمیت کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے اور یہ اہم چیز ہے ’’نماز‘‘۔

شرائط بیعت کی تیسری شرط میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے سب سے پہلے اس بنیادی رکن کو لیتے ہوئے فرمایا ہے کہ: ’’میری بیعت میں آنے والے یہ عہد کریں کہ ’’بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکمِ خدا اور رسول ادا کرتا رہے گا‘‘۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 564)

یہاں صرف یہی نہیں فرمایا کہ عہد کرو کہ نمازیں ادا کروگے، بلکہ پنجوقتہ نماز اور ان کی ادائیگی موافقِ حکمِ خدا اور رسول ہے۔ اسکی ادائیگی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق ہونی چاہئے۔

اور اس زمانے میں قیام نماز کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب خدا تعالیٰ نے خلافت کے وعدے کے ساتھ اس طرف توجہ دلائی ہے کہ خلافت کے انعامات ان لوگوں کے ساتھ ہی وابستہ ہیں جو نماز کے قیام کی طرف نظر رکھیں گے۔ قیام نماز کیا ہے؟ نماز کی با جماعت ادائیگی، با قاعدہ ادائیگی اور وقت پر ادائیگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِينَ (البقرۃ: 44) اور نماز کو قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور اکٹھے ہو کر جھکنے والوں کے ساتھ جھکو۔ پس نماز قائم کرنے والوں اور مالی قربانیاں کرنے والوں کی خصوصیت بیان فرمائی ہے اور فرمایا کہ خصوصیت ان میں یہ ہونی چاہئے کہ وہ ایک جماعتی رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں، اور یہیں انہیں حکم ہے کہ جماعت بنا کر عبادت کرو اور جماعتی طور پر مالی قربانیوں کا بھی ذکر ہے کہ وہ کرو تا کہ اس کام میں اس عمل میں جو ایک جماعت پیدا ہونے کی وجہ سے ہو گا، برکت پڑے۔ (ماخوذ از خطبہ جمعہ 22/جون 2012، بحوالہ الفضل 19/اپریل 2022ء، صفحہ 2)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاک نمونہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز کو ہر حال میں مقدم رکھتے خواہ نقصان کا اندیشہ ہو تب بھی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم لکھتے ہیں کہ:

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا کہ ایک دفعہ میں کسی مقدمہ کی پیروی کیلئے گیا۔ عدالت میں اور اور مقدمے ہوتے رہے اور میں باہر ایک درخت کے نیچے انتظار کرتا رہا۔ چونکہ نماز کا وقت ہو گیا تھا اس لئے میں نے وہیں نماز پڑھنا شروع کر دی۔ مگر نماز کے دوران میں ہی عدالت سے مجھے آوازیں پڑنی شروع ہو گئیں مگر میں نماز پڑھتا رہا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے پاس عدالت کا بہرا کھڑا ہے۔ سلام پھیرتے ہی اس نے مجھے کہا مرزا صاحب مبارک ہو آپ مقدمہ جیت گئے ہیں۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، روایت نمبر 17)

نماز سنوار کر پڑھنے پر زور دیا کرتے تھے

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم لکھتے ہیں کہ خاکسار کے حقیقی ماموں ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ بعض لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت کرنے کے بعد سوال کیا کرتے تھے کہ حضور کسی وظیفہ وغیرہ کا ارشاد فرماویں۔ اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر یوں فرمایا کرتے تھے کہ نماز سنوار کر پڑھا کریں اور نماز میں اپنی زبان میں دعا کیا کریں اور قرآن شریف بہت پڑھا کریں۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، روایت نمبر 475)

وقت پر نماز پڑھنے کی تلقین

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم لکھتے ہیں کہ مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے بھائی خیر دین کی بیوی نے مجھ سے کہا کہ شام کا وقت گھر میں بڑے کام کا وقت ہوتا ہے اور مغرب کی نماز عموماً قضا ہو جاتی ہے۔ تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کرو کہ ہم کیا کریں۔ میں نے حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ گھر میں کھانے وغیرہ کے انتظام میں مغرب کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ اسکے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں اسکی اجازت نہیں دے سکتا اور فرمایا کہ صبح اور شام کا وقت خاص طور پر برکات کے نزول کا وقت ہوتا ہے اور اس وقت فرشتوں کا پہرہ بدلتا ہے۔ ایسے وقت کی برکات سے اپنے آپ کو محروم نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں کبھی مجبوری ہو تو عشاء کی نماز سے ملا کر مغرب کی نماز جمع کی جاسکتی ہے۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، روایت نمبر 851)

غرغرہ اور موت کی حالت میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نماز کی فکر تھی

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم لکھتے ہیں کہ رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب مجھے جگایا گیا یا شاید لوگوں کے چلنے پھرنے اور بولنے کی آواز سے میں خود بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام......سخت بیمار ہیں اور حالت نازک ہے اور ادھر ادھر معالج اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں......اس وقت آپؑ بہت کمزور ہو چکے تھے۔ اتنے میں ڈاکٹر نے نبض دیکھی تو ندارد۔ سب سمجھے کہ وفات پا گئے اور یکدم سب پر ایک سناٹا چھا گیا مگر تھوڑی دیر کے بعد نبض میں پھر حرکت پیدا ہوئی مگر حالت بدستور نازک تھی اتنے میں صبح ہو گئی اور حضرت مسیح موعود کی چار پائی کو باہر صحن سے اٹھا کر اندر کمرے میں لے آئے جب ذرا اچھی روشنی ہو گئی تو حضرت مسیح موعود نے پوچھا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟......عرض کیا (گیا) کہ حضور ہو گیا ہے۔ آپ نے بستر پر ہاتھ مار کر تیمم کیا اور لیٹے لیٹے ہی نماز شروع کر دی مگر آپ اسی حالت میں تھے کہ غشی سی طاری ہو گئی اور نماز کو پورا نہ کر سکے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ صبح کی نماز کا وقت ہو گیا ہے عرض کیا گیا حضور ہو گیا ہے آپ نے پھر نیت باندھی مگر مجھے یاد نہیں کہ نماز پوری کر سکے یا نہیں۔ (سیرۃ المہدی، جلد 1 حصہ اول روایت 12)

اب خاکسار اپنی تقریر کے دوسرے حصہ کی طرف آتا ہے یعنی ’’تلاوت قرآن کریم کی اہمیت و برکات‘‘

حضرت ابواُمامہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: قرآن کریم کی تلاوت کیا کرو کیونکہ قرآن کریم قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کیلئے شفیع بن کر آئے گا۔ (صحیح مسلم)

حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جسکے سینے میں قرآن کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں وہ (سینہ) ویران گھر کی طرح ہے۔ (ترمذی)

حضرت بشیر بن عبد المنذر بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن مجید خوش الحانی سے اور سنوار کر نہیں پڑھتا اسکا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (ابوداؤد)

قرآن کریم کی تلاوت دلوں کے زنگ کو دور کرتی ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً یہ دل بھی صیقل کئے جاتے ہیں جس طرح لوہے کے زنگ آلود ہونے پر اسے صیقل کیا جاتا ہے۔ کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! اسکی صفائی کیسے کی جائے؟ یعنی دل کی صفائی کس طرح کی جاتی ہے۔ تو آنحضور ﷺ نے فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الفضائل القرآن الفصل الثالث)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’میں نے قرآن کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب

ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے لائق کتاب ہوگی جب کہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اسکے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اس وقت اسلام کی عزت بچانے کیلئے اور بطلان کا استیصال کرنے کیلئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔‘‘

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 286 مطبوعہ قادیان 2003)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔‘‘

(روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 13)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیتِ رحمت پر گزر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر و غور سے پڑھنا چاہیئے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 157، مطبوعہ قادیان 2003)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’ہماری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ دو تین سال کے اندر ہمارا کوئی بچہ ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت کو اس طرف بڑی توجہ دینی پڑے گی اور اس کیلئے بڑی کوشش درکار ہوگی ہم بڑی جدو جہد کے بعد ہی اس کام میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس منصوبہ کو کامیاب بنانا نہایت ضروری ہے۔ اگر ہم نے الٰہی سلسلہ کے طور پر ان نعمتوں کو اپنے اندر قائم رکھنا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے محض رحمانیت کے ماتحت ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل عطا کی ہیں تو ہمیں اپنے اس منصوبہ کو کامیاب بنانے میں اپنے آپ کو پورے طور پر لگا دینا ہوگا...... مجھے یہ سن کر بہت تعجب ہوا ہے کہ ہمارے کالج کے بہت سے طلبا بھی قرآن کریم نہیں پڑھ سکتے اور اگر یہ بات درست ہے کہ ان میں سے ایک تعداد قرآن کریم ناظرہ پڑھنا بھی نہیں جانتی یا ان میں سے بہت سے لڑکے قرآن کریم کا ترجمہ نہیں جانتے تو انہیں یہ سوچنا چاہئے کہ اگر انہیں قرآن کریم سے وابستگی نہیں اگر انہیں قرآن کریم سے کوئی تعلق نہیں اور انہیں قرآنی علوم حاصل نہیں تو انہوں نے دنیوی علوم حاصل کر کے کیا لینا ہے......تمام جماعتوں کو، تمام عہدیداران کو ......اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ قرآن کریم کا سیکھنا، جاننا، اسکے علوم کو حاصل کرنا اور اسکی باریکیوں پر اطلاع پانا اور ان راہوں سے آگاہی حاصل کرنا جو قرب الٰہی کی خاطر قرآن کریم نے ہمارے لئے کھولی ہیں ازبس ضروری ہے۔ اسکے بغیر ہم وہ کام ہرگز سرانجام نہیں دے سکتے جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ پس میں آپ کو ایک دفعہ پھر آگاہ کرتا ہوں اور متنبہ کرتا ہوں کہ آپ اپنے اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی انتہائی کوشش کریں کہ جماعت کا ایک فرد بھی ایسا نہ رہے نہ بڑا نہ چھوٹا، نہ مرد نہ عورت، نہ جوان نہ بچہ کہ جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو جس نے اپنے ظرف کے مطابق قرآن کریم کے معارف حاصل کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔‘‘

(از خطبہ جمعہ 4 / فروری 1966ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’ہر بچے کو آپ جب تلاوت کی عادت ڈالنے کی کوشش کریں گے تو آپ کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اکثر بچوں کو تلاوت کرنی ہی نہیں آتی اور وہ جو میں کئی سال سے انصار، خدام، لجنہ کے پیچھے پڑا ہوا ہوں کہ خدا کیلئے اس طرف توجہ کرو۔ اس نسل کو کم از کم صحیح تلاوت تو سکھا دو ورنہ ہم خدا کے حضور پوچھے جائیں گے اور ہماری اگلی نسلوں کی بے اعمالیاں بھی ہم سے سوال کریں گی۔‘‘ (خطبات طاہر، جلد 11، صفحہ 175)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ’’پس یہ ایک اہم نکتہ ہے جسے ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانے میں اس کتاب (قرآن) کو پڑھنے سے مخالفین کے منہ بند کئے جا سکتے ہیں اور یہی اسلام کی عزت بچانا ہے لیکن کیا صرف پڑھنا کافی ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ بڑے واضح ہیں ’کہ اسلام کی عزت بچانے کیلئے اور بطلان کا استیصال کرنے کیلئے‘۔ یعنی قرآن کریم میں وہ دلائل ہیں جن سے اسلام کی عزت قائم ہوگی اور اس جھوٹ کی جو مخالفین اسلام پر افتراء کرتے ہیں، جڑیں اکھیڑی جائیں گی اور یہی اصول ہے جس سے اسلام کی عزت بچائی جائے گی۔ جھوٹ کا خاتمہ اس وقت ہوگا جب ہمارے ہر عمل میں اس تعلیم کی چھاپ نظر آ رہی ہوگی اور یہ چھاپ بھی اس وقت ہوگی جب ہم اس پر غور کرتے ہوئے باقاعدہ تلاوت کرنے والے بنیں گے۔‘‘

روزانہ صبح قرآن کریم کی تلاوت ضرور کرنی چاہئے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بھی کوئی قوم قرآن کریم پڑھنے کیلئے خدا تعالیٰ کے گھر میں سے کسی گھر میں اکٹھی ہوتی ہے تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کے گرد حلقے بنا لیتے ہیں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الوتر فی ثواب قرأۃ القرآن)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ’’ہر ایک اپنے اوپر فرض کرے کہ اس نے روزانہ صبح قرآن کریم کی تلاوت ضروری کرنی ہے اور گھر سے باہر نہیں نکلنا، جب تک ایک دو رکوع نہ پڑھ لے۔‘‘

(بحوالہ اخبار بدر 13 / جولائی 2004، صفحہ 7)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کیلئے اور فرشتوں کے حلقوں میں آنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک قرآن کریم پڑھے اور اسکو سمجھے، اپنے بچوں کو پڑھائیں، انہیں تلقین کریں کہ وہ روزانہ تلاوت کریں اور یاد رکھیں کہ جب تک ان چیزوں پر عمل کرنے کے ماں باپ کے اپنے نمونے بچوں کے سامنے قائم نہیں ہونگے اس وقت تک بچوں پہ اثر نہیں ہوگا۔ اس لئے فجر کی نماز کیلئے بھی انہیں اور اسکے بعد تلاوت کیلئے اپنے پر فرض کریں کہ تلاوت کرنی ہے پھر نہ صرف تلاوت کرنی ہے بلکہ توجہ سے پڑھنا ہے اور پھر بچوں کی بھی نگرانی کریں کہ وہ بھی پڑھیں انہیں بھی پڑھائیں۔ جو چھوٹے بچے ہیں ان کو بھی پڑھایا جائے۔‘‘ (خطبہ جمعہ 16 / ستمبر 2005، بحوالہ مشعل راہ، جلد پنجم حصہ سوم، صفحہ 481، ایڈیشن 2007، انڈیا)

ہر گھر سے تلاوت قرآن کریم کی آواز آنی چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:

’’ہر گھر سے روزانہ تلاوت قرآن کریم ہو۔ کوئی بچہ نہ ہو جسے تلاوت کی عادت نہ ہو۔ ان کو کہیں تم ناشتہ چھوڑ دو مگر اسکول سے پہلے تلاوت ضرور کرنی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 4 / جولائی 1997ء)

اسی ضمن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ احکامات کو سمجھنے کیلئے قرآن کریم کا مطالعہ اور اس کی تلاوت کرنی ضروری ہے۔ ہر گھر سے تلاوت قرآن کریم کی آواز آنی چاہئے۔ فرمایا کہ اس معاشرے میں اپنی نسلوں کو بچانے کیلئے اور اسلام کی حسین تعلیم سے مطلع رکھنے کیلئے اس کی طرف توجہ دینی ہوگی۔

(بحوالہ اخبار بدر 20 / جولائی 2004، صفحہ 9)

قرآن کریم کی تلاوت ٹھہر ٹھہر کر کرنی چاہئے

حضرت ام سلمہؓ آپ ﷺ کے قرآن پڑھنے کا طریق بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی تلاوت ٹھہر ٹھہر کر کرتے تھے۔ آپ (اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ) پڑھ کر توقف فرماتے۔ پھر (الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ) پڑھتے اور پھر توقف فرماتے، رکتے۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن الباب الاول الفصل الثانی، حدیث نمبر 2205)

پھر حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رات کو بھی بلند آواز سے اور کبھی آہستہ آواز سے تلاوت کرتے تھے۔ (سنن ابی داؤد کتاب التطوع، باب فی رفع الصوت بالقراءۃ فی صلاۃ اللیل)

اور یہ بلند آواز بھی اور آہستہ آواز بھی انہیں حدود کے اندر تھی جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

حمد والی آیات پر حمد کریں عذاب والی آیات پر خشیت اختیار کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپؐ کے پڑھنے کا طریق کیا تھا۔ عذاب کی آیات یا الفاظ جہاں بھی آتے تھے آپ کانپ جایا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کی خشیت غالب آجایا کرتی تھی اور پھر یقیناً آپ اسی صورت میں امت کیلئے دعائیں بھی کرتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات والی آیات سن کر، پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے۔ غرض کہ عجیب انداز تھا، عجیب اسلوب تھا آپکا قرآن کریم پڑھنے کا اور سمجھنے کا اور تلاوت کرنے کا۔

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کی روایت ہے کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول کریم ﷺ کو ایک اونٹ پر سوار سورۃ الفتح پڑھتے دیکھا۔ آپ بار بار ہر آیت کو دوہراتے تھے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، حدیث نمبر 1464)

نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ’’بہر حال ایک احمدی کو خاص طور پر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے قرآن کریم پڑھنا ہے، سمجھنا ہے، غور کرنا ہے اور جہاں سمجھ نہ آئے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وضاحتوں سے یا پھر انہیں اصولوں پر چلتے ہوئے اور مزید وضاحت کرتے ہوئے خلفاء نے جو وضاحتیں کی ہیں ان کو ان کے مطابق سمجھنا چاہئے۔ اور پھر اس پر عمل کرنا چاہئے...... کیونکہ اب آسمان پر وہی عزت پائے گا جو قرآن کو عزت دے گا اور قرآن کو عزت دینا یہی ہے کہ اس کے سب حکموں پر عمل کیا جائے......پس ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اسکے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اسکی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں۔‘‘

(خطبات مسرور، جلد 2، صفحہ 687,686)

معزز سامعین! ہمارے پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آج ہمیں نماز با جماعت اور تلاوت قرآن کریم اور اس پر غور و فکر کرنے کی طرف بار بار توجہ دلا رہے ہیں اور اسے اسلام اور احمدیت کی فتح اور غلبہ کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’یاد رکھیں اسلام اور احمدیت کی فتح اب ان مسجدوں کو آباد کرنے سے ہی وابستہ ہے۔ پس اے احمدیو! اٹھو اور مسجدوں کی طرف دوڑ اور انکو آباد کرو تا کہ الٰہی وعدوں کے مطابق ہم جلد از جلد اسلام اور احمدیت کی فتح کے دن دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے اور یہ دن دیکھنے نصیب کرے۔‘‘

(خطبات مسرور، جلد اوّل، صفحہ 372)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نماز با جماعت اور تلاوت قرآن کریم کا پابند بنائے۔ آمین ثم آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ ربّ العالمین

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

سریہ عبداللہ بن جحش بطرف نخلہ

کرز بن جابر کے اچانک حملہ نے طبعاً مسلمانوں کو بہت متوحش کر دیا تھا اور چونکہ رؤساء قریش کی یہ دھمکی پہلے سے موجود تھی کہ ہم مدینہ پر حملہ آور ہو کر مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیں گے، مسلمان سخت فکرمند ہوئے اور انہی خطرات کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ فرمایا کہ قریش کی حرکات وسکنات کا زیادہ قریب سے ہو کر علم حاصل کیا جاوے تاکہ ان کے متعلق ہر قسم کی ضروری اطلاع بروقت میسر ہو جاوے اور مدینہ ہر قسم کے اچانک حملوں سے محفوظ رہے۔ چنانچہ اس غرض سے آپؐ نے آٹھ مہاجرین کی ایک پارٹی تیار کی اور مصلحتاً اس پارٹی میں ایسے آدمیوں کو رکھا جو قریش کے مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔ تاکہ قریش کے مخفی ارادوں کے متعلق خبر حاصل کرنے میں آسانی ہو اور اس پارٹی پر آپؐ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی عبداللہ بن جحش کو امیر مقرر فرمایا۔ اور اس خیال سے کہ اس پارٹی کی غرض وغایت عامۃ المسلمین سے بھی مخفی رہے آپؐ نے اس سریہ کو روانہ کرتے ہوئے اس سریہ کے امیر کو بھی یہ نہیں بتایا کہ تمہیں کہاں اور کس غرض سے بھیجا جا رہا ہے بلکہ چلتے ہوئے ان کے ہاتھ میں ایک سربمہر خط دے دیا اور فرمایا کہ اس خط میں تمہارے لئے ہدایات درج ہیں۔ جب تم مدینہ سے دو دن کا سفر طے کر لو تو پھر اس خط کو کھول کر اسکی ہدایات کے مطابق عمل درآمد کرنا۔ چنانچہ عبداللہ اور ان کے ساتھی اپنے آقا کے حکم کے ماتحت روانہ ہو گئے اور جب دو دن کا سفر طے کر چکے تو عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو کھول کر دیکھا تو اس میں یہ الفاظ درج تھے۔ اِمۡضِ حَتّٰی تُنۡزِلَ نَخۡلَةَ بَیۡنَ مَکَّةَ وَالطَّائِفِ فَتَرۡصِدُبِهَا قُرَیۡشًا وَتَعۡلَمُ لَنَامِنۡ اَخۡبَارِهِمۡ۔ یعنی ’’تم مکہ اور طائف کے درمیان وادی نخلہ میں جاؤ اور وہاں جا کر قریش کے حالات کا علم لو اور پھر ہمیں اطلاع لا کر دو۔‘‘ اور چونکہ مکہ سے اس قدر قریب ہو کر خبر رسانی کرنے کا کام بڑا نازک تھا۔ آپؐ نے خط کے نیچے یہ ہدایت بھی لکھی تھی کہ اس مشن کے معلوم ہونے کے بعد اگر تمہارا کوئی ساتھی اس پارٹی میں شامل رہنے سے متامل ہو اور واپس چلا آنا چاہے، تو اسے واپس آنے کی اجازت دے دو۔ عبداللہ نے آپؐ کی یہ ہدایت اپنے ساتھیوں کو سنا دی اور سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم بخوشی اس خدمت کیلئے حاضر ہیں۔ اسکے بعد یہ جماعت نخلہ کی طرف روانہ ہوئی۔ راستہ میں سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا اونٹ کھو یا گیا اور وہ اسکی تلاش کرتے کرتے اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گئے اور باوجود بہت تلاش کے انہیں نہ مل سکے اور اب یہ پارٹی صرف چھ کس کی رہ گئی۔ مسٹر مارگولیس اس موقع پر لکھتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص اور عتبہ نے جان بوجھ کر اپنا اونٹ چھوڑ دیا تھا اور اس بہانہ سے پیچھے رہ گئے۔ ان جاں نثاران اسلام پر جن کی زندگی کا ایک ایک واقعہ ان کی شجاعت اور فدائیت پر شاہد ہے اور جن میں سے ایک غزوہ بئر معونہ میں کفار کے ہاتھوں شہید ہوا اور دوسرا کئی خطرناک معرکوں میں نمایاں حصہ لے کر بالآخر عراق کا فاتح بنا اس قسم کا شبہ کرنا اور شبہ بھی محض اپنے من گھڑت خیالات کی بناء پر کرنا مسٹر مارگولیس ہی کا حصہ ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ مارگولیس صاحب اپنی کتاب میں دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب ہر قسم کے تعصب سے پاک ہو کر لکھی ہے۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت نخلہ پہنچی اور اپنے کام میں مصروف ہو گئی اور ان میں سے بعض نے اخفاء راز کے خیال سے اپنے سر کے بال منڈوا دیئے تاکہ راہگیر وغیرہ ان کو عمرہ کے خیال سے آئے ہوئے لوگ سمجھ کر کسی قسم کا شبہ نہ کریں، لیکن ابھی ان کو وہاں پہنچے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ اچانک وہاں قریش کا ایک چھوٹا سا قافلہ بھی آن پہنچا جو طائف سے مکہ کی طرف جا رہا تھا اور ہر دو جماعتیں ایک دوسرے کے سامنے ہو گئیں۔ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خفیہ خفیہ خبر رسانی کیلئے بھیجا تھا، لیکن دوسری طرف قریش سے جنگ شروع ہو چکی تھی اور اب دونوں حریف ایک دوسرے کے سامنے تھے اور پھر طبعاً یہ اندیشہ بھی تھا کہ اب جو قریش کے ان قافلہ والوں نے مسلمانوں کو دیکھ لیا ہے تو اس خبر رسانی کا راز بھی مخفی نہ رہ سکے گا۔ ایک دقت یہ بھی تھی کہ بعض مسلمانوں کو خیال تھا کہ شاید یہ دن رجب یعنی شہر حرام کا آخری ہے جس میں عرب کے قدیم دستور کے مطابق لڑائی نہیں ہونی چاہئے تھی اور بعض سمجھتے تھے کہ رجب گزر چکا ہے اور شعبان شروع ہے اور بعض روایات میں ہے کہ یہ سریہ جمادی الآخر میں بھیجا گیا تھا اور شک یہ تھا کہ یہ دن جمادی کا ہے یا رجب کا۔ لیکن دوسری طرف نخلہ کی وادی عین حرم کے علاقہ کی حد پر واقع تھی اور یہ ظاہر تھا کہ اگر آج ہی کوئی فیصلہ نہ ہوا تو کل کو یہ قافلہ حرم کے علاقہ میں داخل ہو جائے گا جس کی حرمت یقینی ہو گی۔ غرض ان سب باتوں کو سوچ کر مسلمانوں نے آخر یہی فیصلہ کیا کہ قافلہ پر حملہ کر کے یا تو قافلہ والوں کو قید کر لیا جاوے اور یا مار دیا جاوے۔ چنانچہ انہوں نے اللہ کا نام لے کر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں کفار کا ایک آدمی جس کا نام عمرو بن الحضرمی تھا مارا گیا اور دو آدمی قید ہو گئے، لیکن بدقسمتی سے چوتھا آدمی بھاگ کر نکل گیا اور مسلمان اسے پکڑ نہ سکے اور اس طرح ان کی تجویز کامیاب ہوتے ہوتے رہ گئی۔ اسکے بعد مسلمانوں نے قافلہ کے سامان پر قبضہ کر لیا اور چونکہ قریش کا ایک آدمی بچ کر نکل گیا تھا اور یقین تھا کہ اس لڑائی کی خبر جلدی مکہ پہنچ جائے گی عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھی سامان غنیمت لے کر جلد جلد مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔

مسٹر مارگولیس اس موقع پر لکھتے ہیں کہ دراصل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ دستہ دیدہ دانستہ اس نیت سے شہر حرام میں بھیجا تھا کہ چونکہ اس مہینہ میں قریش طبعاً غافل ہوں گے، مسلمانوں کو ان کے قافلہ کے لوٹنے کا آسان اور یقینی موقع مل جائے گا، لیکن ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ایسی مختصر پارٹی کو اتنے دور دراز علاقہ میں کسی قافلہ کی غارت گری کیلئے نہیں بھیجا جا سکتا خصوصاً جبکہ دشمن کا ہیڈ کوارٹر اتنا قریب ہو اور پھر یہ بات تاریخ سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ یہ پارٹی محض خبر رسانی کی غرض سے بھیجی گئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ علم ہوا کہ صحابہ نے قافلہ پر حملہ کیا تھا تو آپؐ سخت ناراض ہوئے۔ چنانچہ روایت ہے کہ جب یہ جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؐ کو سارے ماجرا کی اطلاع ہوئی تو آپؐ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا مَآ اَمَرۡتُکُمۡ بِقِتَالٍ فِی الشَّهۡرِ الۡحَرَامِ۔ ’’میں نے تمہیں شہر حرام میں لڑنے کی اجازت نہیں دی ہوئی۔‘‘ وَاَبٰی اَنۡ یَاۡخُذَ مِنۡ ذَالِكَ شَیۡـًٔا اور آپؐ نے مال غنیمت لینے سے انکار کر دیا۔‘‘ اس پر عبداللہ اور ان کے ساتھی سخت نادم اور پشیمان ہوئے۔ وَظَنُّوۡا اَنَّهُمۡ قَدۡهَلَكُوۡا۔ اور انہوں نے خیال کیا کہ بس اب ہم خدا اور اسکے رسول کی ناراضگی کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔‘‘ صحابہ نے بھی ان کو سخت ملامت کی اور کہا صَنَعۡتُمۡ مَالَمۡ تُؤۡمَرُوۡا وَقَاتَلۡتُمۡ فِی الشَّهۡرِ الۡحَرَامِ وَلَمۡ تُؤۡمَرُوۡا بِقِتَالٍ یعنی ’’تم نے وہ کام کیا جس کا تم کو حکم نہیں دیا گیا تھا اور تم نے شہر حرام میں لڑائی کی حالانکہ اس مہم میں تو تم کو مطلقاً لڑائی کا حکم نہیں تھا۔‘‘ دوسری طرف قریش نے بھی شور مچایا کہ مسلمانوں نے شہر حرام کی حرمت کو توڑ دیا ہے اور چونکہ جو شخص مارا گیا تھا یعنی عمرو بن الحضرمی وہ ایک رئیس آدمی تھا اور پھر وہ عتبہ بن ربیعہ رئیس مکہ کا حلیف بھی تھا اس لئے بھی اس واقعہ نے قریش کی آتش غضب کو بہت بھڑکا دیا اور انہوں نے آگے سے بھی زیادہ جوش وخروش کے ساتھ مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی۔ چنانچہ جنگ بدر جس کا ذکر آگے آتا ہے زیادہ تر قریش کی اسی تیاری اور جوش عداوت کا نتیجہ تھا۔ الغرض اس واقعہ پر مسلمانوں اور کفار ہر دو میں بہت چہ میگوئی ہوئی اور بالآخر ذیل کی قرآنی وحی نازل ہو کر مسلمانوں کی تشفی کا موجب ہوئی۔

یَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الشَّهۡرِ الۡحَرَامِ قِتَالٍ فِیۡهِ ؕ قُلۡ قِتَالٌ فِیۡهِ کَبِیۡرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَکُفۡرٌۢ بِهٖ وَالۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ٭ وَاِخۡرَاجُ اَهۡلِهٖ مِنۡهُ اَکۡبَرُ عِنۡدَ اللّٰهِ ۚ وَالۡفِتۡنَةُ اَکۡبَرُ مِنَ الۡقَتۡلِ ؕ وَلَا یَزَالُوۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ حَتّٰی یَرُدُّوۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِکُمۡ اِنِ اسۡتَطَاعُوۡا ؕ

یعنی ’’لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ شہر حرام میں لڑنا کیسا ہے؟ تو ان کو جواب دے کہ بے شک شہر حرام میں لڑنا بہت بری بات ہے، لیکن شہر حرام میں خدا کے دین سے لوگوں کو جبراً روکنا بلکہ شہر حرام اور مسجد حرام دونوں کا کفر کرنا یعنی ان کی حرمت کو توڑنا اور پھر حرم کے علاقہ سے اسکے رہنے والوں کو بزور نکالنا جیسا کہ اَے مشرکو تم لوگ کر رہے ہو یہ سب باتیں خدا کے نزدیک شہر حرام میں لڑنے کی نسبت بھی زیادہ بری ہیں اور یقیناً شہر حرام میں ملک کے اندر فتنہ پیدا کرنا اس قتل سے بدتر ہے جو فتنہ کو روکنے کیلئے کیا جاوے اور اے مسلمانو! کفار کا تو یہ حال ہے کہ وہ تمہاری عداوت میں اتنے اندھے ہو رہے ہیں کہ کسی وقت اور کسی جگہ بھی وہ تمہارے ساتھ لڑنے سے باز نہیں آئیں گے اور وہ اپنی یہ لڑائی جاری رکھیں گے حتّٰی کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں بشرطیکہ وہ اسکی طاقت پائیں۔‘‘ چنانچہ تاریخ سے ثابت ہے کہ اسلام کے خلاف رؤسائے قریش اپنے خونی پراپیگنڈا کو اشہر حرم میں بھی برابر جاری رکھتے تھے بلکہ اشہر حرم کے اجتماعوں اور سفروں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ ان مہینوں میں اپنی مفسدانہ کارروائیوں میں اور بھی زیادہ تیز ہو جاتے تھے اور پھر کمال بے حیائی سے اپنے دل کو جھوٹی تسلی دینے کیلئے وہ عزت کے مہینوں کو اپنی جگہ سے ادھر ادھر منتقل بھی کر دیا کرتے تھے جسے وہ نسیٔ کے نام سے پکارتے تھے اور پھر آگے چل کر تو انہوں نے غضب ہی کر دیا کہ صلح حدیبیہ کے زمانہ میں باوجود پختہ عہد وپیمان کے کفار مکہ اور ان کے ساتھیوں نے حرم کے علاقہ میں مسلمانوں کے ایک حلیف قبیلہ کے خلاف تلوار چلائی اور پھر جب مسلمان اس قبیلہ کی حمایت میں نکلے تو ان کے خلاف بھی عین حرم میں تلوار استعمال کی۔ پس اس جواب سے مسلمانوں کی تو تسلی ہونی ہی تھی قریش بھی کچھ ٹھنڈے پڑ گئے اور اس دوران میں ان کے آدمی بھی اپنے دو قیدیوں کو چھڑوانے کیلئے مدینہ پہنچ گئے، لیکن چونکہ ابھی تک سعد بن ابی وقاص اور عتبہ واپس نہیں آئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق سخت خدشہ تھا کہ اگر وہ قریش کے ہاتھ پڑ گئے تو قریش انہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس لئے آپؐ نے ان کی واپسی تک قیدیوں کو چھوڑنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میرے آدمی بخیریت مدینہ پہنچ جائیں گے تو پھر میں تمہارے آدمیوں کو چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ جب وہ دونوں واپس پہنچ گئے، تو آپؐ نے فدیہ لے کر دونوں قیدیوں کو چھوڑ دیا، لیکن ان قیدیوں میں سے ایک شخص پر مدینہ کے قیام کے دوران میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ اور اسلامی تعلیم کی صداقت کا اس قدر گہرا اثر ہو چکا تھا کہ اس نے آزاد ہو کر بھی واپس جانے سے انکار کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر آپؐ کے حلقہ بگوشوں میں شامل ہو گیا اور بالآخر بئر معونہ میں شہید ہوا۔ اسکا نام حکم بن کیان تھا۔

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ صفحہ 330 تا 334، مطبوعہ قادیان 2011)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(951) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت اقدس نے ہم تینوں بھائیوں سے فرمایا کہ بٹالہ میں جاؤ۔ سنا ہے کہ ایک مولوی آرہ سے آرہا ہے اس نے بڑی مسجد مولوی صوفی شاہ والی میں جمعہ پڑھانا ہے۔ دیکھ سُن آؤ کہ ہمارے متعلق کیا بیان کرتا ہے۔ ہم تینوں برادر بٹالہ میں گئے۔ پہلے ہم مولوی محمد حسین کی مسجد میں گئے۔ مولوی صاحب وہاں موجود تھے اور ان کے علاوہ دو تین اور آدمی بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم بھی وہاں جا کر بیٹھ گئے۔ اس اثناء میں ایک شخص آیا اور اس نے آکر مولوی صاحب سے کہا کہ مجھے کچھ روپیہ زکوٰۃ سے دلوادیں۔ وہاں مولوی صاحب کے برادروں میں سے محمد عمر نامی بیٹھا ہوا تھا مولوی صاحب نے اس کو کہا کہ اس شخص کو شیخ عبدالکریم کے پاس لے جاؤ اور زکوٰۃ سے کچھ دلوادو۔ شیخ محمد عمر نے جانے سے انکار کر دیا۔ بھائی جمال الدین مرحوم نے کہا۔ مولوی صاحب اگر حضرت مرزا صاحب ایک آدمی کو کہیں تو سو آدمی اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اس پر مولوی صاحب نے جوش میں آکر کہا کہ یہ کوئی حق کی دلیل ہے۔ جواب میں کہا گیا کہ پھر حق کس کو کہتے ہیں؟ اس پر مولوی صاحب اُٹھ کر گھر چل پڑے۔ بھائی جمال الدین مرحوم نے اس وقت کہا مولوی صاحب آپ کو حضرت مرزا صاحب نے اپنی عربی کتابوں میں جواب کیلئے مخاطب کیا ہے۔ ان کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ اس پر وہ کہنے لگے ہاں اسکا جواب ایک طالب علم لکھ رہا ہے۔ بھائی جمال الدین نے کہا کہ مخاطب تو آپ ہیں۔ طالب علم کو کیا حق ہے کہ وہ اسکا جواب دے۔ مگر مولوی صاحب نے اسکا کوئی جواب نہ دیا اور گھر کو چلے گئے۔ راستہ میں ایک گدھا ایندھن کا لدا ہوا کھڑا تھا۔ اسکے پاس کھڑے ہوکر اسکے مالک سے سودا کرتے رہے۔ ہم پھر سب قادیان آگئے کیونکہ وہ آرہ والا مولوی بٹالہ میں نہیں آیا تھا۔

(952) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آتھم سے مباحثہ مقرر ہوا تو حضور امرتسر جانے کی تیاری کرنے لگے اور ہم تینوں بھائی بھی ساتھ تھے اور دیگر دوست بھی ہمراہ تھے۔ جب امرتسر پہنچے تو مباحثہ کی جگہ کیلئے ایک کوٹھی جو عیسائیوں کی تھی مقرر ہوئی۔ یہ مباحثہ تحریری تھا۔ ہر ایک فریق کے ساتھ دو دو کاتب تھے۔ اس طرف حضرت صاحب اپنا مضمون لکھواتے اور دوسری طرف آتھم اپنا مضمون لکھوا رہا تھا۔ بعد میں دونوں فریق کے مضمون سنائے جاتے۔ وہ کتاب جس میں یہ مباحثہ درج ہے ’’جنگ مقدس‘‘ کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ جب حضرت صاحب مباحثہ سے فارغ ہو کر شہر میں آئے اور ہال بازار میں آپ جا رہے تھے اور تمام جماعت پیچھے پیچھے جا رہی تھی تو اس وقت حضرت صاحب نے سفید کپڑے کا چوغہ پہنا ہوا تھا۔ وہ چوغہ نیچے سے کچھ پھٹا ہوا تھا۔ میاں چٹو لاہوری بھی پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ وہ اس پھٹی ہوئی جگہ کو ہر ایک کو دکھاتا تھا کہ آپ کو کوئی خبر نہیں کہ میرا چوغہ پھٹا ہوا ہے۔ اسکی اس سے غرض یہ تھی کہ اگر کوئی دُنیا دار ہوتا تو ایسے کپڑے پہننے اپنی ہتک سمجھتا۔ ہم تین دن ٹھہر کر چلے آئے تھے۔ باقی مباحثہ ہمارے بعد ہوا تھا۔

(953) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ابتدا میں قادیان کے سب مقیم احمدی لنگر سے کھانا کھاتے تھے۔ حضرت خلیفہ اوّل بھی گول کمرہ میں مہمانوں کے دسترخوان پر کھانا کھانے کیلئے آیا کرتے تھے۔ اس دسترخوان پر حضرت صاحب شریک نہیں ہوتے تھے۔ ان دنوں میں کھانا کھلانے کا انتظام محمد سعید کے سپرد تھا۔ وہ حضرت مولوی صاحب سے کسی بات پر ناراض ہوا اور ارادتاً ان کے آگے خراب دال اور خراب روٹیاں رکھتا اور دیگر مہمانوں کے آگے سالن یا تازہ کھانا اور اچھی روٹی رکھتا تھا مگر حضرت مولوی صاحب بکمال بے نفسی و مسکینی مدتوں اسی کھانے کو کھاتے رہے اور کوئی اشارہ تک اسکی اس حرکت کے متعلق نہ کیا۔ پھر اسکے بعد وہ زمانہ آیا کہ لوگ اپنے گھروں میں انتظام کھانے کا کرنے لگے تو ان دنوں میں چند دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت مولوی صاحب اگر کبھی بیمار ہوتے اور حضرت صاحب کو معلوم ہوتا کہ مولوی صاحب کے کھانے کا انتظام ٹھیک نہیں ہے آپ اپنے ہاں سے ان کیلئے کھانا بھجوانا شروع کر دیتے تھے جو مدّت تک باقاعدہ ان کیلئے جاتا رہتا تھا۔

(954) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم.اے لاہور کی پہلی شادی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گورداسپور میں کرائی تھی۔ جب رشتہ ہونے لگا تو لڑکی کو دیکھنے کیلئے حضور نے ایک عورت کو گورداسپور بھیجا تا کہ وہ آکر رپورٹ کرے کہ لڑکی صورت و شکل وغیرہ میں کیسی ہے اور مولوی صاحب کیلئے موزوں بھی ہے یا نہیں۔ چنانچہ وہ عورت گئی۔ جاتے ہوئے اسے ایک یادداشت لکھ کر دی گئی۔ یہ کاغذ مَیں نے لکھا تھا اور حضرت صاحب نے بمشورہ حضرت ام المومنین لکھوایا تھا۔ اس میں مختلف باتیں نوٹ کرائی تھیں۔ مثلاً یہ کہ لڑکی کا رنگ کیسا ہے۔ قد کتنا ہے۔ اسکی آنکھوں میں کوئی نقص تو نہیں، ناک، ہونٹ، گردن، دانت، چال ڈھال وغیرہ کیسے ہیں۔ غرض بہت ساری باتیں ظاہری شکل و صورت کے متعلق لکھوادی تھیں کہ ان کی بابت خیال رکھے اور دیکھ کر واپس آکر بیان کرے۔ جب وہ عورت واپس آئی اور اس نے ان سب باتوں کی بابت اچھا یقین دلایا تو رشتہ ہوگیا۔ اسی طرح جب خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے اپنی بڑی لڑکی حضرت میاں صاحب (یعنی خلیفۃ المسیح الثانی) کیلئے پیش کی تو ان دنوں میں یہ خاکسار ڈاکٹر صاحب موصوف کے پاس چکراتہ پہاڑ پر جہاں وہ متعین تھے بطور تبدیل آب و ہوا کے گیا ہوا تھا۔ واپسی پر مجھ سے لڑکی کا حُلیہ وغیرہ تفصیل سے پوچھا گیا۔ پھر حضرت میاں صاحب سے بھی شادی سے پہلے کئی لڑکیوں کا نام لے لے کر حضور نے ان کی والدہ کی معرفت دریافت کیا کہ ان کی کہاں مرضی ہے۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب نے بھی والدہ ناصر احمد کو انتخاب فرمایا اور اسکے بعد شادی ہوگئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ بھی تاکید فرمایا کرتے تھے کہ شادی سے پہلے لڑکی کو دیکھ کر تسلی کر لینی چاہئے کہ کوئی نقص نہ ہو۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک مہاجر صحابی کو جو ایک انصاری لڑکی سے شادی کرنے لگا تھا فرمایا کہ لڑکی کو دیکھ لینا، کیونکہ انصار کی لڑکیوں کی آنکھ میں عموماً نقص ہوتا ہے اور حضرت صاحب نے جو مولوی محمد علی صاحب کی شادی کے وقت شکل و صورت کی تفصیل کے متعلق سوالات کئے تو یہ غالباً مولوی صاحب کے منشاء کے تحت کیا ہوگا۔

(955) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مولوی کرم الدین جہلمی کا مقدمہ گورداسپور میں تھا تو مجسٹریٹ نے پانچ صد روپیہ حضرت صاحب کو اور دوصد حکیم فضل دین صاحب کو اور پچاس روپیہ مولوی کرم الدین کو جرمانہ کیا تھا۔ حضرت صاحب کی طرف سے اپیل ہوئی اور کل جرمانہ سات صد روپیہ واپس مل گیا مگر مولوی کرم الدین کا جرمانہ قائم رہا۔ اس فیصلہ کے بعد موضع اٹھوال ضلع گورداسپور میں جماعت احمدیہ نے جلسہ کیا اور بعض علماء قادیان سے بھی وہاں گئے۔ کچھ تقاریر ہوئیں۔ بعد میں بارش شروع ہوگئی اور بہت سے احمدی و غیر احمدی دوست ایک بڑے مکان میں جمع ہو کر بیٹھ گئے۔ اس وقت علی محمد درزی ساکن سوہل نے تقریر شروع کر دی کہ مولوی کرم دین کو فتح ہوئی ہے کیونکہ مرزا صاحب پر جرمانہ ہوا ہے۔ مَیں نے جب یہ آواز سُنی تو میں نے اُسے کہا میرے سامنے آکر بیان کرو۔ اس نے آکر تقریر شروع کر دی۔ میں نے کہا سنو! اِس مقدمے میں حضرت مرزا صاحب کی فتح ہوئی ہے۔ اس نے کہا کہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ میری فتح ہوگی مگر گورداسپور میں جرمانہ ہوا۔ مَیں نے کہا کہ اگر اپیل سے جرمانہ واپس آجائے تو کیا پھر بھی سزا قائم رہتی ہے؟ کہنے لگا ہاں سزا قائم رہتی ہے۔ مَیں نے تمام حاضرین کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا آپ لوگ شہادت دے سکتے ہیں کہ جو شخص اپیل میں بَری ہو جائے اس پر پہلا جرم قائم رہتا ہے یا کہ وہ بَری ہو جاتا ہے۔ تمام دوستوں نے کہا کہ وہ بَری ہو جاتا ہے۔ اور کوئی جرم باقی نہیں رہتا۔ پھر بھی وہ انکار ہی کرتا رہا۔ مَیں نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جو قید ہوئی تھی کیا وہ مجرم ہیں یا کہ ان کو بَری سمجھا جاتا ہے۔ جب مَیں نے یہ واقعہ پیش کیا تو وہ ایسا خاموش ہوا کہ کوئی جواب اس سے بَن نہ پڑا۔ لوگوں نے بھی اس کا بُرا حال کیا۔ اس پر وہ بہت ہی نادم اور شرمندہ ہوا۔ پھر مَیں نے اس کو اس طور پر سمجھایا کہ حضرت صاحب نے اس مقدمہ سے پہلے شائع کیا ہوا تھا کہ ایک تو مجھے یہ الہام ہوا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ الَّذِیۡنَ ہُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ۔ یعنی خدا تعالیٰ اس فریق کے ساتھ ہے جو متقی ہے اور دوسرا الہام یہ تھا کہ ’’عدالت عالیہ سے بَری کیا جائے گا۔‘‘ اب دونوں کو ملا کر دیکھو کہ یہ کیسی عظیم الشان صداقت ہے جو پوری ہوئی۔

(957) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے گھر کی حفاظت کیلئے ایک دفعہ ایک گدّی کُتّا بھی رکھا تھا۔ وہ دروازے پر بندھا رہتا تھا اور اسکا نام شیرو تھا۔ اسکی نگرانی بچے کرتے تھے یا میاں قدرت اللہ خانصاحب مرحوم کرتے تھے جو گھر کے دربان تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس کتے کی ضرورت ان دنوں میں پیش آئی تھی جب حضرت صاحب باغ میں جا کر ٹھہرے تھے اور وہاں حفاظت کی صورت نہیں تھی۔ مگر اسکے بعد کتّا شہر والے مکان میں بھی آگیا۔

(958) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ملتان کے سفر میں جاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک رات لاہور ٹھہرے تھے۔ وہاں ایک احمدی نے جو بیچارہ علم نہ رکھتا تھا حضرت صاحب سے کہا کہ حضور میرے ہاں دعوت قبول فرمائیے۔ حضور نے کچھ عذر کیا۔ وہ کہنے لگا اگر حضور قبول نہیں کرینگے تو وعید نازل ہوگی۔ حضرت صاحب اسکی اس جہالت کی بات پر ہنس پڑے اور دعوت قبول فرمالی۔ ان دنوں میں لیکھرام اور آتھم کی پیشگوئیوں کے تذکرہ کی وجہ سے وعدۂ الٰہی اور وعید الٰہی کا لفظ کثرت سے لوگوں کی زبانوں پر تھا۔ اس نے بھی اپنی جہالت میں یہ لفظ حضرت صاحب کی شان میں کہہ دیا۔

(959) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کہ ایک مرتبہ میرا ایک لڑکا مسمّی عنایت اللہ بیمار ہوگیا۔ مَیں اُسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس برائے علاج لے گیا۔ آپ نے بعد نماز عشاء فرمایا کہ اس لڑکے کو باہر ہوا میں لے جائیں کیونکہ اس کو تپ محرقہ ہے اور ہمارے مکان چونکہ گرم ہیں اس لئے یہاں مناسب نہیں اور ایک بادکش بھی ہم کو دی اور آدھ سیر مصری دے کر فرمایا کہ گاؤزبان کے پتے بھگو کر اسکو دیتے رہو۔

ہم اسے اسی وقت باہر لے گئے۔ وہاں دو تین روز رہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے علاج کرواتے رہے۔ مگر وہ زیادہ بیمار ہوگیا۔ لہٰذا ہم اسے موضع کھارہ سے گھر واپس لے گئے۔ گھر آکر اس کو آرام ہوگیا۔ مگر کلّی صحت نہ ہوئی تھی۔ اس لئے دوبارہ پھر حضرت صاحب سے اس کا حال بیان کیا کہ حضور اسکو پیٹ میں درد ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ اسکے پیٹ میں سُدا ہوگیا ہے۔ رومی مصطگی اور گلقند کھلاؤ چونکہ ہر روز قادیان جانا پڑتا تھا۔ اور اس کو صحت نہ ہوتی تھی۔ تو حضور نے فرمایا کہ اس کو پھر قادیان لے آؤ۔ پھر یہاں ہی علاج ہوتا رہا اور خدا کے فضل سے اس کو صحت ہوگئی اور جب میں قادیان میں ہی تھا تو مجھے پیغام ملا کہ میرے گھر ایک اور لڑکا پیدا ہوا ہے اور پہلے لڑکے کو بھی اللہ تعالیٰ نے کامل شفا عنایت کر دی ہے۔ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ لڑکا خدا کے فضل سے اور حضور کی دعاؤں کی برکت سے صحت یاب ہوگیا ہے اور اس کا ایک بھائی بھی پیدا ہوا ہے۔ حضور اس کا نام تجویز فرمادیں آپ نے فرمایا کہ اسکا نام رحمت اللہ رکھو کیونکہ یہ نام رسول کریم ﷺ کا ہے جیسے فرمایا: وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، حصہ سوم، مطبوعہ قادیان 2008)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 18 / دسمبر 2022ء بروز اتوار 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم چودھری حبیب اللہ صاحب

(صدر جماعت نارتھ ہیمٹن، یو.کے)

14 / دسمبر 2022ء کو 76 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ مکرم چودھری رحمت اللہ صاحب کے بیٹے اور حضرت منشی کرم علی صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ 1975ء میں پاکستان سے برلن (جرمنی) شفٹ ہوئے جہاں بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق پائی۔ پھر یو کے آنے کے بعد نارتھ ہیمٹن جماعت میں مختلف حیثیتوں سے خدمت بجالانے کے علاوہ یہاں بھی صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ ہزاروں پمفلٹس تقسیم کیے۔ جماعت کی خدمت کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ مرحوم نماز و روزہ کے پابند، لوگوں کے ساتھ انتہائی پیار و محبت سے ملنے والے، خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے ایک نیک انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم محمد مقصود الحق صاحب (بنگلہ دیش)

13 / نومبر 2022ء کو اپنے دفتر میں اچانک حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ جماعت کے مختلف عہدوں پر فائز رہے اور زندگی کے آخری سانس تک جماعتی ذمہ داریوں کو بڑے احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق پائی۔ بہت ہنس مکھ اور ہردلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ بڑی الحاح اور تضرع کے ساتھ تہجد اور باقی نمازیں ادا کرتے تھے۔ وفات کے بعد غیر از جماعت پڑوسیوں نے بتایا ہے کہ ان کی تلاوت قرآن سن کر ہم جاگتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ بڑی باقاعدگی سے کرتے تھے اور اہم باتیں اپنی ڈائری میں نوٹ کرتے تھے۔ خلافت سے بے حد محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھیں پرنم ہو جاتی تھیں۔ بہت ہی سادہ زندگی بسر کرنے والے اور منکسر المزاج نیک انسان تھے۔ پیغام حق پہنچانے میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کی اہلیہ مکرمہ نور النہار مقصود صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ بنگلہ دیش کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔

(2) مکرمہ امۃ الجمیل صاحبہ

اہلیہ مکرم عبد الجمیل بھٹی صاحب (شاہدرہ لاہور)

28 / نومبر 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حکیم احمد دین صاحبؓ کے خاندان سے تھا۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، نظام جماعت اور خلافت کی اطاعت گزار، بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

(3) مکرم ملک منور احمد جہلمی صاحب (ربوہ)

2 / نومبر 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے میٹرک کے بعد بیت المال صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں بطور کلرک کام کا آغاز کیا اور اکتالیس سال کے بعد یہیں سے ریٹائر ہوئے۔ آپ جسمانی طور پر کمزور اور نحیف تھے لیکن بڑے ہمت وحوصلہ سے کام کیا کرتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ سلسلہ کی کتب کے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ گھر میں آنے والے غیر از جماعت مہمانوں کو تبلیغ کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(4) مکرمہ ڈاکٹر صادقہ سلطانہ صاحبہ

اہلیہ مکرم پروفیسر نعیم الحق صاحب (کوئٹہ)

27 / نومبر 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ کوئٹہ کے ایک بہت پرانے نہایت مخلص اور معروف خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کے والد مکرم میاں بشیر احمد صاحب مرحوم نہ صرف ایک بڑے قابل سرکاری افسر تھے بلکہ کافی عرصہ کوئٹہ جماعت کے امیر بھی رہے۔ اسی طرح مرحومہ کے دادا مکرم ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب مرحوم بھی کوئٹہ جماعت کے امیر رہ چکے ہیں۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، خلافت کی عاشق، بہت دعا گو، ہمدرد اور نافع الناس وجود تھیں۔ تمام چندوں اور مالی تحریکات میں کھلے دل سے حصہ لیتی تھیں۔ لجنہ کی طرف سے جو بھی کام سپرد ہوتا اسے بخوشی قبول کرتیں اور پوری کوشش سے اسے سرانجام دیتی تھیں۔ آپ کافی عرصہ کوئٹہ سول ہسپتال میں زچہ بچہ کے وارڈ میں واحد نگران ڈاکٹر تھیں جہاں تمام بلوچستان سے مریض آتے تھے۔ کچھ عرصہ کراچی سوشل سیکورٹی ہسپتال لانڈھی میں بھی کام کیا۔ 1984ء سے کوئٹہ میں پرائیوٹ ہسپتال بنا کر مریضوں کی خدمت کر رہی تھیں۔ لوگوں کی خدمت، رفاہ عامہ کے کاموں اور غریبوں کے مفت علاج کی وجہ سے شہر میں بہت عزت سے جانی جاتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کے ایک بھائی ڈاکٹر لئیق احمد صاحب نے نصرت جہاں کے تحت غانا اور گیمبیا میں خدمت کی توفیق پائی۔

(5) مکرم طاہر ذیشان افضل صاحب

ابن مکرم محمد افضل قمر صاحب (مغلپورہ، لاہور)

5 / اکتوبر 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے پڑدادا مکرم میاں دین محمد صاحب مرحوم کے ذریعہ آئی۔ جنہوں نے ایک رؤیا کی بنا پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ مرحوم نے ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد لاہور سے آئی سی ایس کا امتحان پاس کیا اور پھر بی ایس سی کمپیوٹر سائنس کی ڈگری مکمل کی۔ آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور میں نائب ناظم عمومی کے علاوہ مقامی سطح پر سیکرٹری امور خارجہ اور مجلس خدام الاحمدیہ میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ نظارت خدمت درویشان کے تحت لاہور میں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے متواتر ڈیوٹی دیتے آرہے تھے۔ مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کی عمومی ٹیم کے ایک بہت فعال رکن تھے اور ہر ڈیوٹی کو اچھے طریقے سے سرانجام دیتے رہے۔ بہت نفیس، عاجز، اطاعت گزار اور ذمہ دار شخصیت کے مالک تھے۔ ہر ایک سے ہمیشہ مسکراتے چہرے کے ساتھ ملتے۔ خلافت اور جماعت کے سچے عاشق تھے۔ جماعتی کاموں کو پوری محنت اور دیانتداری سے ادا کرتے تھے۔ جب بھی کوئی مالی تحریک ہوتی ہمیشہ اس پر لبیک کہتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدین اور اہلیہ کے علاوہ دو بچیاں شامل ہیں۔

(6) مکرم ڈاکٹر نعیم احمد قریشی صاحب

(پیپلز کالونی فیصل آباد)

16 / اگست 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم پیپلز کالونی فیصل آباد کے صدر کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے۔ بہت اعلیٰ اخلاق کے مالک، خدمت کے جذبہ سے سرشار، ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ اپنے اخلاق کی وجہ سے نہ صرف جماعتی حلقوں میں بلکہ غیر از جماعت میں بھی گرویدہ تھے۔ جماعتی پروگراموں کیلئے ہمیشہ اپنا گھر پیش کیا کرتے تھے۔

(7) مکرم محمد یاسین صاحب

ابن مکرم عبد الحفیظ صاحب (چک لالہ، ضلع سیالکوٹ)

16 / جولائی 2022ء کو 58 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم جماعت کے صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ اس سے قبل 9 سال سیکرٹری مال بھی رہے۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، اعلیٰ اخلاق کے مالک، بہت دیانت دار، اطاعت گزار اور سلجھے ہوئے انسان تھے۔ جماعتی پروگراموں میں شمولیت کو ترجیح دیتے اور باقاعدگی سے ان میں شرکت کیا کرتے تھے۔ مالی قربانی میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

(8) عزیزہ ایمن طاہر بنت مکرم طاہر احمد بھٹی صاحب

(عنایت پور بھٹیاں ضلع چنیوٹ)

4 / ستمبر 2022ء کو 13 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ قرآن پاک حفظ کر رہی تھیں۔ جماعتی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتی تھیں۔ چھوٹی عمر سے ہی جماعت سے لگاؤ تھا۔ ہر ایک سے عزت اور احترام سے پیش آتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت دَور کے آخری معرکہ یعنی فتح دمشق کا تفصیلی تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 2 / ستمبر 2022 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال فتح دمشق کی بابت حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: فتح دمشق تیرہ ہجری میں ہوئی۔ یہ آخری جنگ تھی جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ہوئی۔ ابتدا میں یہ بت پرستی کا بہت بڑا مرکز تھا لیکن جب عیسائیت آئی تو اسکے بت کدے کو کلیسیا بنا دیا گیا۔ یہاں عرب بھی آباد تھے اور مسلمانوں کے تجارتی قافلے یہاں آتے رہتے تھے اور اسی وجہ سے انہیں یہاں کے بارے میں معلومات حاصل تھیں۔ دمشق ایک قلعہ نما فصیل بند شہر تھا۔ حفاظت اور پائیداری کی وجہ سے اسے امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ اسکی فصیل بڑے بڑے پتھروں سے بنائی گئی تھی۔ فصیل کی اونچائی چھ میٹر تھی۔ اس میں انتہائی مضبوط دروازے لگائے گئے تھے۔ فصیل کی چوڑائی تین میٹر تھی۔ دروازے مضبوطی سے بند کیے جاتے تھے۔ فصیل کے چاروں طرف گہری خندق تھی جس کی چوڑائی تین میٹر تھی۔ اس خندق کو دریا کے پانی سے ہمیشہ بھر کر رکھا جاتا تھا۔ اس طرح دمشق کافی مضبوط اور محفوظ حیثیت رکھتا تھا جس میں داخل ہونا آسان نہ تھا۔

سوال حضرت ابوبکرؓ نے شام کی جانب مختلف لشکر روانہ فرمائے تو حضرت ابوعبیدہؓ کو کہاں پہنچنے کا حکم دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب حضرت ابوبکرؓ نے شام کی جانب مختلف لشکر روانہ فرمائے تو حضرت ابوعبیدہؓ کو ایک لشکر کا امیر بنا کر حمص پہنچنے کا حکم دیا۔ حمص دمشق کے قریب شام کا ایک قدیم مشہور اور بڑا شہر تھا۔

سوال حضرت ابوبکرؓ کے ارشاد پر حضرت خالد بن ولیدؓ نے دمشق پہنچ کر کیا کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ کے ارشاد پر حضرت خالد بن ولیدؓ نے دمشق پہنچ کر دوسرے اسلامی لشکر کے ساتھ اسکا محاصرہ کرلیا۔ اہل دمشق قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر مسلمانوں پر پتھر اور تیر برساتے تھے۔ مسلمان چمڑے کی ڈھالوں سے اپنے آپ کو بچاتے۔ موقع پا کر مسلمان بھی ان کو تیر مارتے۔ اس طرح بیس دن کا عرصہ گزر گیا لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

سوال اہل دمشق کس وجہ سے تنگی میں تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اہلِ دمشق قلعہ میں محصور ہونے کی وجہ سے سخت تنگی میں تھے۔ قلعہ میں رسد بھی ختم ہونے والی تھی۔ اسکے علاوہ اہل دمشق کے کھیت قلعہ سے باہر تھے لہٰذا ان کی کاشتکاری کے کاموں کو نقصان ہو رہا تھا۔ قلعہ میں غلہ نہیں آسکتا تھا۔ اشیائے صَرف کی بھی قلت تھی۔ محاصرے کی طوالت کی وجہ سے وہ سخت پریشانی اور مصیبت میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اسی دوران جبکہ دمشق کے محاصرے کو بیس دن گزر چکے تھے مسلمانوں کو خبر ملی کہ ہِرَقل بادشاہ نے اجنادَین کے مقام پر رومیوں کا بھاری لشکر جمع کیا ہے۔

سوال حضرت خالدؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو کیا مشورہ دیا اور حضرت ابوعبیدہ نے کیا جواب دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت خالدؓ بابِ شرقی سے روانہ ہو کر بابِ جابیہ پر حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس آئے اور کہ ہم دمشق کا محاصرہ ترک کر کے اجنادَین میں رومی لشکر سے نپٹ لیں اور اگر اللہ نے ہمیں فتح دی تو پھر یہاں واپس لوٹ آئیں گے اور دمشق کا مسئلہ حل کریں گے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا کہ میری رائے اسکے برعکس ہے کیونکہ بیس دن تک قلعہ میں محصور رہنے کی وجہ سے اہل دمشق تنگ آ گئے ہیں اور ہمارا رعب ان کے دلوں میں سما گیا۔ اگر ہم یہاں سے کوچ کر گئے تو ان کو راحت حاصل ہو گی اور وہ کھانے پینے کی چیزیں قلعہ میں کثیر تعداد میں ذخیرہ کرلیں گے اور جب ہم اجنادَین سے یہاں واپس آئیں گے تو یہ لوگ طویل عرصہ تک ہمارا مقابلہ کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

سوال حضرت خالدؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کی رائے سن کر کیا کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت خالدؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے محاصرہ جاری رکھا اور دمشق کے قلعہ کے متفرق دروازوں پر مسلمانوں کے تمام متعین سرداروں کو حکم دیا کہ اپنی اپنی طرف سے حملہ میں شدت اختیار کریں۔

سوال رومیوں نے جب دیکھا کہ ہماری مدد کیلئے ہِرَقل بادشاہ کا لشکر آرہا ہے تو ان کا کیا ردعمل تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مسلمانوں نے دیکھا کہ قلعہ کی دیوار پر جو رومی تھے وہ دفعۃً تالیاں بجا کر ناچنے کودنے لگے اور خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ مسلمان حیرت سے ان کو دیکھنے لگے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے ایک جانب دیکھا تو ایک بڑا غبار اس طرف اٹھتا ہوا نظر آیا۔ اس کی وجہ سے آسمان تاریک نظر آتا تھا۔ حضرت خالدؓ فوراً سمجھ گئے کہ اہل دمشق کی مدد کیلئے ہِرَقل بادشاہ کا لشکر آرہا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں چند مخبروں نے اس خبر کی تصدیق بھی کر دی۔

سوال حضرت خالدؓ نے ہرقل بادشاہ کے لشکر کے مقابلہ کیلئے حضرت ابوعبیدہ سے کیا مشورہ کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت خالدؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ سے کہا کہ میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ تمام لشکر لے کر ہِرَقل بادشاہ کے بھیجے ہوئے لشکر سے مقابلہ کیلئے جاؤں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر ہم نے اس جگہ کو چھوڑ دیا تو اہلِ دمشق قلعہ سے باہر آ کر ہم سے جنگ کریں گے۔ ایک طرف سے ہِرَقل کا لشکر حملہ آور ہو گا اور دوسری طرف سے اہلِ دمشق حملہ کریں گے۔ ہم رومیوں کے دو لشکروں کے درمیان مصیبت میں پھنس جائیں گے۔

سوال رومیوں اور ہرقل بادشاہ کے لشکر کے متعلق حضرت ابوعبیدہؓ نے ان کو کیا رائے دی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا تم ایک جری اور بہادر شخص کا انتخاب کرو اور اس کے ساتھ ایک جماعت کو دشمن کے مقابلے کیلئے روانہ کرو۔

سوال حضرت خالد بن ولیدؓ نے رومی لشکر سے مقابلے کیلئے کس کو روانہ کیا؟

جواب حضور نے فرمایا: حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ضِرار بن اَزْوَرؓ کو پانچ سو سواروں کا لشکر دے کر رومی لشکر سے مقابلے کیلئے روانہ کیا۔ ایک دوسری روایت میں حضرت ضِرارؓ کے لشکر کی تعداد پانچ ہزار بھی بیان ہوئی ہے۔

سوال حضرت ضرار کے سپاہیوں نے ان سے کیا کہا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: چند سپاہیوں نے رومیوں کا لشکر دیکھ کر آپؓ سے کہا کہ یہ لشکر بہت بڑا ہے اور ہم صرف پانچ سو ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ ہم واپس چلیں اور اپنے لشکر کے ساتھ مل کر اس کا مقابلہ کریں۔

سوال حضرت ضِرارؓ نے جواباً سپاہیوں کو کیا کہا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ضِرارؓ نے کہا دشمن کی کثرت سے مت گھبراؤ۔ خدا نے بہت دفعہ قلت کو کثرت پر غالب کیا ہے۔ وہ اب بھی ہماری مدد کرے گا۔ ساتھیو! واپس جانا تو جہاد سے فرار ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ کیا تم عرب کی بہادری اور جاں نثاری کو داغ لگاؤ گے؟ جسے واپس جانا ہو چلا جائے۔ مَیں تو لڑوں گا۔ اسلام کے نام کو بلند کروں گا۔ خدا مجھے بھاگتے ہوئے نہ دیکھے۔

سوال حضرت ضِرارؓ کی باتوں کا اثر ان کے لشکر پر کس طرح کا ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس پر تمام مسلمان یک زبان ہو کر بولے کہ ہم اسلام پر نثار ہوں گے۔ شہادت کا مرتبہ پائیں گے یعنی کہ ہم تیار ہیں جنگ کیلئے۔ حضرت ضِرارؓ خوش ہو گئے۔ لڑائی ہوئی لیکن حضرت ضرار رومی سپاہیوں کے ہاتھ قید ہو گئے۔

سوال حضرت ضِرارؓ کی گرفتاری کی خبر جب حضرت خالدؓ کو پہنچی تو آپ نے سپاہیوں سے کیا فرمایا؟

جواب حضرت خالدؓ نے سپاہیوں کو ہدایت کی کہ جیسے ہی دشمن ملے اس پر اچانک حملہ کرنا۔ اگر ضِرار کو ان لوگوں نے قتل نہ کیا ہو تو شاید ہم ضِرار کو چھڑا لائیں گے اور اگر ضِرار کو شہید کیا ہو تو بخدا ہم ان سے بھرپور انتقام لیں گے۔ تاہم مجھے امید ہے کہ اللہ ہم کو ضرار کے متعلق صدمہ نہیں دے گا۔

سوال حضرت خالدؓ نے مسلمانوں کو دمشق کا محاصرہ ختم کرنے کے متعلق کیا حکم دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت خالدؓ نے مسلمانوں کے لشکر کو دمشق کا محاصرہ ختم کر کے اجنادَین کی طرف لشکر کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔

سوال اہلِ دمشق کہاں جمع ہوئے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اہلِ دمشق جتنے بھی لوگ تھے وہ ایک شخص کے پاس جمع ہو گئے جس کا نام بُولص تھا۔

سوال بُولص کون تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بولص ہِرَقل کا نہایت معتمد اور اعلیٰ درجہ کا تیرانداز تھا۔ اہل دمشق نے اس کو امیر بنایا اور ہر قسم کا لالچ دے کر جنگ کیلئے آمادہ کیا۔

سوال بولص کی بیوی نے خواب میں بولص کے بارے میں کیا دیکھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بولص کی بیوی نے بولص کو اپنی خواب یوں بتائی: کہ میں نے دیکھا کہ جنگ کے دوران اچانک اوپر سے عقاب آگئے۔ ایک نہیں کئی عقاب آگئے اور تم اور تمہارے ساتھیوں پر ایسے ٹوٹ پڑے کہ سب کو نیست و نابود کر دیا۔ نیز اس نے کہا کہ عُقاب نے زور سے تجھے ٹھونگ ماری اور تو بیہوش ہو گیا تھا۔

سوال بُولص نے اپنی بیوی کی خواب سن کر کیا کہا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بُولص نے اسکی باتیں سن کے اپنی بیوی کو تھپڑ مارا اور کہا کہ تیرے دل میں عربوں کا خوف بیٹھ گیا ہے۔

سوال بولص کتنے ہزار کا لشکر لیکر مسلمانوں کے تعاقب کیلئے نکلا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بُولص نہایت تیزی سے چھ ہزار سوار اور دس ہزار پیدل لشکر لے کر مسلمانوں کے پیچھے ان کے مقابلہ کیلئے نکل گیا اور اسلامی فوج کی عورتوں، بچوں، مال مویشی اور ابوعبیدہ کے ایک ہزار لشکر کا تعاقب کیا۔

سوال حضرت ضرار نے بولص کے بھائی کو کس طرح مارا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ضِرار نے اس کو ایک نیزہ مارا۔ وہ گھوڑے سے گرتے گرتے بچا۔ پھر ضِرار نے دوسرا وار کیا اور وہ ڈھیر ہو گیا۔

......☆......☆......☆......

> **بدظنی ایک ایسی برائی ہے جو معاشرے میں فساد پیدا کر دیتی ہے اور ایک چھوٹی سی بدظنی کی وجہ سے بھی خاندانوں میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے، رشتوں میں دوریاں پیدا ہو جاتی ہیں، عہدیداروں کے خلاف نفرتیں پیدا ہو جاتی ہیں**

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 19 / اگست 2005 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے سورۃ آل عمران آیت 165 کی تلاوت کی: لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ۔ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ ترجمہ: یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اسکی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

سوال حضور انور نے بدظنی کے تعلق سے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بدظنی ایک ایسی برائی ہے جو معاشرے میں فساد پیدا کر دیتی ہے اور ایک چھوٹی سی بدظنی کی وجہ سے بھی خاندانوں میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے، رشتوں میں دوریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ عہدیداروں کے خلاف نفرتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ عہدیداروں کے دلوں میں لوگوں کے خلاف نفرتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ (الحجرات: 13) کہ اَے لوگو! جو ایمان لائے ہو ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو کیونکہ بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے عمل سے چھوٹی سے چھوٹی سطح پر بھی بدظنی سے بچنے کے نمونے دکھائے ہیں تا کہ کسی کمزور ایمان والے کیلئے ٹھوکر کا باعث نہ ہو۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت حفیہؓ کے متعلق کون سا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک دفعہ اعتکاف میں تھے۔ مَیں رات کے وقت آپؐ سے ملنے آئی۔ کچھ دیر باتیں کرتی رہی۔ جب واپس جانے کیلئے اٹھی تو حضور ﷺ بھی کچھ دور چھوڑنے کیلئے میرے ساتھ تشریف لے گئے۔ ہم دونوں جا رہے تھے کہ پاس سے دو انصاری گزرے۔ جب انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو تیزی سے آگے نکل گئے۔ آنحضور ﷺ نے ان کو فرمایا: ٹھہرو، یہ میری بیوی صفیہ ہے۔ اس پر ان انصاری نوجوانوں نے عرض کیا: سبحان اللہ! معاذ اللہ! کیا ہم آپؐ پر بدگمانی کر

سکتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا شیطان انسان میں اس طرح سرایت کر جاتا ہے جس طرح خون رگوں میں چلتا ہے۔ مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں کوئی بدگمانی پیدا نہ ہو اور تم ہلاک نہ ہو جاؤ۔

سوال اچھے اور برے کی رسول کریم ﷺ نے کیا پہچان بیان فرمایا؟

جواب ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ﷺ مجھے کس طرح علم ہو کہ مَیں اچھا کر رہا ہوں یا برا کر رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اپنے پڑوسی کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم بڑے اچھے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا طرز عمل اچھا ہے۔ اور جب تم پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم بہت بُرے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا رویہ برا ہے۔

سوال اعلیٰ اخلاق قائم کرنے کیلئے کیا ضروری ہے؟

جواب حضور نے فرمایا: اس وقت تمہارے اعلیٰ اخلاق قائم ہوں گے جب تم اپنے آپ کو قوم کا خادم سمجھو گے اور قوم کی خدمت کیلئے اپنی تمام تر صلاحتیں بروئے کار لاؤ گے۔ اپنے ذاتی فوائد حاصل کرنے کی بجائے لوگوں کی خدمت کی طرف توجہ دو گے تو تبھی تم اچھے افسر اور اچھے لیڈر کہلا سکتے ہو۔

سوال آنحضرت ﷺ بد اخلاق انسان کے ساتھ کس طرح پیش آتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے آنحضور ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ آنحضور ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا یہ اپنے گھرانے میں بہت ہی بُرا بھائی ہے اور اپنے خاندان کا بہت ہی بُرا بیٹا ہے۔ جب وہ آکر بیٹھ گیا تو آنحضور ﷺ نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سے نہایت خوش اخلاقی سے گفتگو فرمائی۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول! جب آپؐ نے اسے دیکھا تو اسکے بارے میں فلاں فلاں بات کی اور پھر اس سے گفتگو کے دوران آپ نے کمال خندہ پیشانی کا مظاہرہ فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا عائشہ! تو نے کب مجھ کو بدزبانی کرتے ہوئے پایا۔ یقیناً سب سے بُرا آدمی اللہ کے نزدیک قیامت کے دن وہ ہوگا جس کی بدی سے ڈر کر لوگ اس کی ملاقات چھوڑ دیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ کی بابت کیا فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: جو اخلاق فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کا قرآن شریف میں ذکر ہے وہ حضرت موسیٰؑ سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ تمام ان اخلاق فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے اور نیز آنحضرت ﷺ کے حق میں فرمایا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم: 5) تُو خلق عظیم پر ہے اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کے انتہائی کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

سوال آنحضرت ﷺ کے دعویٰ نبوت سے قبل عرب کی کیا حالت تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ کے دعویٰ نبوت سے قبل عورت کی عزت نہیں تھی، لڑکی پیدا ہوتی تو اسے مار دیا جاتا۔ تکبر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ شراب خوری، جؤا اور زنا کو بڑائی کا نشان سمجھا جاتا تھا۔ بڑے فخر سے اس کو بیان کیا جاتا تھا۔ غرض کہ ان لوگوں کے اخلاق انتہائی گرے ہوئے تھے۔ زندگی کا کوئی پہلو بھی لے لو ذلیل ترین حرکتیں ہوا کرتی تھیں۔

سوال آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ کی بابت حضرت عائشہؓ کی کون سی روایت ملتی ہے؟

جواب حضرت عائشہؓ نے فرمایا: ایک مرتبہ آنحضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ تھے۔ مَیں نے آپ کیلئے کھانا تیار کیا اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی کھانا تیار کیا۔ اور حفصہ نے مجھ سے پہلے کھانا تیار کر کے بھجوا دیا میں نے اپنی خادمہ سے کہا جاؤ اور حفصہ کے کھانے کا برتن انڈیل دو۔ اس نے آنحضور ﷺ کے سامنے کھانے کا پیالہ رکھتے ہوئے انڈیل دیا جس سے پیالہ ٹوٹ گیا اور کھانا زمین پر بکھر گیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کے ٹکڑوں اور کھانے کو جمع کیا اور چمڑے کے دستر خوان پر رکھا اور وہاں سے اس بچے ہوئے کھانے کو کھایا اور پھر میرا پیالہ حضرت حفصہ کی طرف لوٹاتے ہوئے فرمایا کہ اپنے برتن کے عوض یہ برتن رکھ لو اور جو اس برتن میں ہے وہ بھی کھاؤ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لیکن آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر کوئی ایسے آثار نہیں تھے جس سے بہت زیادہ ناراضگی کا اظہار ہوتا ہو۔

سوال ابورافع بن عمروؓ کی بابت جب کسی نے شکایت کی کہ وہ انصار کی کھجوروں پر پتھر مار مار کر پھل گراتے ہیں تو رسول کریم ﷺ نے انہیں کیا نصیحت کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ابورافع بن عمرو کے چچا سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مَیں ابھی بچہ ہی تھا تو انصار کی کھجوروں پر پتھر مار مار کر پھل گرایا کرتا تھا۔ آنحضرت ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا تو آپؐ سے عرض کیا گیا کہ یہاں ایک لڑکا ہے جو ہماری کھجوروں کو پتھر مارتا اور پھل گراتا ہے۔ چنانچہ مجھے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو آپؐ نے پوچھا کہ اے لڑکے تو کیوں کھجوروں کو پتھر مارتا ہے۔ میں نے عرض کیا تاکہ میں کھجوریں کھا سکوں۔ فرمایا کہ آئندہ کھجور کے درخت کو پتھر نہ مارنا۔ ہاں جو پھل گر جائے اسے کھا لیا کر۔ پھر آپ نے میرے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا اور دعا دی کہ اے میرے اللہ! اسکا پیٹ بھر دے۔

سوال آنحضرت ﷺ نے برائی چھوڑنے کا کیا نسخہ بتایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک دفعہ ایک شخص کو آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم تمام برائیاں نہیں چھوڑ سکتے تو جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ چنانچہ اس ایک برائی کے چھوڑنے سے آہستہ آہستہ اس کی تمام برائیاں دور ہو گئیں۔

سوال جھوٹ چھوڑنے کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور نے فرمایا: جیسا کہ مَیں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ جھوٹ شرک کی طرف لے جانے والی چیز ہے۔ اسلئے آپؐ کو جھوٹ سے شدید نفرت تھی۔ یہ ایسی برائی ہے جو انسان کو تباہی کے گڑھے میں لے جاتی ہے۔ آپؐ اپنی امت کو اس سے بچنے کیلئے شدت سے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ (سورۃ البقرہ:188) ترجمہ: کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ فجر (کے ظہور) کی وجہ سے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے تمہارے لئے ممتاز ہو جائے۔ پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔

طالب دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرماتے تو بسا اوقات اِن محبت بھرے الفاظ میں ذکر فرماتے کہ "ہمارے آنحضرتؐ" نے یوں فرمایا ہے۔ اِسی طرح تحریر میں نام کے بعد پورا درود یعنی "ﷺ" لکھا کرتے تھے۔

حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے رضی اللہ عنہ اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت اُس کمال کے مقام پر تھی جس پر کسی دوسرے شخص کی محبت نہیں پہنچتی۔" (سیرۃ المہدی، روایت نمبر 547، مطبوعہ قادیان 2008)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ بیان فرماتے ہیں:

مَیں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ مَیں نے آپ سے بہتر، آپ سے زیادہ خلیق، آپ سے زیادہ نیک، آپ سے زیادہ بزرگ، آپ سے زیادہ اللہ اور رسول کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا، آپ ایک نور تھے جو انسانوں کیلئے دُنیا پر ظاہر ہوا۔ اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اِس زمین پر برسی اور اُسے شاداب کر گئی۔ اگر حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ بات سچی کہی تھی کہ "كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ" تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت اِسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ "كَانَ خُلُقُهُ حُبَّ مُحَمَّدٍ وَاِتِّبَاعِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ" (سیرۃ المہدی، روایت نمبر 975، مطبوعہ قادیان 2008)

مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ نے بیعت سے قبل آپ کی چند نظمیں پڑھیں تو آپ کے دل نے یہ گواہی دی کہ :

"دُنیا بھر میں اس شخص کے برابر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق نہیں ہوا ہوگا۔" (حیات قدسی، صفحہ 18)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"اگر حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے اخلاقِ ذاتی کا مطالعہ کیا جاوے تو خدا اور اُس کے رسول کی محبت ایک نہایت نمایاں حصہ لئے ہوئے نظر آتی ہے۔ آپ کی ہر تقریر وتحریر ہر قول وفعل ہر حرکت وسکون اِسی عشق ومحبت کے جذبہ سے لبریز پائے جاتے ہیں اور یہ عشق اِس درجہ کمال کو پہنچا ہوا تھا کہ تاریخِ عالم میں اِس کی نظیر نہیں ملتی، دشمن کی ہر سختی کو آپ اِس طرح برداشت کر جاتے تھے کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں اور اُس کی طرف سے کسی قسم کی ایذا رسانی اور تکلیف دہی اور بدزبانی آپ کے اندر جوش وغیظ وغضب کی حرکت نہ پیدا کر سکتی تھی مگر آنحضرت ﷺ کے وجود باجود کے خلاف ذراسی بات بھی آپ کے خون میں وہ جوش اور اُبال پیدا کر دیتی تھی کہ اُس وقت آپ کے چہرہ پر جلال کی وجہ سے نظر نہ جم سکتی تھی۔ دشمن اور دوست، اپنے اور بے گانے سب اِس بات پر متفق ہیں کہ جو عشق ومحبت آپ کو سرورِ کائنات کی ذات والا صفات سے تھا اُس کی نظیر کسی زمانہ میں کسی مسلمان میں نہیں پائی گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کی زندگی کا ستون اور آپ کی روح کی غذا بس یہی محبت ہے۔ جس طرح ایک عمدہ قسم کے اسفنج کا ٹکڑہ جب پانی میں ڈال کر نکالا جاوے تو اُس کا ہر رگ وریشہ اور ہر خانہ وگوشہ پانی سے بھرپور نکلتا ہے اور اُس کا کوئی حصہ ایسا نہیں رہتا کہ جس میں پانی کے سوا کوئی اور چیز ہو، اِسی طرح ہر دیکھنے والے کو نظر آتا تھا کہ آپ کے جسم اور روح مبارک کا ہر ذرّہ عشقِ الٰہی اور عشقِ رسول سے ایسا بھرپور ہے کہ اِس میں کسی اور چیز کی گنجائش نہیں" (سیرۃ المہدی، روایت نمبر 324، مطبوعہ قادیان 2008)

تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ　　اپنے سینہ میں یہ اِک شہر بسایا ہم نے
نقش ہستی تری الفت سے مٹایا ہم نے　　اپنا ہر ذرّہ تری راہ میں اڑایا ہم نے
دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی　　آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

سامعین کرام! عشق کا تقاضا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجا جائے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کثرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے۔ شرائط بیعت کی تیسری شرط میں آپ نے اپنی جماعت کو آنحضرت ﷺ پر باقاعدگی سے درود بھیجنے کی تعلیم دی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل وجان اس سے معطر ہو گیا۔ اُسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تُو نے محمدؐ کی طرف بھیجی تھیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور ایسا ہی عجیب ایک اور قصہ یاد آیا ہے کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادہ الٰہی احیاءِ دین کیلئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص محیی کی تعین ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا هٰذَا رَجُلٌ يُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 598، حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک عربی منظوم کلام میں فرماتے ہیں :

حَمَامَتُنَا تَطِيْرُ بِرِيْشِ شَوْقٍ　　وَفِيْ مِنْقَارِهَا تُحَفُ السَّلَامِ
اِلٰى وَطَنِ النَّبِيِّ حَبِيْبِ رَبِّيْ　　وَسَيِّدِ رُسُلِهٖ خَيْرِ الْاَنَامِ

ہمارے دل کا کبوتر شوق کے پروں پر سوار ہو کر میرے ربّ کے حبیب سید الرّسل خیر الانام کے وطن کی

طرف درود وسلام کے تحائف لے کر اُڑا جاتا ہے۔ (حمامۃ البشریٰ)

معزز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے آقا و مولیٰ سے عشق کا یہ عالم تھا کہ آپؐ کے خلاف ایک ادنیٰ سی بات بھی برداشت نہیں کرتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک عرب غالباً اس کا نام محمد سعید تھا، قادیان میں دیر تک رہا۔ ایک روز حضور علیہ السلام بعد نماز، مسجد مبارک میں حاضرینِ مسجد میں بیٹھے ہوئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک فرما رہے تھے کہ اُس عرب کے منہ سے یہ فقرہ نکل گیا کہ ''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غریب تھے'' پس عرب کا یہ کہنا ہی تھا کہ حضور علیہ السلام کو اِس قدر رنج ہوا کہ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور محمد سعید عرب پر وہ جھاڑ ڈالی کہ وہ متحیر اور مبہوت ہو کر خاموش ہو گیا اور اُس کے چہرہ کا رنگ فق ہو گیا۔ فرمایا: ''کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غریب تھا جس نے ایک رومی شاہی ایلچی کو اُحد پہاڑ پر سارا کا سارا مال مویشی عطا کر دیا تھا وغیرہ۔ اُس کو مالِ دنیا سے لگاؤ اور محبت نہ تھی'' (سیرۃ المہدی، روایت نمبر 1246، مطبوعہ قادیان 2008)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

آپ کبھی کسی شخص پر اپنے ذاتی کام اور ذاتی نقصان کی وجہ سے ناراض نہیں ہوئے اور کوئی ایسی مثال پائی نہیں جاتی لیکن جب کوئی مقابلہ دین کا پیش آ جاوے تو آپ اس موقع پر کبھی اس کو نظر انداز نہ کرتے تھے اور اس معاملہ میں وہ کبھی کسی کی پروانہ کرتے تھے خواہ وہ کتنا ہی عزیز اور رشتہ داری کے تعلقات رکھنے والا کیوں نہ ہو۔ یہ ناممکن تھا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف یا قرآن مجید کے خلاف کوئی بات سن سکیں...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کو جو محبت اور عشق تھا اس کی نظیر نہیں ملتی چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں :

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم ...... ☆ ...... گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

آپ کے کلام سے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہیں نام اور ذکر آتا ہے، اُس وقت آپ کی حالت بالکل اَور ہو جاتی ہے محبت اور فدائیت کا ایک سمندر ہے جو موجیں مار رہا ہے۔ عربی، فارسی، اردو میں جو مدح آپؑ نے نبی کریم ﷺ کی کی ہے اس کی شان ہی نرالی ہے۔ غرض دُنیا کی تمام محبوب ترین چیزوں میں سے آپ کو نبی کریم ﷺ کا وجود بہت پیارا تھا اور وہ اس محبت اور پیار کو اس وقت سے رکھتے جبکہ شیر خوار تھے۔ خود فرماتے ہیں ع

عشقِ تُو دارم ازاں روزے کہ بودم شیر خوار

اور اس محبت اور عشق کا نتیجہ تھا کہ آپؐ کے لئے اس قدر غیرت اور جوش پیدا ہو گیا تھا کہ اس کے لئے سب کچھ قربان کر دینے کو ہمیشہ آمادہ رہتے تھے۔ یہ محبت یہ عشق ایک معرفت کا مقام تھا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے حسن و احسان کو جس رنگ میں آپ نے ظاہر کیا ہے تیرہ سو سال کے اندر اس کی نظیر نہیں ملتی۔ غرض اس غیرت دینی نے ہمیشہ اپنے وقت پر اپنا جلوہ دکھایا اور یہ ظہور آپ کی بعد بعثت اور قبل بعثت یکساں تھا جیسا کہ مَیں واقعات سے بتاتا ہوں۔

ابھی حضرت مسیح موعودؑ کا دُنیا میں کوئی دعویٰ نہ تھا بلکہ دنیا آپ کو نہ جانتی تھی، براہین احمدیہ بھی ابھی لکھی جانی شروع نہ ہوئی تھی، حضرت مسیح موعودؑ کے ایک چچا مرزا غلام حیدر مرحوم تھے...... ان کی اہلیہ بی بی صاحب جان تھیں۔ ایک مرتبہ ان کے منہ سے حضرت نبی کریم ﷺ کی شان میں کوئی بے ادبی کا کلمہ نکل گیا، باوجود اس احترام کے جو آپ بزرگوں کا کرتے تھے، اس بات کا اثر آپؑ کی طبیعت پر اس قدر ہوا اور اس قدر بے تابی آپ کے قلب میں پیدا ہوئی کہ اس کا اثر آپؑ کے چہرہ مبارک سے نمایاں تھا۔ وہ غصہ سے تمتما رہا تھا۔ اس حالت میں آپؑ کا کھانا بھی چھوٹ گیا محض اس لئے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی شان میں کیوں بے ادبی ہوئی۔ اس قدر رنج آپ کو ہوا کہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا۔ مخدومی خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب پنشنر جو اس روایت کے راوی ہیں بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب کو بہت ہی غصہ تھا اور انہوں نے اس واقعہ سے متاثر ہو کر ان کے ہاں کا کھانا پینا ترک کر دیا۔ (سیرت مسیح موعودؑ حصہ دوم، صفحہ 259 از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ اپنی کتاب سیرت المہدی میں فرماتے ہیں کہ :

''منشی ظفر احمد کپورتھلویؓ نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ لدھیانہ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ سر درد کا دورہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس قدر سخت ہوا کہ ہاتھ پیر برف کی مانند سرد ہو گئے۔ میں نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو نبض بہت کمزور ہو گئی تھی۔ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اسلام پر کوئی اعتراض یاد ہو تو اُس کا جواب دینے سے میرے بدن میں گرمائی آ جائے گی اور دَورہ موقوف ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی کہ حضور اِس وقت تو مجھے کوئی اعتراض یاد نہیں آتا۔ فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی نعت میں کچھ اشعار آپ کو یاد ہوں تو پڑھیں۔ میں نے براہین احمدیہ کی نظم ''اَے خدا! اے چارۂ آزارِ ما'' خوش الحانی سے پڑھنی شروع کر دی اور آپ کے بدن میں گرمائی آنی شروع ہو گئی۔ پھر آپ لیٹے رہے اور سنتے رہے۔ پھر مجھے ایک اعتراض یاد آ گیا...... جب میں نے......اعتراضات سنائے تو حضور کو جوش آ گیا اور فوراً آپؑ بیٹھ گئے اور بڑے زور کی تقریر جواباً کی۔ اَور بہت سے لوگ بھی آ گئے اور دَورہ ہٹ گیا۔'' (سیرت المہدی، جلد دوم حصہ چہارم، روایت نمبر 1039)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :

''منشی ظفر احمد کپورتھلویؓ نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ میں قیام پذیر تھے مَیں اور محمد خان مرحوم، ڈاکٹر صادق علی صاحب کو لے کر لدھیانہ گئے۔ (ڈاکٹر صاحب کپورتھلہ کے رئیس اور علماء میں سے شمار ہوتے تھے) کچھ عرصہ کے بعد حضور مہندی لگوانے لگے۔ اس وقت ایک آریہ آ گیا جو ایم .اے تھا۔ اس نے کوئی اعتراض اسلام پر کیا۔ حضرت صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا: آپ ان سے ذرا گفتگو کریں تو میں مہندی لگوا لوں۔ ڈاکٹر صاحب جواب دینے لگے مگر اُس آریہ نے جو جوابی تقریر کی تو ڈاکٹر صاحب خاموش ہو گئے۔ حضرت صاحب نے یہ دیکھ کر فوراً مہندی لگوانی چھوڑ دی اور اسے جواب دینا شروع کیا اور وہی تقریر کی جو ڈاکٹر صاحب نے کی تھی مگر اس تقریر کو ایسے رنگ میں بیان فرمایا کہ وہ آریہ حضور کے آگے سجدہ میں گر پڑا۔ حضور نے ہاتھ سے اُسے اٹھایا۔ پھر وہ دونوں ہاتھوں سے سلام کر کے پچھلے پیروں ہٹتا ہوا واپس چلا گیا۔'' (سیرت المہدی، جلد دوم، حصہ چہارم، روایت نمبر 1032)

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بدزبانی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اتنی شدید تکلیف ہوتی کہ اس کے مقابلہ پر جان و مال کی تکلیف کو آپؑ بالکل ہیچ سمجھتے۔ آپؑ فرماتے ہیں :

''اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دُکھتا جو اُن گالیوں اور اُس توہین سے جو ہمارے رسول کریم ﷺ کی کی گئی دُکھا۔'' (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد نمبر 5 صفحہ 52)

''میں حلفاً کہتا ہوں کہ میرے دل میں اصلی اور حقیقی جوش یہی ہے کہ تمام محامد اور مناقب اور تمام صفات جلیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کروں۔ میری تمام تر خوشی اسی میں ہے اور میری بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت دُنیا میں قائم ہو۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ میری نسبت جس قدر تعریفی کلمات اور تمجیدی باتیں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں یہ بھی درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف راجع ہیں اس لئے کہ مَیں آپؐ کا ہی غلام ہوں اور آپؐ ہی کے مشکوٰۃ نبوت سے نُور حاصل کرنے والا ہوں اور مستقل طور پر ہمارا کچھ بھی نہیں۔'' (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 215، مطبوعہ قادیان 2003)

''نبی کریمؐ کی فضیلت کُل انبیاء پر میرے ایمان کا جزوِ اعظم ہے اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے۔ یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اِس کو نکال دوں۔ بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کام کیا ہے جو نہ الگ الگ اور نہ مل مل کر کسی سے ہو سکتا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔'' (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 420، مطبوعہ قادیان 2003)

اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچّی متابعت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 10905: مَیں کنور سراج احمد ولد مکرم بشیر احمد خان صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان (بیروزگار) تاریخ پیدائش 12/اکتوبر 1966 پیدائشی احمدی، ساکن F1/3 (ADA Flats) ساکیت کالونی (شاہ گنج) ضلع آگرہ صوبہ یوپی، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 3 بیگھہ زمین بمقام ساندھن۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد بشارت خان   العبد: سراج احمد   گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10906: مَیں راحلہ بیگم زوجہ مکرم ولی محمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش یکم جنوری 1977ء تاریخ بیعت 1998، ساکن مکھرئی ڈاکخانہ رادھا کنڈ ضلع متھرا صوبہ یوپی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/500 روپئے وصول شد، زمین 180.56 ورگ گز جس پر دو کمروں پر مشتمل ایک کچا مکان اور پھوس کی چھت ہے۔ میرا گزارہ آمد از خوردونوش ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد بشارت خان   الامۃ: راحلہ بیگم   گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10907: مَیں ولی محمد ولد مکرم بابو صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش یکم جنوری 1973 تاریخ بیعت 1998 ساکن مکھرئی (ہاؤس نمبر 41) ڈاکخانہ رادھا کنڈ ضلع متھرا صوبہ یو۔پی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از خوردونوش ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد بشارت خان   العبد: ولی محمد   گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10908: مَیں فریحہ صدف زوجہ مکرم طاہر احمد گلبرگی صاحب مبلغ سلسلہ، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش یکم ستمبر 1992 پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: ایف بی 20 (فیس 1) چندن 1 ضلع متھرا صوبہ یوپی، مستقل پتا: احمدیہ محلہ (ہاؤس نمبر 1/7/57) ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/36,000 روپئے بذمہ خاوند، زیور طلائی: 1 ہار، 1 انگوٹھی، 1 جوڑی کان کی بالیاں (کل وزن 2 تولہ 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد بشارت خان   الامۃ: فریحہ صدف   گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10909: مَیں فیصل اعجاز ولد مکرم اعجاز احمد لون صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 6/ستمبر 2001 پیدائشی احمدی، ساکن ناصر آباد ضلع کلگام صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد بشارت خان   العبد: فیصل اعجاز   گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10910: مَیں حفصہ منصور بنت مکرم منصور احمد مسرور صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 28/جنوری 2002 پیدائشی احمدی، ساکن محلہ اقصیٰ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد بشارت خان   الامۃ: حفصہ منصور   گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10911: مَیں فرزانو بیگم زوجہ مکرم رشید احمد مبلغ سلسلہ، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش یکم جنوری 1991 پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: رامن پور کالونی ضلع ہاتھرس صوبہ یوپی، مستقل پتا: دیسراج کالونی ضلع پانی پت صوبہ ہریانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/31,000 روپئے، زیور طلائی: لونگ 260 رتی، بالی 5 گرام، جوئی 5 گرام، ٹیکا 2 گرام (22 کیریٹ) زیور نقرئی: پائل 196 گرام، پائل 67 گرام، ہار 33 گرام، انگوٹھی 3 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ: منصور احمد مسرور   الامۃ: فرزانو بیگم   گواہ: محمد بشارت خان

مسل نمبر 10912: مَیں یاسمین بنت مکرم محمد نسیم صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 1962 پیدائشی احمدی، ساکن روشن راسکو (فلیٹ 52) علی گڑھ صوبہ یوپی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از خوردونوش ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد بشارت خان   الامۃ: یاسمین   گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10913: مَیں سید عمران احمد ولد مکرم سید خالد احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 24/ستمبر 1995 پیدائشی احمدی، ساکن عثمانی ریزیڈنسی (1 فلور) فلیٹ 1 (علی گڑھ) صوبہ یوپی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد بشارت خان   العبد: سید عمران احمد   گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10914: مَیں طارق احمد ولد مکرم خالد احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 24 سال تاریخ بیعت 2012، ساکن دھوریہ (علی گڑھ) صوبہ یوپی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23/ستمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/3500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محسن الٰہی   العبد: طارق احمد   گواہ: عبدالرحیم فاتح

مسل نمبر 10915: مَیں سعدیہ رفیق ولد مکرم رفیق احمد بیگ صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 15/جولائی 2004 پیدائشی احمدی، ساکن محلہ دارالانوار شالی ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد بشارت خان   الامۃ: سعدیہ رفیق   گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10916: مَیں طاہرہ انور زوجہ مکرم عبدالرحیم فاتح صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 11/اگست 1992 پیدائشی احمدی، ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/75,000 روپئے، زیور طلائی: 2 ہار، 2 جوڑی کان کی بالیاں، 1 عدد گلے کی چین، 5/انگوٹھیاں، بالی ایک جوڑی، ایک جوڑی ٹاپس، زیور نقرئی: ایک جوڑی پائل۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد بشارت خان   الامۃ: طاہرہ انور   گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10917: مَیں سمیر گلزار ولد مکرم گلزار احمد راتھر صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 3/اپریل 2000 پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: ہاؤس نمبر 242 (احمدیہ مسجد) محلہ دلپتیاں (جموں) مستقل پتا: نئی بستی کالونی (شورت) ضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11/ستمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: فرید احمد میر   العبد: سمیر گلزار   گواہ: سعید احمد ڈار

مسل نمبر 10918: مَیں علی احمد خان ولد مکرم سلیمان خان صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 2/جنوری 1976 پیدائشی احمدی، ساکن کالی کاٹا ڈاکخانہ رشپور ضلع ہاوڑہ صوبہ مغربی بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17/اپریل 2022ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/22,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طاہر احمد خان   العبد: علی احمد خان   گواہ: اشرف علی خان

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 72 Thursday 9-16 - March - 2023 Issue. 10-11

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

جلوۂ جمال موعود

جس کے سب منتظر تھے وہ آیا ❁ دیں کو پھر آسمان سے لایا
لاکھوں مُردے جلادیئے جس نے ❁ گل ہزاروں کھلادیئے جس نے

(علمیؔ)

واہ وا کیا نصیب ہے اپنا — حق کا پیارا حبیب ہے اپنا
تھیں اسی کی بشارتیں مشہور — منتظر اسکے تھے سنین و دہور
مژدہ سب اہل دین نے پہنچایا — کہ حبیبِ خدا نے فرمایا

کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِیْکُمْ
اِبْنُ مَرْیَمَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ

جس کے سب منتظر تھے وہ آیا — دیں کو پھر آسمان سے لایا
لاکھوں مُردے جلادیئے جس نے — گل ہزاروں کھلادیئے جس نے
جس کی تعریف میں نبیؐ نے کہا — سچ اگر پوچھئے سبھی نے کہا

کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِیْکُمْ
اِبْنُ مَرْیَمَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ

اس کی آمد عجیب آمد ہے — آج پھر جلوۂ محمدؐ ہے
وہی نقشہ ہے اور وہی ساماں — یہ تو لا ریب ہے، وہی جاناں
سب کو مشتاق کر گئی تھی خبر — کہ یہ فرما گئے تھے خیر بشر

کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِیْکُمْ
اِبْنُ مَرْیَمَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ

بدھ، ہندو، یہود، عیسائی — اہل اسلام و پارسی، بہائی
راہ تکتے تھے میرے پیارے کی — سب کو حاجت تھی اس سہارے کی
ہمہ تن شوق تھا ہر اک دانا — یاد تھا یہ نبی کا فرمانا

کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِیْکُمْ
اِبْنُ مَرْیَمَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ

بن کے مہمان تم میں یہ آئیگا — پر وہ کھانا تمہیں کھلائے گا
دین بر حق کو زندہ کر دیگا — پاک دل میں سرور بھر دیگا
حکم فَلْیَفْرَحُوْا بجا لاؤ — نغمۂ عاشقانہ یوں گاؤ

کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِیْکُمْ
اِبْنُ مَرْیَمَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ

(الفضل قادیان،19فروری1924ء)

حضرت مسیح موعودؑ اور عہد کا دن

یہی ہے آنیوالا جو کہ آیا ❁ مبارک وہ ہے جو ایمان لایا

(قاضی محمد یوسف احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ پشاور)

سنو! اَے دوستو موعود آیا — خدانے عہد کا دن ہے دکھایا
وہ آنیوالا یہ احمدؐ نبی ہے — محمدؐ کا مطیع اور اُمتی ہے
خدا سے وحی پاکر اور رسالت — ہوا مبعوث لایا ہے ہدایت
وہ لایا دین حق اور نور ایماں — مسلماں کو بنانے پھر مسلماں
کلام اللہ قرآن ہے شریعت — اسی کے اتباع کی لی ہے بیعت

یہی ہے آنیوالا جو کہ آیا
مبارک وہ ہے جو ایمان لایا

بشارت جس کی عیسیٰ نے سنائی — یہی احمدؐ ہے سن اَے میرے بھائی
یہی احمدؐ مسیح امتی ہے — نہ عیسیٰ ناصری جو موسوی ہے
مسیح ناصری تو مرگیا ہے — مسیح اُمتی لو آگیا ہے
جسے سمجھا تھا تم نے آسماں میں — ہوا ظاہر زمیں پر قادیاں میں
چڑھا مشرق کے مطلع پر یہ خاور — ہوئے مغرب کے ملک اس سے منور

نکل آیا ہے دن جاتی رہی رات
معمہ حل ہوا روشن ہوئی بات

(مطبوعہ اخبار الفضل قادیان دارالامان 25/جنوری 1923، صفحہ 2)

128واں جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ 29، 30 اور 31/دسمبر 2023ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 128ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 29، 30اور 31/دسمبر 2023ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کردیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہرلحاظ سے کامیابی اوراس کے بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad